بسم اللہ الرحمن الرحیم

أفحسبتم أنما خلقناكم عبثا وأنكم إلينا لا ترجعون

کیا تم یہ سمجھتے ہو کہ ہم نے تم کو یونہی پیدا کیا اور کیا تم ہمارے پاس لوٹائے نہیں جاؤ گے

برزخ

مؤلفہ

شیخ المشائخ

حضرت سید محمد ذوقی شاہ رحمۃ اللہ علیہ

VERSAL BOOKS
302 Zulqarnain
Chambers
Road, Lahore.

اشاعت : ۱۳۹۶ھ مطابق ۱۹۷۶ء

کتابت : عاشق ظرفی شہیدی

طباعت : سول اینڈ ملٹری پریس۔ کراچی

تقسیم کنندہ برائے پنجاب :

المعارف گنج بخش روڈ۔ لاہور

DATA ENTERED

ناشر :

محفلِ ذوقیہ

بی/۵۲۹۔ فیڈرل بی ایریا۔ بلاک ۱۳۔ کراچی

تعارف

★

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الحمد للہ وحدہ والصلوٰۃ والسلام علیٰ رسولہ الکریم

شیخ المشائخ حضرتِ شاہ سید محمد ذوقی چشتی صابری رحمتہ اللہ علیہ کی یہ تصنیف جس کا نام "برزخ" ہے ۱۳۳۲ھ میں طبع ہوئی تھی۔ لیکن عرصہ دراز سے اس کے نسخے نایاب ہیں۔ اس لئے حضرتِ اقدسؒ کے خلیفہ اجلّ حضرت شاہ شہید اللہ فریدی عمّ فیوضہ، نے اس کی اہمیت کے پیشِ نظر خواہش ظاہر کی کہ اگر یہ کتاب ازسرِنو شائع ہوجائے تو عوام الناس کو اس سے کافی فائدہ پہنچے گا۔ چنانچہ بعض اراکینِ مُحفلِ ذوقیہ نے یہ خدمت اپنے ذمّہ لی اور اس اشاعتِ کتاب کی سعادت حاصل کرلی۔ فَجَزَاھُمُ اللّٰہُ خَیْرَ الْجَزَاءِ

اس کتاب کی ایک خوبی یہ ہے کہ جو لوگ موت کو آخری چیز سمجھتے ہیں اور اس دنیا سے رحلت کے بعد والی زندگی یعنی برزخی زندگی کے قائل نہیں ہیں۔ اُنھیں اُن کی جہالت کی تاریکی میں روشنی دکھاتی ہے۔ کتاب اللہ اور اقوال و افعالِ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے انوار کی ضیاپاشیوں سے اُن کی رہنمائی

Marfat.com

کرتی ہے۔ اس میں نہایت قوی دلائل کے ساتھ حیات بعد الممات کے مسئلہ کو ثابت کیا ہے۔ اس تصنیف کے ذریعہ حضرت شاہ صاحبؒ نے بہت ہی پیارے انداز میں عالم برزخ کی سیر کرائی ہے۔ اس میں صراحت کے ساتھ یہ بتایا گیا ہے کہ برزخ کا مطلب ہی دو مختلف چیزوں کے درمیان ایک پردہ یا روک۔ مگر ایسا پردہ یا ایسی روک جو جُدا کرنے والی بھی ہے اور ملانے والی بھی۔ روحِ انسانی عالم ناسوت میں آنے سے قبل عالمِ ملکوت میں جمع رہتی ہے اور وہاں سے وہ عالمِ مثال یعنی عالمِ برزخ میں نزول کرتی ہوئی اپنی صورتِ مثالی میں قیام کرتی ہے تاکہ اسے عالمِ اجساد یا ناسوت میں رہنے کی صلاحیت حاصل ہوسکے۔ اس کے بعد اسی طرح روحِ انسانی اپنی صورتِ مثالی کے ساتھ تدریجی نزول کرتی ہوئی ایک اور برزخ اختیار کرلیتی ہے جسے بطنِ مادر کہا جاتا ہے۔ جہاں وہ جسدِ عنصری میں قیام پذیر ہوکر معیّنہ مدّت کے بعد مفوّضہ ذمہ داریوں کی تکمیل کے لئے بطون سے ظہور میں نزول کرتی ہے۔

خالقِ کائنات نے اس عالمِ ناسوت کو انسانوں کے لئے دار العمل بنایا ہے اور آخرت کو دار الجزاء۔ ہر انسان کے لئے عالمِ ناسوت یعنی دنیا میں رہائش کی مختلف میعادیں رکھی ہیں۔ تو جب اس کی میعاد ختم ہوجاتی ہے اور وَلَنْ یُّؤَخِّرَ اللّٰہُ نَفْسًا اِذَا جَآءَ اَجَلُھَا کی حدِ فاصل تک اپنے اعمال کی پونجی لئے ہوئے پہنچ جاتا ہے اس وقت اس کی رُوح کو صورتِ مثالی کے ساتھ اعمال کے ذخیرے سمیت قفسِ عنصری سے علیحدہ کردیا جاتا ہے، جسے موت کہتے ہیں۔ اور یہیں سے روح کی تدریجی عروج کی ابتداء ہوتی ہے۔ جس کی کچھ جھلکیاں آپ ان اوراق میں ملاحظہ فرمائیں گے۔ اب روح ایک اور عالمِ برزخ میں پہنچ گئی۔ یہ برزخ اُن برزخی عالموں سے مختلف ہے جن سے روح کو دنیا میں آنے سے پیشتر سابقہ پڑا تھا۔ اب تو روح اپنے جسم مثالی کے ساتھ اس عالمِ برزخ میں حشر تک رحمتِ الٰہی کے سائے تلے ملائکہ، ارواحِ طیبہ اور اپنے اعمالِ صالحہ کی حسین و جمیل شخصیتوں کی ہمراہی کا لطف اٹھاتے ہوئے کیف و سرور

Marfat.com

کی مستیوں میں مگن رہے گی۔ اور آخر الامر اِرۡجِعِیۡۤ اِلٰی رَبِّکِ رَاضِیَۃً مَّرۡضِیَّۃً کے خطاب دلنوازی سے نوازی جائے گی۔ اور فَادۡخُلِیۡ فِیۡ عِبٰدِیۡ وَادۡخُلِیۡ جَنَّتِیۡ کے انعام سے سرفراز ہوگی۔ اَللّٰھُمَّ اجۡعَلۡنَا مِنۡھُمۡ یا پھر خبثِ اعمال کی سنگینی کے مطابق غضب الٰہی کے تحت بے انتہا ڈراونی صورت والے ملائکہ عذاب کی تہدیدی کارروائیوں کے ساتھ اپنے اعمالِ قبیحہ اور عقائدِ فاسدہ کی نہایت ہی کریہ المنظر اور مہیب شکلوں میں گھری ہوئی قیامت تک دردناک عذاب میں مبتلا رہے گی۔ اور بالآخر اُسے اِنَّ عَلَیۡنَا حِسَابَھُمۡ کی عدالتِ عالیہ سے وَاَمَّا مَنۡ خَفَّتۡ مَوَازِیۡنُہٗ کی پاداش میں فَاُمُّہٗ ھَاوِیَۃٌ کی ہولناک سزا سنادی جائے گی۔ اور لَتَرَوُنَّ الۡجَحِیۡمَ ثُمَّ لَتَرَوُنَّھَا عَیۡنَ الۡیَقِیۡنِ کی حدود سے گذارتے ہوئے ھٰذِہٖ جَھَنَّمُ الَّتِیۡ کُنۡتُمۡ تُوۡعَدُوۡنَ کے قید خانہ میں ڈھکیل دیا جائیگا۔ اَعَاذَنَا اللّٰہُ اَللّٰھُمَّ لَا تَجۡعَلۡنَا مِنۡھُمۡ

ارحم الراحمین ہمیں برزخ کبریٰ رحمۃ اللعالمین صلی اللہ علیہ وسلم کے طفیل اَشَدُّ حُبًّا لِّلّٰہِ کی نعمت سے سرفراز رکھے اور یہ تمام مراحل باآسانی طے کرادے۔ آمین۔

وَالصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلٰی مُحَمَّدٍ سَیِّدِ الۡاَنۡبِیَاءِ وَالۡمُرۡسَلِیۡنَ
وَعَلٰی اٰلِہٖ وَاَصۡحَابِہٖ وَاَزۡوَاجِہٖ وَالتَّابِعِیۡنَ
وَمَنۡ تَبِعَھُمۡ بِاِحۡسَانٍ اِلٰی یَوۡمِ الدِّیۡنِ

خادم سلسلہ

محمد حسین برے عفی عنہ

Marfat.com

Marfat.com

بسم اللہ الرحمن الرحیم

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ ۔ وَالْعَاقِبَۃُ لِلْمُتَّقِیْنَ وَالصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ
عَلٰی رَسُوْلِہٖ مُحَمَّدٍ وَّاٰلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ اَجْمَعِیْنَ ۔ وَقَالَ اللّٰہُ تَبَارَکَ وَتَعَالٰی

١ زُیِّنَ لِلنَّاسِ حُبُّ الشَّھَوٰتِ مِنَ النِّسَآءِ وَالْبَنِیْنَ وَالْقَنَاطِیْرِ الْمُقَنْطَرَۃِ مِنَ الذَّھَبِ وَالْفِضَّۃِ وَالْخَیْلِ الْمُسَوَّمَۃِ وَالْاَنْعَامِ وَالْحَرْثِ ؕ ذٰلِکَ مَتَاعُ الْحَیٰوۃِ الدُّنْیَا ج وَاللّٰہُ عِنْدَہٗ حُسْنُ الْمَاٰبِ ○

١ زینت دی گئی ہے واسطے لوگوں کے (یعنی اُن کو بھلی معلوم ہوتی ہیں) دُنیا کی مرغوب چیزیں (مثلاً) بی بیاں اور بیٹے اور سونے چاندی کے بڑے بڑے ڈھیر، اور نشان کئے ہوئے عمدہ عمدہ گھوڑے اور مویشی، اور کھیتی (حالانکہ) یہ دُنیا کی زندگی کے (چند روزہ) فائدے ہیں۔ اور ہمیشہ کا اچھا ٹھکانا تو اللہ ہی کے ہاں ہے۔

٢ قُلْ اَؤُنَبِّئُکُمْ بِخَیْرٍ مِّنْ ذٰلِکُمْ ؕ لِلَّذِیْنَ اتَّقَوْا عِنْدَ رَبِّھِمْ جَنّٰتٌ تَجْرِیْ مِنْ تَحْتِھَا

٢ (اے محمدؐ ان سے) کہدے کہ میں تم کو ان (دُنیا کی چند روزہ فائدوں) سے بہت بہتر چیز نہ بتا دوں (وہ

Marfat.com

الْاَنْهٰرُ خٰلِدِیْنَ فِیْهَا وَ اَزْوَاجٌ مُّطَهَّرَةٌ وَّ رِضْوَانٌ مِّنَ اللّٰهِ ۭ وَاللّٰهُ بَصِیْرٌۢ بِالْعِبَادِ ○

یہ ہے) کہ جن لوگوں نے پرہیزگاری اختیار کی اُن کے لئے پروردگار کے ہاں (جنّت کے) باغ ہیں جن کے نیچے نہریں بہتی ہیں (اور وہ) اُن میں ہمیشہ ہمیشہ رہیں گے اور علاوہ ان باغوں کے اُن کے لئے وہاں بی بیاں ہیں ستھری (و پاکیزہ) اور سب سے بڑھ کر جو ان کیلئے انعام ہے وہ) خوشنودی ہے اللہ کی۔ اور اللہ بندوں (کے نیک و بد) کو دیکھتا ہے۔

۳ اَلَّذِیْنَ یَقُوْلُوْنَ رَبَّنَآ اِنَّنَآ اٰمَنَّا فَاغْفِرْ لَنَا ذُنُوْبَنَا وَقِنَا عَذَابَ النَّارِ ج ○

۳ (یہ) وہ لوگ ہیں جو کہتے (رہتے) ہیں۔ کہ اے ہمارے پروردگار ہم (تجھ پر) ایمان لائے تو ہم کو ہمارے گناہ معاف فرما۔ اور ہم کو عذاب دوزخ سے بچا۔

۴ اَلصّٰبِرِیْنَ وَالصّٰدِقِیْنَ وَالْقٰنِتِیْنَ وَالْمُنْفِقِیْنَ وَالْمُسْتَغْفِرِیْنَ بِالْاَسْحَارِ ○

۴ (زبانی اعتراف ہی پر اکتفا نہیں کرتے بلکہ ان اعترافات کے ساتھ) صبر بھی کرتے ہیں (ان تکالیف پر جو انھیں پہنچتی ہیں) اور سچے ہیں اور (خدا کے) فرمانبردار بندے ہیں۔ اور خدا کی راہ میں خرچ کرتے ہیں۔ اور پچھلی رات میں

Marfat.com

(اللہ سے) بخشش مانگتے ہیں۔

۵ شَهِدَ اللّٰهُ اَنَّهٗ لَاۤ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ ۙ وَالْمَلٰٓئِكَةُ وَاُولُوا الْعِلْمِ قَآئِمًاۢ بِالْقِسْطِ ؕ لَاۤ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ الْعَزِيْزُ الْحَكِيْمُ ؕ○

۵ خود اللہ نے اس بات کی شہادت دی کہ اس کے سوا کوئی معبود نہیں۔ اور فرشتوں نے اور اہلِ علم نے بھی گواہی دی۔ (اور اس معبود کی شان کا کیا ٹھکانا) جو انصاف کے ساتھ کارخانۂ عالم کو سنبھالے ہوئے ہے۔ اس غالب حکمت والے کے سوا کوئی لائقِ عبادت نہیں۔

۶ اِنَّ الدِّيْنَ عِنْدَ اللّٰهِ الْاِسْلَامُ قف وَمَا اخْتَلَفَ الَّذِيْنَ اُوْتُوا الْكِتٰبَ اِلَّا مِنْۢ بَعْدِ مَا جَآءَهُمُ الْعِلْمُ بَغْيًاۢ بَيْنَهُمْ ؕ وَمَنْ يَّكْفُرْ بِاٰيٰتِ اللّٰهِ فَاِنَّ اللّٰهَ سَرِيْعُ الْحِسَابِ ○

۶ دین (حق تو) خدا کے نزدیک یہی اسلام ہے۔ اور اہلِ کتاب نے جو (دینِ حق سے) مخالفت کی تو (حق بات) معلوم ہونے کے بعد کی (اور) آپس کی ضد سے کی اور جو شخص خدا کی آیتوں سے منکر ہو تو اللہ کو (اس سے) حساب لینے (اور اس کی نافرمانی کی سزا دینے) میں کچھ دیر نہیں لگتی۔

۷ فَاِنْ حَآجُّوْكَ فَقُلْ اَسْلَمْتُ وَجْهِيَ لِلّٰهِ وَمَنِ اتَّبَعَنِ ؕ وَقُلْ لِّلَّذِيْنَ اُوْتُوا الْكِتٰبَ وَالْاُمِّيّٖنَ ءَاَسْلَمْتُمْ ؕ فَاِنْ اَسْلَمُوْا فَقَدِ اهْتَدَوْا ۚ وَ

۷ پس (اے محمدؐ وہ لوگ) اگر اس پر بھی تجھ سے حجت کریں (تو ان سے) کہدو کہ میں نے تو خدا کے آگے اپنا سرِ تسلیم خم کر دیا اور جو لوگ میرے پیرو ہیں (ان کا بھی یہی حال

Marfat.com

اِنْ تَوَلَّوْا فَاِنَّمَا عَلَيْكَ الْبَلٰغُ
وَاللّٰهُ بَصِيْرٌ بِالْعِبَادِ ○

(آل عمران ع۲)

ہے) اور اہلِ کتاب اور اَن پڑھوں
سے کہدے کہ تم بھی اِسلام لاتے
ہو (یا نہیں) پس اگر اِسلام لے
آئیں۔ تو بیشک راہِ راست پر آگئے
اور اگر مُنہ موڑیں تو تجھ سے
بازپُرس نہیں۔ کیونکہ تجھ پر تو
حُکمِ الٰہی کا ان تک پہنچا دینے
کا ہی ذمّہ ہے (اور بس) اللہ
(اپنے) بندوں کے حال کو
(خوب) دیکھ رہا ہے۔

Marfat.com

مادی ترقی

کہتے ہیں کہ دُنیا نے آجکل بڑی ترقی کی ہے۔ علوم و فنون میں حیرت انگیز اِضافہ ہو رہا ہے معلومات جدیدہ نے زندگی کے ہر شعبہ میں انقلابات عجیبہ پیدا کر دیئے ہیں۔ جن کا ماحصل یہ بیان کیا جاتا ہے۔ کہ حضرت انسان کے لئے تقریباً ہر قسم کی آسانیوں و آسائشوں میں دِل خوش کُن اِضافہ نظر آنے لگا ہے۔ مجھے اِس وقت اِس سے بحث نہیں کہ لوگوں کے یہ خیالات کِس حد تک درُست ہیں۔ مجھے سائنس کے تعجب خیز انکشافات سے سروکار نہیں۔ نہ مجھے اُن بے شمار تن آسانیوں اور سامانِ تعیّش سے غرض ہے جو باشندگان کرۂ ارضی کے صدیوں کے تجربہ اور ہزارہا سال کی کوشِش متواترہ کا نتیجہ ہیں۔ میں تو ایک اور ہی راگ الاپنا چاہتا ہوں۔

ایک اور سیرگاہ

دُنیا اور دین کی دلآویزیوں میں محو۔ دُنیا کی دِلفریبیوں سے سرشار۔ دُنیا کی حیرت انگیزیوں سے مبہوت اور دُنیا کی مادی لذّات کو اپنا نصب العین قرار دیکر

Marfat.com

اُسی کے ہو رہنے والے گروہ کے تبدیلیٔ ذائقہ کے لیۓ میں ایک دسترخوان چُننا چاہتا ہُوں۔ ان کے لیۓ ایک نئی سَیرگاہ۔ ایک نئی عشرت سرائے کی دلچسپیوں پر سے پردہ اُٹھانے کی کوشش کرتا ہوں۔ انھیں بہ آوازِ بلند یہ سُنانا چاہتا ہوں کہ:

یٰقَوْمِ اِنَّمَا هٰذِهِ الْحَیٰوةُ الدُّنْیَا مَتَاعٌ ؗ وَّاِنَّ الْاٰخِرَةَ هِیَ دَارُ الْقَرَارِ ○ (مومن۔ ع ۵)	اے میری قوم یہ دُنیا کی زندگی تو (چند روزہ) فائدہ اُٹھانے کی چیز ہے اور بلاشبہ آخرت ہی قرار و قیام کی جگہ ہے۔

دُور اندیشی

میں ان سے پکار پکار کر یہ کہنا چاہتا ہُوں۔ کہ دھوکہ نہ کھاؤ۔ غفلت سے نکلو، اپنی حالت موجودہ پر اعتمادِ کُلّی نہ کرلو۔ زمانۂ حال پر اپنے مُستقبل کو قربان نہ ہونے دو، بلکہ آنکھ اُٹھا کر ذرا آگے دیکھو، اگر دُور تک نظر نہیں جاتی۔ تو کسی دُوربین کا استعمال کرو، مگر للہ آگے دیکھو۔ اپنے آگے دیکھو۔ اور دیکھو کہ تم کہاں جا رہے ہو۔ تم اور تمہارے ساتھ یہ سارا جہان ایک روش پر ہے۔ تم سب کے سب کسی طرف کو بڑھ رہے ہو، کسی طرف کو چل رہے ہو۔ دیکھو کہ کدھر جا رہے ہو۔ ہر عقلمند شخص چلتے وقت اپنے آگے دیکھتا ہے۔ ہر آنکھوں والا ایک گذرگاہ سے گذرتے وقت اپنی آنکھوں سے کام لیتا ہے۔ جس کے آنکھیں نہیں ہوتیں وہ کسی آنکھوں والے کی آنکھوں سے فائدہ اُٹھاتا ہے۔ لکڑی سے ٹٹول ٹٹول کر قدم بڑھاتا ہے۔ تم کو کیا ہو گیا ہے کہ تم اپنی آنکھوں پر سے پردہ نہیں اُٹھاتے۔ تم اپنے بچّوں کو نصیحت کرتے ہو کہ کھیل کُود میں وقت ضائع نہ کرو۔ لکھو۔ پڑھو۔ قابلیّت پیدا کرو۔ اور اپنی مُستقبل زندگی کو عزّت و راحت سے بسر کرنے کی اپنے میں استعداد پیدا کرو۔ تم اپنے جوانوں کو نصیحت کرتے ہو۔ کہ اپنی جوانی لہو و لعب میں نہ گنواؤ۔ جوانی کی بے اعتدالیوں سے اپنے قوا ضعیف

Marfat.com

غیر مآل اندیشانہ رویہ اور غیر منفعت بخش ولولوں میں اپنا روپیہ برباد نہ کرو۔ بلکہ بڑھاپے کا خیال کرو۔ ضعیف العمری اپنی بھیانک آنکھیں تمہیں دکھا رہی ہے خوش اسلوبی سے اپنی جوانی بسر کرو۔ تاکہ ضعیفی میں بُری گت نہ بنے۔ صحت کا خیال رکھو۔ تاکہ قوتِ جسمانی بڑھاپے تک ساتھ دے۔ روپیہ پیسہ کو فضول خرچی سے برباد نہ کرو۔ تاکہ ہاتھ پیر جواب دے دیں تو دوسروں کی محتاجی نہ ہو۔ تم یہ ساری نصیحتیں اپنے بچوں اور اپنے جوانوں کو کرتے ہو۔ مگر کیا قیامت ہے کہ تم خود ان پر عمل نہیں کرتے۔ تم دوسروں کو ان کے مستقبل پر نظر رکھنے کی ہدایت کرتے ہو۔ مگر خود اپنے مستقبل پر نظر نہیں رکھتے۔ نظر رکھنا کیا معنی تم کو اپنا مستقبل نظر نہیں آتا۔ تمہاری نظر صرف بڑھاپے تک جاکر رُک جاتی ہے اس سے آگے تم نہیں دیکھتے۔ نہ تمہارا جی چاہتا ہے کہ دیکھو۔ تم خوب جانتے ہو۔ کہ اس سے آگے بھی کچھ ہے۔ اور ایک ایسی یقینی اور زبردست چیز ہے۔ جس کے مقابلہ کے لئے تم بالکل عاجز ہو۔ جو بچے کے لئے جوانی سے زیادہ یقینی اور جوان کے لئے بڑھاپے سے زیادہ اٹل اور اٹل ہے۔

موت جو تمہاری خوشیوں کو برباد۔ تمہاری لذتوں کو نیست و نابود کر دیا کرتی ہے۔ جسے موت کہتے ہیں۔ تم اپنی آنکھوں سے دیکھتے ہو۔ کہ موت آتی ہے۔ بلا امتیاز مذہب و ملت۔ بلا امتیاز ادنیٰ و اعلیٰ آتی ہے۔ اور کس تحکمانہ شان کے ساتھ آتی ہے۔ کہ تمام دنیا کی سلطنتیں اپنی متفقہ قوت سے۔ تمام دنیا کے حکیم و فلاسفر طبیب و ڈاکٹر۔ عقلاء و مدبر اپنی بہترین سے بہترین تدبیروں سے اُسے ایک لمحہ کے لئے ٹال نہیں سکتے:۔

فَاِذَا جَآءَ اَجَلُهُمْ لَا يَسْتَاْخِرُوْنَ سَاعَةً وَّلَا يَسْتَقْدِمُوْنَ ۝ (الاعراف ع ۴)	پس جب پہنچتا ہے۔ وقت ان کی اجل کا تو نہ ایک ساعت پیچھے رہ سکتے ہیں۔ نہ ایک ساعت آگے بڑھ سکتے ہیں۔

تم یہ بھی دیکھتے ہو کہ وہ ہر جگہ آتی ہے۔ ہر موسم میں آتی ہے۔ ہر عمر میں آتی ہے۔

بلکہ تجربہ نے تم پر ثابت کر دیا ہے کہ بڑھاپے کی نسبت جوانی میں۔ جوانی کی نسبت لڑکپن میں اور لڑکپن کی نسبت بچپن میں زیادہ آتی ہے۔

اَیْنَمَا تَكُوْنُوْا يُدْرِكْكُّمُ الْمَوْتُ وَلَوْ كُنْتُمْ فِیْ بُرُوْجٍ مُّشَيَّدَةٍ ط (النسآء ع ۱۱)	تم کہیں بھی رہو موت تم کو آ ہی دبوچے گی خواہ تم مضبوط بُرجوں ہی میں کیوں نہ ہو۔

مگر باوجود اِس یقین کے تمہارا جی نہیں چاہتا۔ کہ تم اُس پر نظر ڈالو۔ تم اُس کا ذِکر کرو یا تم اُس کا ذِکر سُنو۔

يَجْعَلُوْنَ اَصَابِعَهُمْ فِیْٓ اٰذَانِهِمْ مِّنَ الصَّوَاعِقِ حَذَرَ الْمَوْتِ ط (البقرۃ ع ۲)	ٹھونس لیتے ہیں اُنگلیاں اپنے کانوں میں کڑک کی وجہ سے موت سے ڈر کر۔

مگر میں چاہتا ہوں کہ تھوڑی دیر تک مَیں تم سے اُسی کی باتیں کروں۔ اُس کی تلخی اور اُس کی لذّت کے خیال میں تمہیں اپنا شریک بناؤں۔ اور اُس مستقبل کی ایک خفیف سی جھلک دیکھوں اور دکھاؤں۔ جو تم میں ہر شخص کے لئے یقینی ہے۔

ناپائیداری دُنیا

اِن باتوں کو اگر مجھ سے سُننا اور اُن سے کچھ حظ اُٹھانا چاہتے ہو۔ تو دُنیا کی دِلچسپیوں کو تھوڑی دیر کے لئے بھول جاؤ۔ اِس دارِ فانی کی لذّتوں کو عارضی سمجھنے میں ذرا دیر میرا ساتھ دو۔ اس عیّارہ کی عشوہ گری اور فریب دہی کو نظرِ حقارت سے دیکھو۔ اور کلام الٰہی کی اِس فیصلہ کُن تنبیہ پر گہری فکر سے ذرا غور کرو :۔

اِعْلَمُوْٓا اَنَّمَا الْحَيٰوةُ الدُّنْيَا لَعِبٌ وَّلَهْوٌ وَّزِيْنَةٌ وَّتَفَاخُرٌ بَيْنَكُمْ وَتَكَاثُرٌ فِی الْاَمْوَالِ	اسے معلوم کر لو! کہ دُنیا کی زندگی محض کھیل اور تماشا اور زینت (و آرائش) اور تمہارے آپس میں

Marfat.com

وَالْاَوْلَادِ ؕ كَمَثَلِ غَيْثٍ اَعْجَبَ
الْكُفَّارَ نَبَاتُهٗ ثُمَّ يَهِيْجُ
فَتَرٰىهُ مُصْفَرًّا ثُمَّ يَكُوْنُ
حُطَامًا ؕ وَفِي الْاٰخِرَةِ عَذَابٌ
شَدِيْدٌ ۙ وَّمَغْفِرَةٌ مِّنَ اللّٰهِ
وَرِضْوَانٌ ؕ وَمَا الْحَيٰوةُ
الدُّنْيَآ اِلَّا مَتَاعُ الْغُرُوْرِ ۝

(الحدید ع ۳)

فخر (وستائش) اور مال و اولاد کی
ایک دوسرے سے زیادہ طلب (و
خواہش) ہے۔ (اس زندگی کے
عارضی ہونے اور بالآخر فنا ہوجانے
میں اس کی مثال ایسی ہے) جیسے
بارش کہ (اس سے کھیتی اُگتی ہے
اور) کسانوں کو کھیتی بھلی لگتی ہے
پھر وہ خوب زور پر آتی ہے۔ پھر
(اے دیکھنے والے) تو اس کو دیکھتا
ہے کہ (پک کر) زرد پڑ جاتی ہے
پھر چُورا چُورا ہو جاتی ہے (مگر
خصوصیت کے ساتھ قابلِ غور یہ
امر ہے۔ کہ کھیتی تو ریزہ ریزہ ہوکر
نیست و نابود ہو جاتی ہے۔ لیکن
اس دُنیا کی زندگی کے بعد بھی
ایک زندگی ہے۔ زندگی آخرت)
اور آخرت میں (نافرمانوں کیلئے)
عذاب شدید اور (نیک بختوں
کیلئے) اللہ کی طرف سے بخشش
ہے اور رضامندی (جب صورت
معاملات یوں ہے۔ تو اس امر کے
تسلیم کرنے میں کیا عذر ہو سکتا ہے
کہ) دُنیا کی زندگی کچھ نہیں صرف

Marfat.com

دھوکا ہی دھوکا ہے۔

حق تعالیٰ کے اس سچے اِرشاد پر غور کرو۔ اور دُنیا کی ناپائیداری پر اعتماد کو پختگی سے جما کر اپنی نگاہِ تصوّر کو ذرا موت کی جانب پھیرو۔ کیونکہ جن عجائبات کی میں تمھیں سیر کرانی چاہتا ہوں۔ جن گذرگاہوں میں سے میں تمھیں لے جانا چاہتا ہوں۔ اُن کا باب داخلہ دہلیز موت ہے۔ یہ وہ دہلیز ہے۔ جس میں سے ہر خاص و عام کا گذرنا لازمی ہے۔ "کُلُّ نَفْسٍ ذَائِقَۃُ الْمَوْتِ" اِس سے کسی کو چھٹکارا نہیں۔ یہ اُن بدیہات میں سے ہے۔ جس سے کسی متنفس کو انکار نہیں۔ خواہ کسی مذہب کا پیرو ہو یا نہ ہو۔

مفہومِ مَوت

اختلاف ہے۔ تو صِرف اصلیّتِ مَوت کے مفہوم میں۔ بعض ہیں۔ جو موت کو ایک تبدیلیِ حالت کا بِگل سمجھتے ہیں۔ ایک نئی زندگی کا آغاز قرار دیتے ہیں مگر بعض ایسے بھی ہیں اور آجکل ان کی کثرت ہے۔ جو اس دھوکے میں ہیں کہ موت ایک اختتامِ کُلّی ہے۔ ہر قسم کی زندگی اور جُملہ محسوسات و ادراکات کا خاتمہ کر دینے والی چیز ہے۔ اس کے بعد کوئی اور زندگی نہیں۔ وہ کہتے ہیں:-

اِنْ هِيَ اِلَّا حَيَاتُنَا الدُّنْيَا وَمَا نَحْنُ بِمَبْعُوْثِيْنَ ۝ (الانعام ع ۳)	ہماری جو دُنیا کی زندگی ہے بس یہی (زندگی) ہے اور ہم (مرنے کے بعد) پھر زندہ نہیں کئے جائیں گے۔

یہ وہ لوگ ہیں جن کی عقل ایک حدِ معیّن تک پہنچ کر رُک جاتی ہے لیکن وہ اُسے سمجھتے ہیں کہ کمال کے انتہائی نکتہ تک پہنچ گئی ہے۔ اُن کی سمجھ بعض چیزوں کے احاطہ سے قاصر ہے۔ لیکن وہ خیال کرتے ہیں کہ جو بات ان کے فہم میں نہیں آتی وہ امکان سے خارج ہوتی ہے۔ اُن کی معلومات محدود ہوتی ہے۔ مگر وہ اُسے

Marfat.com

غیر محدود تصوّر کرتے ہیں۔ ان کی نظر کچھ دور جا کر ٹھٹھر جاتی ہے مگر وہ یقین کر لیتے ہیں کہ موجوداتِ عالم میں سے کوئی شے اُن سے پوشیدہ نہیں۔ اور اپنی اس خیالی ہمہ دانی پر پورا اعتماد کر کے اپنے زُعم باطل میں ممکنات و غیر ممکنات کے درمیان وہ ایک خطِ مستقیم قائم کر دیتے ہیں۔ چونکہ حیات بعد الممات کا امکان ان کے فہم سے بالاتر ہے۔ وہ اُسے غیر ممکن قیاس کر کے اس سے قطعاً منکر ہو جاتے ہیں:

وَغَرَّتْهُمُ الْحَيٰوةُ الدُّنْيَا (اعراف ع ۶)

اور فریب دیا ہے ان کو دُنیا کی (اس) زندگی نے۔

یہ وہ لوگ ہیں جن کی نسبت اللہ عزّ وجل فرماتا ہے:

يَعْلَمُوْنَ ظَاهِرًا مِّنَ الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا ۚ وَهُمْ عَنِ الْاٰخِرَةِ هُمْ غٰفِلُوْنَ ۝ (الروم ع ۱)

وہ جانتے ہیں دُنیا کی (اس) زندگی کے ظاہر کو آخرت سے (وہ بالکل) غافل ہیں۔

میرے مخاطب کون ہیں

مگر ان صفحات میں میرا روئے سخن اُس گروہ کی جانب نہیں جس نے اپنی ناقص عقل کو خُدا بنا لیا ہے جس نے چند نامکمل تجربوں اور منتشر ظنّیات کو اپنا معبود قرار دے لیا ہے میں ان اوراق میں ملحدوں اور دہریوں سے اُلجھنا نہیں چاہتا مجھ میں اتنی قوت نہیں کہ میں اُن کے مُنہ آؤں جن کی نسبت وہ قادرِ مطلق۔ وہ احکم الحاکمین ارشاد فرماتا ہے:

وَلَوْ اَنَّنَا نَزَّلْنَآ اِلَيْهِمُ الْمَلٰٓئِكَةَ وَكَلَّمَهُمُ الْمَوْتٰى وَحَشَرْنَا عَلَيْهِمْ كُلَّ شَيْءٍ قُبُلًا مَّا كَانُوْا لِيُؤْمِنُوْٓا اِلَّآ اَنْ يَّشَآءَ اللّٰهُ وَلٰكِنَّ اَكْثَرَهُمْ يَجْهَلُوْنَ ۝ (الانعام ع ۱۴)

اور اگر ہم ان کے پاس فرشتوں کو بھیج دیتے اور ان سے مُردے باتیں کرنے لگتے اور ہم تمام موجودات (غیبیہ) کو ان کے پاس انکی آنکھوں کے رُوبرو لا کر جمع کر دیتے تب بھی

Marfat.com

یہ لوگ ایمان نہ لاتے۔ ہاں اگر خُدا ہی چاہے تو اور بات ہے۔ ولیکن ان میں زیادہ لوگ جہالت کی باتیں کرتے ہیں۔

اور فرماتا ہے:۔

وَلَوْ اَنَّ قُرْاٰنًا سُیِّرَتْ بِهِ الْجِبَالُ اَوْ قُطِّعَتْ بِهِ الْاَرْضُ اَوْ كُلِّمَ بِهِ الْمَوْتٰى ط

(الرعد۔ع ۴)

اور اگر کوئی قرآن ایسا ہوتا کہ اُس (کی تاثیر) سے پہاڑ چل پڑتے یا زمین پھٹ جاتی یا مُردوں سے کلام کر سکتے (تب بھی وہ ایمان نہ لاتے)

اور ایک اور جگہ فرماتا ہے:۔

وَلَوْ فَتَحْنَا عَلَيْهِمْ بَابًا مِّنَ السَّمَآءِ فَظَلُّوْا فِيْهِ يَعْرُجُوْنَ لا لَقَالُوْٓا اِنَّمَا سُكِّرَتْ اَبْصَارُنَا بَلْ نَحْنُ قَوْمٌ مَّسْحُوْرُوْنَ ○

(الحجر۔ع ۱)

اور اگر ہم ان لوگوں پر آسمان کا ایک دروازہ بھی کھول دیں اور یہ لوگ دن دہاڑے اُس دروازہ سے (آسمان پر) چڑھ جائیں تب بھی یہی کہیں گے۔ کہ سوائے اس کے نہیں۔ کہ ہماری آنکھیں مست ہو گئی ہیں (یعنی یہ نظر بندی کا شعبدہ ہے) بلکہ ہم پر جادُو کر دیا گیا ہے۔

میرا روئے سخن ایسے لوگوں کی جانب نہیں۔ کیونکہ:

فِيْ قُلُوْبِهِمْ مَّرَضٌ فَزَادَهُمُ اللّٰهُ مَرَضًا ج (البقرۃ۔ع ۲)

ان کے دلوں میں بیماری ہے پس بڑھائی اللہ نے ان کی بیماری۔

میں صرف اُنہی کو مخاطب کرتا ہوں۔ جو اپنی گردن ہر چیز کے خالق، اُسی ایک سچے خُدا۔ یعنی احکم الحاکمین کی اطاعت کے لئے جُھکا چکے ہیں، جنھوں نے ناممکن کو ممکن کر دکھانے

والی سرکار کے آگے سرِ تسلیم خم کر دیا ہے۔ جو اپنے سچے پروردگار کی منادی کو اُس کے سچے اور برگزیدہ ایلچی کی زبانی سُن کر بول اُٹھے ہیں کہ :۔

سَمِعْنَا وَاَطَعْنَا	ہم نے سُنا اور ہم نے مانا

میں صِرف انہی بندگانِ خدا کو حق تعالیٰ کا یہ پیغام سُنانا چاہتا ہُوں کہ :۔

اِنَّ الَّذِيْنَ لَا يَرْجُوْنَ لِقَآءَنَا وَرَضُوْا بِالْحَيٰوةِ الدُّنْيَا وَاطْمَاَنُّوْا بِهَا وَالَّذِيْنَ هُمْ عَنْ اٰيٰتِنَا غٰفِلُوْنَ ۝ اُولٰٓئِكَ مَاْوٰهُمُ النَّارُ بِمَا كَانُوْا يَكْسِبُوْنَ ۝ (یونس ع ۱)	تحقیق جو لوگ کہ اُمید نہیں رکھتے ہماری مُلاقات کی اور دُنیا کی زندگی سے رضا مند ہو گئے۔ اور (آخرت کے خیال کو دل سے نکال کر) اطمینان سے زندگی بسر کرنے لگے اور جو لوگ ہماری نشانیوں سے غافل ہیں۔ وہ (ایسے) لوگ ہیں جن کے رہنے کا ٹھکانا بسبب ان کے کرتوت کے دوزخ[۱] ہے۔

اس کے بعد معترضین کے اعتراضات اور مخالفین کی مخالفت سے انھیں بے پروا کر دینے کی غرض سے مندرجۂ ذیل الفاظِ ربّانی اُن کے گوش گزار کرتا ہُوں :۔

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا عَلَيْكُمْ اَنْفُسَكُمْ ۚ لَا يَضُرُّكُمْ مَّنْ ضَلَّ اِذَا اهْتَدَيْتُمْ ؕ اِلَى اللّٰهِ مَرْجِعُكُمْ جَمِيْعًا فَيُنَبِّئُكُمْ بِمَا كُنْتُمْ	اے مومنو! تم پر لازم ہے اپنے نفسوں کی اِصلاح۔ اگر تم راہِ راست پر ہو تو دُوسروں کی گمراہی تم کو کوئی ضرر نہ پہنچائے گی خُدا ہی کی طرف

---

[۱] ابن کثیر فرماتے ہیں کہ اس آیت پاک سے معلوم ہُوا کہ جس میں یہ تین نشانیاں ہوں وہ جہنمی ہے :۔

۱۔ آخرت سے نڈر ہو۔

۲۔ دُنیائے فانی سے دلبستگی رکھتا ہو۔

۳۔ اللہ جلّ جلالہٗ کی نشانیوں سے غافل ہو۔

تَعۡمَلُوۡنَ ۝ (اَلۡمَآئِدَۃ ۱۴ع)	تم سب کو مُڑ کر جانا ہے تمہارے (اس عالم کے) اعمال وہ تم کو جتا دے گا۔

ضرورتِ تخاطب

اِس تخاطب کی مَیں ضرورت محسوس کرتا ہُوں ـ مَیں دیکھتا ہُوں ـ کہ اِس زمانہ کے الحادِ عالمگیر کی دیمک نے نادان مُسلمانوں کے ایمان کو چاٹنا شُروع کردیا ہے۔ ان کے مذہبی عقائد کو متزلزل کر دیا ہے۔ ان کی استقامتِ قلب کو صدمہ پہنچایا ہے۔ ان میں ایسے لوگ کثرت سے نظر آنے لگے ہیں۔ جو زبان سے اِسلام کا اقرار کرتے ہیں۔ مگر دِل ان کے اِسلام کی قبولیّت کی استعداد نہیں رکھتے۔ معمولی عقل سے بالاتر امور کا انھیں یقین نہیں آتا۔ حیات مابعد کا مسئلہ ان کی عقلوں کو چکّر میں ڈال دیتا ہے۔ عذابِ قبر اور موت کے بعد کی نعمتیں ان کے دماغ کو اُلجھن میں ڈال دیتا ہے۔

مُذَبۡذَبِیۡنَ بَیۡنَ ذَالِکَ	یعنی ان باتوں کے متعلق تذبذب میں ہیں۔

اِس لئے میں چاہتا ہُوں کہ ایسے مُسلمانوں کی ہدایت و رہبری کے لئے موت اور بعد الموت کے متعلّق وہ صحیح امور جو **برزخ** سے متعلّق ہیں۔ اور جن پر ایمان لائے بغیر انسان مومن نہیں ہوتا۔ نیز وہ دِلچسپ و مفید معلومات جس کا علم مومنوں کے لئے باعثِ تازگیِ ایمان اور موجبِ رغبت الی اللہ ہو۔ ان اوراق میں مختصرًا اور عام فہم پیرایہ میں ہدیۂ ناظرین کروں۔

ایک مثال

تم کو کبھی پردیس جانے کا اِتفاق ہُوا ہے۔ کسی ایسی جگہ جانے کی ضرورت

پیش آئی ہے جس کی تم نے بے انتہا تعریف سُنی ہو۔ جو نہایت دلچسپ بارونق شہر ہو۔ جس میں بے شمار تفریح گاہیں۔ اور بے شمار سیرگاہیں ہوں جس میں دلبستگی کے لئے انواع واقسام کے سامان موجود ہوں جہاں کے لوگ نہایت خوش باش بے انتہا خلیق اور انتہا درجہ کے متواضع ومہمان نواز ہوں۔ جہاں اعلیٰ درجہ کے لذیذ لذیذ کھانے اور خوش ذائقہ میوے دستیاب ہوتے ہوں جہاں کی آب وہوا نہایت مفید وفرحت بخش ہو۔ ایسے مقام پر جاتے وقت تم کیا کرتے ہو؟ تم پہلے وہاں کے حالات دریافت کرتے ہو۔ جس قدر تمہاری معلومات وہاں کے متعلق وسیع ہوتی جاتی ہے۔ اُسی قدر تمہارا اشتیاق وہاں کے لئے بڑھتا جاتا ہے۔ وہاں کے لئے جس سازوسامان کی تم ضرورت دیکھتے ہو اُسے مہیا کرتے ہو۔ تاکہ وہاں کے لذائذ ودلچسپیوں سے تم پوری طرح فائدہ اُٹھا سکو۔ اگر ممکن ہوتا ہے۔ تو وہاں کے لئے تم تعارفی خطوط حاصل کرنے کی کوشش کرتے ہو۔ تاکہ وہاں جاکر تم اجنبیت وبیگانگت محسوس نہ کرو۔ ان تیاریوں کے ساتھ وہاں جاتے ہو اور وہاں کا پورا پورا لطف اُٹھاتے ہو۔ جاتے ہی وہاں کی دلچسپیوں میں ایسے محو ہو جاتے ہو کہ اپنا وطن تمہیں یاد تک نہیں آتا۔ اور یاد آتا بھی ہے تو بیچین نہیں کرتا۔ پریشان نہیں کرتا۔

برعکس اس کے اگر کسی ضرورت یا کسی حاکم کے حکم سے تمھیں ایسے شہر کے جانے پر مجبور ہونا پڑتا ہے جس سے تمھیں کوئی دلچسپی نہیں۔ اور تمہارا دل تمہارے ہی وطن کی دلبستگیوں میں اُلجھا ہوتا ہے۔ تو تمہارے لئے قیامت کا سامنا ہوتا ہے۔ وہ نیا شہر اوروں کے لئے خواہ کتنا ہی دلچسپ ہو تمہارے لئے دوزخ ہو جاتا ہے۔ وہاں پہنچ کر تمہیں وحشت ہوتی ہے۔ تم ایک دن میں وہاں گھبرا جاتے ہو۔ ایک ایک ساعت تمہارے لئے پہاڑ ہوتی ہے۔ بات بات میں تمھیں اپنا وطن یاد آتا ہے۔ کسی صورت سے پَر لگا کر وہاں سے اُڑ آنے کو جی چاہتا ہے اور اگر اس حالت میں چند موانعات پیش آگئے یا تمہارے حاکم نے تمھیں یہ حکم سُنا دیا۔ کہ اب تم اپنے وطن کو کبھی واپس نہیں جا سکتے۔ تو تمہاری زندگی تمہارے لئے موت سے بدتر ہو جاتی ہے۔ تمہارا جی خودکشی کر لینے کو چاہتا ہے۔ مگر تم

Marfat.com

جانتے ہو۔ کہ خودکشی بھی تمہیں تمہارے وطن میں واپس نہیں لے جاسکتی۔ تڑپتے ہو۔ اور دَم دے دینا چاہتے ہو۔ مگر اس کی بھی اجازت نہیں۔

یہی حالت برزخ کی ہے۔ اگر برزخ کی دلچسپیوں اور وہاں کے عجائبات سے تم نے اپنے آپ کو مانوس کرلیا ہے۔ تو بڑے شوق و اشتیاق سے تم وہاں کے منتظر رہتے ہو۔ اس دُنیا میں تمہارا جی نہیں لگتا۔ اور اسے تم ایک جلد ختم ہوجانے والی مسافت تصوّر کرتے ہو۔ لیکن اگر وہاں سے غیر مانوس رہے اور یہیں کے مشاغل میں تمہارا انہماک بڑھتا گیا تو بجز حسرت و ندامت و وحشت و گھبراہٹ و عذاب الیم کے تمہارے لئے اور کچھ نہیں۔ اِن صفحات میں صرف میری کوشش یہی ہے کہ برزخ کی دلچسپیوں کی ایک خفیف سی جھلک تمھیں دکھلاکر اُس عالم سے کسی قدر اُنس پیدا کرنے کی تم میں ایک تحریک کروں۔

۲۰۶۱۴

Marfat.com

شرطِ ایمان

اِنسان مومن نہیں ہوتا جب تک پُورے قرآن پر ایمان نہ لائے ، قرآن کے بعض حِصّوں پر ایمان لانا اور بعض پر ایمان نہ لانا علامتِ کُفر ہے ، قرآن مجید کو کھولو، اور دیکھو، کہ سورۃ فاتحہ کے بعد جو پہلی سورۃ ہے ، اُس کا آغاز کن الفاظ میں ہے ۔

اِرشاداتِ الٰہی

الٓمّٓ ○ ذٰلِكَ الْكِتٰبُ لَا رَيْبَ ۛ
فِيْهِ ۛ هُدًى لِّلْمُتَّقِيْنَ ○
الَّذِيْنَ يُؤْمِنُوْنَ بِالْغَيْبِ وَ
يُقِيْمُوْنَ الصَّلٰوةَ وَمِمَّا رَزَقْنٰهُمْ
يُنْفِقُوْنَ ○ وَالَّذِيْنَ يُؤْمِنُوْنَ
بِمَآ اُنْزِلَ اِلَيْكَ وَمَآ اُنْزِلَ
مِنْ قَبْلِكَ ۚ وَبِالْاٰخِرَةِ هُمْ
يُوْقِنُوْنَ ○ اُولٰٓئِكَ عَلٰى
هُدًى مِّنْ رَّبِّهِمْ ۖ وَاُولٰٓئِكَ

اس کتاب کے (منجانب اللہ ہونے
میں) شک نہیں (یہ) راہ بتلاتی
ہے پرہیزگاروں کو (اُن پرہیزگاروں
کو) جو ایمان لاتے ہیں ساتھ
غیب کے (یعنی تصدیق کرتے
ہیں بن دیکھے) اور قائم رکھتے
ہیں نماز (یعنی پابندی کے ساتھ
ادا کرتے ہیں) اور جو کچھ ہم نے
اُنھیں دے رکھا ہے اُس میں سے

هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ ○

(البقر۔ع ۱)

(راہِ خدا میں) خرچ کرتے ہیں۔ اور جو ایمان لاتے ہیں اُس کتاب پر جو تیری طرف اُتاری گئی ہے (اے محمدؐ) اور ان کتابوں پر بھی جو تجھ سے پہلے اُتاری جا چکی ہیں۔ اور آخرت پر (بھی) وہ لوگ یقین رکھتے ہیں۔ یہی لوگ اپنے پروردگار کی طرف سے ہدایت پر ہیں اور یہی نجات پانے والے ہیں۔

مندرجۂ بالا آیاتِ قرآنی میں مومنوں، متقیوں، ہدایت و فلاح پانے والوں کی صفت بیان فرمائی گئی ہے۔ اور ان اوصافِ ضروریہ میں آخرت پر یقین لانا نہایت بیّن طور پر شامل کیا گیا ہے۔

حضرت عمرؓ سے مروی ہے۔ کہ رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم نے فرمایا ہے۔ کہ الٓمٓ سے مُفْلِحُوْنَ تک اہلِ جنّت کا ذکر ہے۔

ابن کثیر وَبِالْاٰخِرَةِ هُمْ يُوْقِنُوْنَ کی تفسیر میں فرماتے ہیں۔ کہ مُراد آخرت سے اس جگہ بعثت و قیامت و جنّت و نار و حساب کتاب و میزان غرضکہ وہ سب کچھ ہے۔ جو آخرت میں پیش آنے والا ہے۔

اِن آیات کے بعد اللہ تعالیٰ گمراہوں کا ذکر کرتے ہوئے فرماتا ہے:

وَمِنَ النَّاسِ مَنْ يَّقُوْلُ اٰمَنَّا بِاللّٰهِ وَبِالْيَوْمِ الْاٰخِرِ وَمَا هُمْ بِمُؤْمِنِيْنَ ۘ

(البقرۃ۔ع ۲)

اور لوگوں میں سے بعض ایسے بھی ہیں۔ جو (مُنہ سے تو) کہتے ہیں۔ کہ ہم اللہ پر اور آخرت پر ایمان لائے حالانکہ (دراصل) وہ ایمان نہیں لائے (یعنی انکے

دل میں اس کا یقین نہیں ہے)

ایسے لوگوں کی بابت فرمایا گیا ہے۔ کہ یہ لوگ اللہ کو اور اللہ پر ایمان لانے والوں کو فریب دیتے ہیں۔ مگر ان کا یہ فریب اُنہی پر لوٹ پڑتا ہے۔ گو وہ اُسے جانتے نہ ہوں۔ اسے دل کی بیماری قرار دی گئی ہے۔ اور ان بیماروں کے لئے عذاب دردناک کا نوٹس مل چکا ہے۔ یہ تازیانہ ہے اُن لوگوں کے لئے جو زبان سے مسلمان ہونے کا اعتراف کرتے ہیں مگر دل میں آخرت کے یقین کو جگہ نہیں دیتے۔

اسی سورۃ میں ایک اور جگہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے :۔

كَيْفَ تَكْفُرُوْنَ بِاللّٰهِ وَكُنْتُمْ اَمْوَاتًا فَاَحْيَاكُمْ ج ثُمَّ يُمِيْتُكُمْ ثُمَّ يُحْيِيْكُمْ ثُمَّ اِلَيْهِ تُرْجَعُوْنَ ○ (البقرۃ ۔ ع ۳)	کیونکر (تمھیں جرأت ہوتی ہے کہ) تم اللہ کے ساتھ کفر کرتے ہو حالانکہ (اس دنیا میں آنے سے پہلے) تم مُردہ تھے۔ تو (اللہ نے) تمھیں زندگی دی۔ پھر تمھیں موت دیگا۔ پھر تمھیں زندہ کرے گا۔ پھر تم اسی کی طرف لوٹ کر جاؤ گے۔

موت کے بعد ایک زندگی عطا ہونے کی بابت کس قدر کھلے ہوئے اور بلیغ الفاظ میں ذکر کیا گیا ہے۔

پھر ایک مقام پر اللہ عزّوجلّ نے یہ بھی فرمایا ہے کہ :۔

وَمَا مِنْ دَآبَّةٍ فِي الْاَرْضِ وَلَا طٰٓئِرٍ يَّطِيْرُ بِجَنَاحَيْهِ اِلَّآ اُمَمٌ اَمْثَالُكُمْ مَا فَرَّطْنَا فِي الْكِتٰبِ مِنْ شَيْءٍ ثُمَّ اِلٰى رَبِّهِمْ يُحْشَرُوْنَ ○ (الانعام ۔ ع ۴)	اور زمین میں جو چلنے پھرنے والا (حیوان) یا دو پروں سے اڑنے والا جانور ہے ان کی بھی تم لوگوں کی طرح جماعتیں ہیں۔ ہم نے کتاب (یعنی لوح محفوظ) میں کسی چیز (کے لکھنے) میں کوتاہی نہیں کی پھر

Marfat.com

سب اپنے پروردگار کی طرف جمع کئے جائیں گے۔

اِس سے ثابت ہوتا ہے۔ کہ علاوہ اِنسان کے اور جانور وچرند وپرند بھی محشور ہونگے اس کی تائید اللہ تعالیٰ کے اس قول سے بھی ہوتی ہے :-

وَاِذَا الْوُحُوْشُ حُشِرَتْ ۝ (تکویر)

اور جب وحشی جانور جمع کئے جاویں گے۔

سورۃ انعام میں ایک اور جگہ فرماتا ہے :-

وَلَا تَتَّبِعْ اَهْوَآءَ الَّذِيْنَ كَذَّبُوْا بِاٰيٰتِنَا وَالَّذِيْنَ لَا يُؤْمِنُوْنَ بِالْاٰخِرَةِ وَهُمْ بِرَبِّهِمْ يَعْدِلُوْنَ ۝ (الانعام۔ع ۱۸)

اور ان لوگوں کی خواہشات کی پیروی نہ کرنا جو ہماری نشانیوں کو جھٹلاتے ہیں اور ان لوگوں کی (بھی پیروی نہ کرنا) جو آخرت پر ایمان نہیں رکھتے۔ اور دُوسروں کو اپنے رب کے ساتھ شریک کرتے ہیں۔

یہاں آخرت پر ایمان لانے والے اور مُشرک کے درمیان کوئی اِمتیاز نہیں رکھا گیا جس سے معلوم ہُوا۔ کہ بہ اعتبار کُفر کے مُشرک اور مُنکرِ آخرت یکساں ہیں۔

سورہ یونس میں فرماتا ہے :-

وَيَوْمَ يَحْشُرُهُمْ كَاَنْ لَّمْ يَلْبَثُوْٓا اِلَّا سَاعَةً مِّنَ النَّهَارِ يَتَعَارَفُوْنَ بَيْنَهُمْ ؕ قَدْ خَسِرَ الَّذِيْنَ كَذَّبُوْا بِلِقَآءِ اللّٰهِ وَمَا كَانُوْا مُهْتَدِيْنَ ۝ (یُونس۔ع ۵)

اور حشر کے دن (دنیوی زندگی کے متعلق انھیں ایسا معلوم ہو گا کہ) گویا وہ دِن کی ایک گھڑی سے زیادہ نہیں رہے۔ (اور) آپس میں ایک دُوسرے کو پہچانیں گے (بھی) (اور لوگ دیکھیں گے کہ) واقعی جن لوگوں نے اللہ کی مُلاقات کو جھٹلایا انھوں

نے (اس وقت سخت) نقصان اُٹھایا اور راہ نہ پائی۔

اِس میں یہ بھی بتلادیا گیا ہے۔ کہ آخرت میں ایک زندگی ہوگی جس میں لوگوں کو احساسات ہوں گے۔ ایک دُوسرے کو پہچانیں گے۔ اِس دُنیا کی زندگی کو یاد رکھیں گے۔ اِس دُنیا کی حقیقت اُن پر منکشف ہو جائے گی۔ اور وہ اِسے وہاں کے مقابلہ میں ایسا سمجھیں گے۔ جیسے دن کا ایک بہت ادنیٰ سا حِصّہ۔ اور جنھوں نے اس دُنیا میں اُس دن کے آنے کی توقع نہ رکھی ہوگی۔ وہ اپنے آپ کو خسارہ اور گمراہی میں پائیں گے۔

سُورۃ نحل میں اللہ تبارک تعالیٰ فرماتا ہے:۔

مَنْ عَمِلَ صَالِحًا مِّنْ ذَكَرٍ اَوْ اُنْثٰى وَهُوَ مُؤْمِنٌ فَلَنُحْيِيَنَّهٗ حَيٰوةً طَيِّبَةً ج وَلَنَجْزِيَنَّهُمْ اَجْرَهُمْ بِاَحْسَنِ مَا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ ۝

(النحل - ع ۱۴)

جو شخص نیک عمل کرے مرد ہو خواہ عورت ہو بشرطیکہ وہ صاحب ایمان ہو تو ہم اس کو پاکیزہ (اور پُرلطف) زندگی سے نوازیں گے اور ایسے لوگوں کو ان کے اچھے اعمال کا بہترین صلہ دیں گے۔

اس سزا و جزا کے ہونے کی بھی تصدیق ہوتی ہے۔ سُورہ بنی اسرائیل میں فرماتا ہے:

وَاِذَا قَرَاْتَ الْقُرْاٰنَ جَعَلْنَا بَيْنَكَ وَبَيْنَ الَّذِيْنَ لَا يُؤْمِنُوْنَ بِالْاٰخِرَةِ حِجَابًا مَّسْتُوْرًا ۝ لا وَّجَعَلْنَا عَلٰى قُلُوْبِهِمْ اَكِنَّةً اَنْ يَّفْقَهُوْهُ وَفِيْ اٰذَانِهِمْ وَقْرًا ط

(بنی اسرائیل ع ۵)

اور جب آپ قرآن پڑھتے ہیں تو ہم آپ میں اور اُن لوگوں میں جو آخرت پر ایمان نہیں رکھتے حجاب پر حجاب کر دیتے ہیں۔ اور انکے دلوں پر پردہ ڈال دیتے ہیں۔ تاکہ اُسے سمجھ نہ سکیں اور ان کے کانوں میں ثقل پیدا کر دیتے ہیں۔

اس سے معلوم ہوا۔ کہ آخرت پر ایمان نہ لانے سے اس دُنیا میں بھی نقصان پہنچتا

Marfat.com

مَت ماری جاتی ہے۔ دماغ کام نہیں دیتا۔ اور اُن امورِ ضروریہ کے سمجھنے سے بھی اِنسان قاصر رہتا ہے۔ جن پر اس کی فلاح و بہبود کا دار و مدار ہے۔

سورۂ مومنون میں فرماتا ہے :۔

وَاِنَّ الَّذِیۡنَ لَا یُؤۡمِنُوۡنَ بِالۡاٰخِرَۃِ عَنِ الصِّرَاطِ لَنٰکِبُوۡنَ ۝ (المومنون۔ع ۴)

اور بلاشبہ جو لوگ آخرت پر ایمان نہیں رکھتے وہ یقیناً راستے سے ہٹے ہوئے ہیں۔

گویا ہدایت کا بالکل دار و مدار ہی ایمان بالآخرت ہے۔

سُورہ نمل میں ہے :

اِنَّ الَّذِیۡنَ لَا یُؤۡمِنُوۡنَ بِالۡاٰخِرَۃِ زَیَّنَّا لَہُمۡ اَعۡمَالَہُمۡ فَہُمۡ یَعۡمَہُوۡنَ ۝ (النمل۔ع ۱)

جو لوگ آخرت پر ایمان نہیں رکھتے ہم نے اُن کے اعمال اُن کی نظر میں پسندیدہ بنا رکھے ہیں۔ تو وہ بھٹکتے پھرتے ہیں۔

یہاں بھی وہی مضمون ہے۔ مگر اس اِضافہ کے ساتھ کہ آخرت پر ایمان نہ لانے کی پاداش میں اُنھیں اپنی بُرائیوں کا احساس تک نہیں ہوتا۔ جس کا نتیجہ یہ ہوتا ہے۔ کہ اُنھیں اپنے اصلاح کی خواہش ہی پیدا نہیں ہوتی۔ مریض کے لئے اس سے بڑھ کر خرابی کا باعث اور کیا ہو سکتا ہے۔ کہ اُسے اپنے مریض ہونے کا گمان تک نہ ہو۔

زندگی کے بعد موت۔ قیامت۔ حساب کتاب۔ جزا و سزا۔ جنّت و دوزخ کے متعلّق قرآن کریم میں اس کثرت سے خبریں دی گئی ہیں۔ اور ان پر اعتقاد لانا ایمان کا ایک جزوِ لازمی قرار دیا گیا ہے۔ کہ اگر اُسے یہاں جمع کیا جائے۔ اور اس کی تشریح کی جائے۔ تو ایک ضخیم تالیف مرتّب ہو سکتی ہے۔

علاوہ ازیں سُورہ حشر میں اللہ تعالیٰ حُکم دیتا ہے۔ کہ

وَمَاۤ اٰتٰکُمُ الرَّسُوۡلُ فَخُذُوۡہُ

یعنی جو کچھ کہ دیوے تم کو رسولؐ پس لے لو اس کو۔

Marfat.com

اِس ارشادِ ربّانی کے بموجب احادیثِ نبویؐ کا ماننا اتنا ہی ضروری ہے۔ جتنا کلامِ الٰہی کا قبول کرنا۔

حدیثِ نبویؐ

بُخاری و مُسلم کی روایت کی مشہور حدیثِ جبرئیلؑ اس بارہ میں خصوصیت کے ساتھ قابلِ ذکر ہے۔ جبرئیل علیہ السّلام نے مُسلمانوں کی تعلیم کی غرض سے شکلِ انسانی میں آکر رسولِ خدا صلّی اللہ علیہ وآلہ وسلّم سے منجملہ دیگر سوالات کے ایمان کے متعلق سوال کیا۔ تو آنحضرت صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا:۔

اَنْ تُؤْمِنَ بِاللّٰہِ وَمَلٰٓئِکَتِہٖ وَکُتُبِہٖ وَرُسُلِہٖ وَالْیَوْمِ الْاٰخِرِ وَتُؤْمِنَ بِالْقَدْرِ خَیْرِہٖ وَشَرِّہٖ	(ایمان یہ ہے) کہ اللہ اور اس کے فرشتوں اور اس کی کتابوں اور اس کے رسُولوں اور روزِ آخرت پر تو ایمان رکھے اور ایمان رکھے تو تقدیر کی بھلائی اور بُرائی پر۔

اِس حدیث نبویؐ نے بھی اسے کھول کر بیان کر دیا ہے کہ انسان مومن ہی نہیں ہوتا۔ جب تک آخرت پر ایمان نہ رکھے۔

ایک طرح سے اِسلام کی بنیاد ہی معاد پر ہے۔ قرآن و حدیث میں بے شمار موقعوں پر اس کا ذکر آیا ہے۔ اور اگر دیکھا جائے تو اِس عقیدہ کے بغیر اسلام اسلام ہی نہیں رہتا۔ مجھے ہنسی آتی ہے اُن لوگوں کی عقل پر جو اپنے آپ کو مُسلمان سمجھتے ہیں مگر قیامت اور حساب وکتاب پر ہنستے ہیں۔ مَرنے کے بعد جی اُٹھنے کی باتوں کو حقارت آمیز بے اعتنائی سے سُنکر ہنسی میں اُڑا دیا کرتے ہیں۔ یا حیات بعد الممات کے متعلق ایسی لغو اور بیہودہ تاویلات کر دیا کرتے ہیں۔ جو تاویل کی حدود سے نکل کر تحریف کی حدود میں داخل ہو جاتی ہیں۔ اور اِسلام کی صُورت کو مسخ کر دیتے ہیں مُسلمان کے لئے کسی بات کے

Marfat.com

تسلیم کر لینے کے لئے بس اس قدر اطمینان کافی ہونا چاہیئے۔ کہ یہ خدا اور رسولؐ کی جانب سے ہے۔

إِنَّ الظَّنَّ لَا يُغْنِي مِنَ الْحَقِّ شَيْئًا	حق کے مقابلہ میں گمان کسی طرح کافی نہیں۔

Marfat.com

رفعِ شکوک

نارسائی عقل

عقل اِنسانی ایک محدود چیز ہے۔ اس محدود دُنیا کے معاملات میں بھی دُنیا کے عقلا نے استعمالِ عقل کو محدود رکھا ہے کوئی بیمار پڑتا ہے۔ یا کسی کا عزیز بیمار ہوتا ہے۔ تو عقل اس ضرورت کو تسلیم کرتی ہے کہ کسی طبیب حاذق کا علاج ہونا چاہیئے۔ انتخابِ طبیب میں انسان اپنی معلومات اپنے تجربہ اور اپنی عقل سے کام لیتا ہے۔ مگر اس اِنتخاب کے بعد جب مریض اپنے آپ کو معالج کے حوالہ کر دیتا ہے۔ تو اس کا پُورا مطیع ہو جاتا ہے۔ وہ یہ نہیں کرتا کہ معالج کے ہر مشورہ پر اُس سے دلیل طلب کرے۔ نسخہ کے اجزاء، اور اجزا کی مقدار کے متعلق اُس سے بحث کرے اور دریافت کرے۔ کہ فلاں جزو کا استعمال کیوں کیا گیا اور فلاں جزو کیوں نہ کام میں لایا گیا کیونکہ وہ جانتا ہے کہ ان معاملات میں اُس کی عقل کو رسائی نہیں۔

عدالت میں کسی کا مقدمہ ہوتا ہے۔ تو عقل سے کام لے کر ایک قانونی مشیر کا انتخاب کر لیا جاتا ہے۔ پھر اپنے معاملہ کو اس وکیل یا بیرسٹر کے سپُرد کر دیتے ہیں۔ کیونکہ اہلِ مقدمہ جانتا ہے کہ میرا دماغ قانون کی باریکیوں کے سمجھنے سے قاصر ہے۔ اور میں عدالتی کارروائیوں سے ناواقف ہوں۔

Marfat.com

اسی طرح فنِ تعمیر میں انجینیر کے مشورہ پر اعتمادِ کُلّی کے ساتھ عمل کیا جاتا ہے۔
اِس زمانہ کی سلطنتیں تک کسی خاص معاملہ میں کوئی اہم کارروائی کرنا چاہتی ہیں۔ تو اس فن کے ماہرین و مبصّرین سے مشورہ طلب کرتی ہیں۔ اور ان کے مشورہ پر آنکھ بند کر کے عمل کرتی ہیں۔

پھر لوگوں کو کیا ہو گیا ہے۔ کہ مذہب کے معاملہ میں اس دستور العمل کو توڑ دیتے ہیں۔ اگر تم نے یہ سمجھ لیا ہے۔ کہ خُدا اور خدا کا رسُولؐ سچّا ہے۔ خُدا کا کلام سچّا ہے۔ اور خدا کی دی ہوئی خبریں سچی ہیں۔ تو ان پر یقین کر لینے میں تمہارے دِلوں میں شبہات کیوں جگہ پکڑتے ہیں۔ اگر تم اپنی عقل کو ان میں سے کسی بات کے سمجھنے میں قاصر جانو۔ تو کیوں تم اپنی عقل ہی کو خطاوار قرار نہیں دیتے۔

ایمان بالغیب

تم یہ بھی دیکھتے ہو۔ کہ علومِ دُنیوی کی تحصیل میں تم جب بالکل مبتدی ہوتے ہو تو اپنے اُستاد کی بتائی ہُوئی باتوں میں سے بعض کو تم نہیں سمجھ سکتے یا بعض کی تصدیق کے لئے تمہارے پاس کوئی دلیل نہیں ہوتی۔ مگر تم کو اپنے اُستاد کے ساتھ ایک حُسنِ ظن ہوتا ہے اور تم اُن باتوں کو سچ سمجھ کر یاد کر لیتے ہو۔ پھر جب تم آگے بڑھتے ہو۔ یا اُس علم میں منتہی ہو جاتے ہو۔ تو اُن باتوں کی حقیقت تم پر مُنکشف ہو جاتی ہے۔ اُس وقت تم پر یہ بھی کھُل جاتا ہے۔ کہ اس حقیقت کے سمجھنے کی ابتدا میں تم میں استعداد نہ تھی۔
مثلاً ریاضی میں تم پہاڑے یاد کرتے ہو۔ مگر ابتدا میں نہیں سمجھ سکتے۔ کہ آٹھ دونے سولہ اور سولہ دونے بتیس کیا ہے۔ اپنے اُستاد کے بتائے ہُوئے پہاڑوں اور جمع۔ تفریق وضرب۔ تقسیم کے قاعدوں پر تم بے سمجھے ایمان بالغیب لے آتے ہو۔ اور اُنھیں یاد کر لیتے ہو۔ آگے چل کر تم سمجھ لیتے ہو۔ کہ ان کی حقیقت کیا ہے۔ مگر باوجود اس سمجھ لینے کے تم اُسے کسی مُبتدی کو نہیں سمجھا سکتے۔

یا اقلیدس شروع کرتے وقت تم کو نکتہ کی تعریف یاد کرائی جاتی ہے۔ تم اُسے یاد کر لیتے ہو۔ مگر نہیں سمجھ سکتے کہ ایسی کونسی چیز ہو سکتی ہے جس میں نہ لمبائی ہے۔ نہ چوڑائی۔ نہ منقسم ہونے کی قابلیت۔ مگر جب تمہاری استعداد بڑھتی ہے۔ تو اُسے تم سمجھ لیتے ہو۔

تمہارا اُستاد جب تمھیں الف۔ ب پڑھاتا ہے۔ تو تمہارے پاس کیا ثبوت ہوتا ہے جس سے اس پر یقین کر لیتے ہو۔ کہ الف۔ الف ہی ہے اور ب۔ ب ہی ہے۔ اپنے اُستاد سے تم کیوں نہیں اُلجھتے۔ کہ ت کے اُوپر دو نکتہ کیوں ہیں نیچے کیوں نہیں۔ اور ی کے نیچے دو نکتہ کیوں ہیں اُوپر کیوں نہ ہُوئے۔

جب دُنیوی علوم کی تحصیل جو مادیات سے تعلق رکھتے ہیں۔ تم ایمان بالغیب سے ابتدا کئے بغیر کامیابی حاصل نہیں کر سکتے۔ تو مذہب میں جو رُوحانیات سے تعلق رکھتا ہے۔ تم ایمان بالغیب سے کیونکر چھٹکارا پا سکتے ہو۔

اطمینان مزید

اَب میں ذیل میں خدا اور رسُولؐ کی بتائی ہوئی باتوں پر ایمان بالغیب لانے والوں کے اطمینان مزید کے لئے چند ایسے دلائل پیش کرتا ہُوں جن سے عقلی طور پر بھی حیات بعد الموت کا ناممکن نہ ہونا قیاس میں آسکے۔

نزولِ قرآن کے دَوران میں کفّارِ عرب مَرنے کے بعد جی اُٹھنے کو نظرِ استعجاب سے دیکھتے تھے۔ اور دریافت کرتے تھے۔ کہ یہ کیونکر ممکن ہے تو اللہ عزّوجل یہی فرماتا تھا۔ کہ جس خدا نے تم کو پہلی مرتبہ پیدا کیا ہے۔ وہ کیا تمھیں دُوسری مرتبہ پیدا نہیں کر سکتا۔

اَفَعَیِیْنَا بِالْخَلْقِ الْاَوَّلِ بَلْ هُمْ فِیْ لَبْسٍ مِّنْ خَلْقٍ جَدِیْدٍ ○ (ق - ع ۱)	کیا ہم پہلی (بار کے) پیدا کرنے میں تھک گئے ہیں (جو دوبارہ اُنھیں) پیدا نہ کر سکیں گے

Marfat.com

دراصل یہ لوگ پیدائش جدید یعنی مر کر جی اُٹھنے کی طرف سے شک میں ہیں۔ حالانکہ انہیں سمجھ لینا چاہیئے کہ کسی چیز کے اول بار کرنے کی بہ نسبت اس کا دوسری مرتبہ پیدا کرنا زیادہ آسان ہے۔

اَیَحۡسَبُ الۡاِنۡسَانُ اَنۡ یُّتۡرَکَ سُدًی ؕ اَلَمۡ یَکُ نُطۡفَۃً مِّنۡ مَّنِیٍّ یُّمۡنٰی ۙ ثُمَّ کَانَ عَلَقَۃً فَخَلَقَ فَسَوّٰی ۙ فَجَعَلَ مِنۡہُ الزَّوۡجَیۡنِ الذَّکَرَ وَ الۡاُنۡثٰی ؕ اَلَیۡسَ ذٰلِکَ بِقٰدِرٍ عَلٰۤی اَنۡ یُّحۡیِۦَ الۡمَوۡتٰی ۠

(القیٰمۃ۔ ع ۲)

کیا انسان یہ خیال کرتا ہے کہ یونہی مہمل چھوڑ دیا جائے گا کیا یہ شخص (ابتدا میں محض) ایک قطرۂ منی نہ تھا جو (عورت کے رحم میں) ٹپکایا گیا تھا۔ پھر وہ خون کا لوتھڑا ہو گیا۔ اللہ تعالیٰ نے (اس کو انسان) بنایا پھر اعضا درست کیے۔ پھر اس کی دو قسمیں کر دیں۔ مرد اور عورت (تو) کیا وہ خدا جس نے ابتدا میں اپنی قدرت سے سب کچھ کیا۔ اس بات پر قدرت نہیں رکھتا کہ قیامت میں مُردوں کو زندہ کر دے۔

پھر اُن سے یہ بھی کہا جاتا تھا کہ کیا تم اپنی آنکھوں سے نہیں دیکھتے کہ زمین خشک ہو جاتی ہے۔ اُس میں سے پیداوار کا ہونا بند ہو جاتا ہے۔ پھر بارش ہوتی ہے جس سے وہ دوبارہ زندہ ہو جاتی ہے سر سبز و شاداب ہو جاتی ہے۔ اور از سرِ نو پیداوار ہونے لگتی ہے۔ جو خُدا اس پر قادر ہے۔ کہ مُردہ زمین کو زندہ کر دے۔ وہ کیا اِس پر قادر نہیں کہ انسان کو مُردہ کر کے دوبارہ زندہ کر دے۔

Marfat.com

فَانْظُرْ اِلٰٓى اٰثٰرِ رَحْمَتِ اللّٰهِ كَيْفَ يُحْيِ الْاَرْضَ بَعْدَ مَوْتِهَا ۭ اِنَّ ذٰلِكَ لَمُحْيِ الْمَوْتٰى ۚ وَهُوَ عَلٰي كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ ○

(الروم ۔ ع ۵)

تو رحمتِ الٰہی کی نشانیوں کیطرف دیکھ کہ وہ کس طرح زمین کو اسکی موت کے بعد زندگی بخشتا ہے۔ یقیناً وہی اللہ مُردوں کو زندہ کرنے والا ہے۔ اور وہ ہر چیز پر قادر ہے۔

غور و خوض کرنے اور سمجھنے بوجھنے والوں کیلئے یہ کافی سے زیادہ ہے ورنہ ضدی یا پھوٹی عقل والوں کی نگاہ کے سامنے اگر مُردہ کو زندہ بھی کر دیا جائے تو کافی نہ ہوگا۔

فَذَرْهُمْ حَتّٰى يُلٰقُوْا يَوْمَهُمُ الَّذِيْ فِيْهِ يُصْعَقُوْنَ ○

(الطور ۔ ع ۲)

پس چھوڑ دے اُن کو یہاں تک کہ مُلاقات کریں اُس دن کی (یعنی وہ دن اُن کے سامنے آموجود ہو) جبکہ یہ بیہوش کیے جاویں گے (یعنی جس روز کی ہیبت سے اُنھیں غش آجاوے گا)۔

اُن کو تو اسی قدر سُنا دو اور بس کرو:

اَلْهٰىكُمُ التَّكَاثُرُ ○ حَتّٰى زُرْتُمُ الْمَقَابِرَ ○ كَلَّا سَوْفَ تَعْلَمُوْنَ ○ ثُمَّ كَلَّا سَوْفَ تَعْلَمُوْنَ ○

(التکاثر)

کثرت (مال و اولاد) کی حرص نے تم کو غافل کر دیا (یہ غفلت کا پردہ تمھیں اندھا رکھے گا) یہاں تک کہ تم قبروں میں پہنچ جاؤ گے پس (اچھی طرح سُن لو کہ اُس وقت اس کا نتیجہ) تم کو معلوم ہو جائیگا۔ مکرر (پوری طرح سُن لو کہ اُس وقت اسکا نتیجہ) معلوم ہو جائے گا۔

Marfat.com

اعتراضات

اِس میں شبہ نہیں۔ کہ جو اعتراضات مخالفین اِسلام کی جانب سے پیش ہُوا کرتے ہیں۔ وہ بعض اوقات ضعیف العقیدہ اور کم علم مُسلمانوں کو بھی پریشان کیا کرتے ہیں چنانچہ میں ان کے اطمینانِ خاطر کی غرض سے اُن اِعتراضات کے متعلّق ذیل میں چند امور اُن کے ذہن نشین کرنا چاہتا ہوں مُعترضین عموماً یہ کہا کرتے ہیں۔ کہ :-

"جب ہم قبر کھول کر دیکھتے ہیں۔ تو ہم کو نہ فرشتے دکھائی دیتے ہیں جو مُردے کو لوہے کے گُرزوں سے مارتے ہوں۔ نہ سانپ بچھو نظر آتے ہوں نہ آگ کے شُعلے محسوس ہوتے ہیں۔ نہ ہم مُردے کو اپنی جگہ سے کھسکا ہُوا پاتے ہیں۔ قبر جیسی تھی ویسی ہی ہوتی ہے نہ حدِّ بصر تک فراخ نظر آتی ہے نہ تنگ جس سے دہنی پسلیاں بائیں جانب آجاویں۔ ہم یہ بھی دیکھتے ہیں۔ کہ جس شخص کو سُولی دی جاتی ہے۔ وہ لکڑی پر لٹکا رہتا ہے۔ اس میں نہ کسی طرح حرکت ہوتی ہے نہ مُنکر نکیر اُس سے آکر سوال کرتے ہُوئے نظر آتے ہیں۔ نہ اُس کے جسم پر آگ شعلہ مارتی ہُوئی دکھائی دیتی ہے۔ کسی کو شیر پھاڑ کھاتا ہے یا پرندے نوچ کھسوٹ لیتے ہیں۔ یا سانپ ڈس جاتا ہے۔ تو اُس کے بدن کے اجزاء درندوں کے پیٹ طیور کے پوٹوں یا سانپ کے جسم میں پہنچ جاتے ہیں اور بقیہ اجزاء ہوا میں منتشر ہو جاتے ہیں۔ ایسے شخص کے اجزاء کیونکر مسئول ہو سکتے ہیں۔ اور فرشتوں کا سوال ایسے آدمی سے کیونکر قیاس میں آسکتا ہے۔ اور بایں ہمہ کیونکر ہو سکتا ہے کہ قبر اُس کے لئے ایک روضہ ریاضِ جنّت سے یا گڑھا آگ کے گڑھوں سے ہو جائے۔"

Marfat.com

جواب

یہ یا اسی قسم کے اعتراضات منکروں کی گمراہی اور مذبذب مسلمانوں کے تذبذب کا باعث ہوا کرتے ہیں۔ مگر راسخ العقیدہ مسلمانوں کو ان سے کوئی ضرر نہیں پہنچتا اور وہ نہ صرف ان جملہ امور کو ممکن الوقوع سمجھتے ہیں۔ بلکہ اُن کا ان پر پورا پورا ایمان ہوتا ہے جس میں اقرار باللّسان اور تصدیق بالقلب دونوں شامل ہیں۔

رُوح

برزخ کا تعلق چونکہ رُوحانیات سے ہے اس کے معاملات سمجھنے کے لئے انسان کے دل میں یہ اُمنگ پیدا ہوتی ہے کہ سب سے پہلے رُوح کے متعلق کسی قدر معلومات حاصل کی جائیں۔ مگر رُوح کا مسئلہ اس قدر دقیق اور مشکل ہے کہ عوام اس کے سمجھنے کی استعداد نہیں رکھتے ہیں۔ یہودیوں نے رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کی آزمائش کے لئے آپ سے اس کی بابت سوال کیا تو اللہ تعالیٰ نے وحی نازل فرمائی کہ :-

قُلِ الرُّوحُ مِنْ اَمْرِ رَبِّیْ وَمَآ اُوْتِیْتُمْ مِّنَ الْعِلْمِ اِلَّا قَلِیْلًا ۝ (بنی اسرائیل۔ ع۔ ۱۰)	فرما دیجئے (اے محمدؐ) رُوح امر ربّی ہے اور (اس کا) علم تمھیں بہت ہی کم دیا گیا ہے۔

حقیقت یہ ہے کہ رُوح اُن چیزوں میں سے نہیں جن کا علم ایک شخص سے دُوسرے شخص کو بذریعہ تقریر یا تحریر ہو سکے۔ وہ صرف ایک محسوس[1] ہونے والی شئے ہے جس طرح ایک مادر زاد نابینا شخص کو زبان یا قلم کے ذریعہ سے کسی رنگ کی بابت صحیح طور پر واقف نہیں کیا جاسکتا۔ یا کسی شخص کو کسی چیز کا ذائقہ نہیں بتلایا جاسکتا جسے اُس نے کبھی چکھا نہ ہو۔ اسی طرح کسی کو رُوح کی حقیقت سے آگاہ نہیں کیا جاسکتا۔ جس طرح رنگ کا صحیح علم اس کے دیکھ لینے اور ذائقہ کی اصلی کیفیت اس کے چکھ لینے ہی سے معلوم ہوتی ہے اسی طرح رُوح کا حال اسے خود محسوس کرنے ہی سے معلوم

---

[1] اس حس سے مراد قوت لامسہ نہیں۔ بلکہ وجدانی حس ہے۔

Marfat.com

ہوتی ہے۔ اسی طرح رُوح کا حال اُسے خود محسوس کرنے ہی سے معلوم ہوتا ہے۔ اِن امور کے متعلق صحیح معلومات حاصل کرنے کا شوق رکھنے والوں سے بس اسی قدر کہا جاسکتا ہے کہ آنکھیں پیدا کرو۔ اور مشاہدہ کرلو۔ یا چکھو اور ذائقہ معلوم کرلو۔ مگر حیات بعد الممات کے سمجھنے میں جس قدر آسانی عوام کے لیے ممکن ہے۔ اُسے بہم پہنچانے کی غرض سے میں ذیل میں چند نکات بیان کیے دیتا ہُوں جن کے ذہن نشین کرلینے سے بعض ذہنی رکاوٹیں دُور ہو جائیں گی۔

ناسوتی آنکھ۔ کان

انسان کی آنکھ اور اس کا فعل یعنی بینائی خدا کی پیدا کردہ چیزیں ہیں خدا نے انہیں محدود کر دیا ہے۔ ناسوتی آنکھ امورِ ملکوتیہ کے مشاہدہ کی قدرت نہیں رکھتی۔ جو معاملہ کہ انسان کے ساتھ بعد مرنے کے پیش آتا ہے۔ عالم ملکوت سے تعلق رکھتا ہے۔ اور یہ آنکھ اس کے مشاہدے سے قاصر ہے۔ اسی عالم میں معاملاتِ ملکوتی پیش ہوتے رہتے ہیں۔ اور یہ آنکھ اُن کے مشاہدہ سے قاصر رہتی ہے۔ اُن مشاہدات کا ادراک خدا جسے جتنا چاہتا ہے دیتا ہے اور جتنا نہیں چاہتا نہیں دیتا۔ یہی حال ناسوتی کان کا ہے

بُخاری و مُسلم نے حضرت ابنِ عباسؓ سے روایت کیا ہے کہ قبل نزولِ وحی رسُولِ خُدا صلّی اللہ علیہ وسلّم کو سات برس متواتر انواع واقسام کے انوار نظر آیا کرتے تھے۔ اور ایک صوت (آواز) سُنائی دیا کرتی تھی۔ حالانکہ آپ کے ساتھ اور لوگوں کو نہ یہ انوار نظر آتے تھے۔ نہ یہ آواز سُنائی دیتی تھی۔

بعد نزولِ وحی جبرئیل علیہ السّلام آنحضرت صلّی اللہ علیہ وسلّم کے پاس صحابہ کرامؓ کی موجودگی میں تشریف لاتے تھے۔ آپ کو خُدا کا پیغام سُنایا کرتے تھے آپ کو تعلیم کرتے تھے۔ آپ سے قرآن کا دَور سُنتے تھے۔ باتیں کرتے تھے۔ مگر اور لوگ نہ کچھ دیکھتے تھے نہ سُنتے تھے۔

نزولِ وحی کی ایک قسم یہ بھی تھی۔ کہ آپ جرس کی سی آواز سُنتے اور یہ آپ کے لئے وحی کی سخت ترین قسم ہوتی۔ جیسا کہ حضرت عائشہؓ کی حدیث میں حارث بن ہشام کے

Marfat.com

سوال پر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا جواب آیا ہے :-

اَحْیَانًا یَاْتِیْنِیْ مِثْلَ صَلْصَلَۃِ الْجَرَسِ وَھُوَ اَشَدُّہٗ عَلَیَّ (بخاری و مسلم)	کبھی آتی ہے میرے پاس وحی مانند آواز جرس کے اور یہ سخت ترین وحی کی ہوتی ہے مجھ پر۔

مگر اس آواز جرس کو آپ کے پاس بیٹھا ہوا دوسرا شخص نہ سنتا۔

خود تم پر فرشتے تعینات ہیں۔ وہ تمہارے اردگرد رہا کرتے ہیں۔ تمہاری محافظت کرتے ہیں۔ تمہارے اعمال لکھتے رہتے ہیں۔ مگر تم ان کو نہیں دیکھتے۔

لَہٗ مُعَقِّبٰتٌ مِّنْ بَیْنِ یَدَیْہِ وَمِنْ خَلْفِہٖ یَحْفَظُوْنَہٗ مِنْ اَمْرِ اللّٰہِ ط (الرعد۔ع ۲)	اللہ کی جانب سے انسان کی محافظت کے لئے خدا کے موکل (تعینات ہیں) جو باری باری سے (یعنی دن کے علیحدہ اور رات کے علیحدہ) انسان کے آگے اور پیچھے بحکم خدا اُس کی حفاظت کرتے ہیں۔
اِذْ یَتَلَقَّی الْمُتَلَقِّیٰنِ عَنِ الْیَمِیْنِ وَعَنِ الشِّمَالِ قَعِیْدٌ ۝ مَا یَلْفِظُ مِنْ قَوْلٍ اِلَّا لَدَیْہِ رَقِیْبٌ عَتِیْدٌ ۝ (ق۔ع ۲)	جبکہ دو ضبط کرنیوالے (یعنی فرشتے کراماً کاتبین اس کی باتیں) ضبط (یعنی قلمبند) کرتے جاتے ہیں (ایک) داہنی طرف بیٹھا ہے اور (دوسرا) بائیں طرف۔ کوئی بات منہ سے نہیں نکالنے پاتا (انسان) مگر ایک چوکیدار اُس کے پاس (لکھنے کو) تیار (رہتا) ہے۔

تم جنات کو بھی نہیں دیکھتے۔ نہ ان کی آواز سنتے۔ حالانکہ وہ تمہارے ہی گرد رہتے ہیں۔ اور تمہاری موجودگی میں آپس میں باتیں کرتے ہیں۔

Marfat.com

شیطان جو تمہارا قدیم دشمن ہے۔ تمہارے ساتھ اپنی خباثت برتتا ہے اور تمھیں دیکھتا ہے۔ مگر تم اُسے نہیں دیکھتے۔

اِنَّہٗ یَرٰکُمْ ھُوَ وَقَبِیْلُہٗ مِنْ حَیْثُ لَا تَرَوْنَھُمْ ط

(الاعراف۔ع ۳)

تحقیق وہ دیکھتا ہے تم کو (نہ صرف وہ بلکہ اس کی ذریات (بھی) اِس طرح سے کہ تم اُن کو نہیں دیکھ پاتے۔

صرف یہی نہیں۔ بلکہ مادیات میں بھی تمہاری نگاہ صرف اُسی قدر دیکھتی ہے جس قدر کہ خدا تم کو دکھلاتا ہے کبھی وقت حکمتِ الٰہی بڑے جم غفیر کو تھوڑا اور تھوڑے سے مجمع کو بڑا کر کے دکھاتی ہے۔ دیکھو جنگ بدر میں مصلحتِ الٰہی نے مناسب سمجھا کہ مُسلمانوں کی نگاہ میں کفّار کم کر کے دِکھلائے اور کفّار کی نگاہ میں مُسلمانوں کی جمعیّت تھوڑی سی دِکھلا دی۔

وَاِذْ یُرِیْکُمُوْھُمْ اِذِ الْتَقَیْتُمْ فِیْٓ اَعْیُنِکُمْ قَلِیْلًا وَّ یُقَلِّلُکُمْ فِیْٓ اَعْیُنِھِمْ لِیَقْضِیَ اللّٰہُ اَمْرًا کَانَ مَفْعُوْلًا ط وَاِلَی اللّٰہِ تُرْجَعُ الْاُمُوْرُ

(الانفال۔ع ۵)

اور (جنگِ بدر میں) جب تم (دونوں فریق) ایک دوسرے سے (مقابلہ کیلئے) ملے۔ تو کافروں کو تم مُسلمانوں کی آنکھوں میں تھوڑا کر دکھایا۔ اور کافروں کی آنکھوں میں تم مُسلمانوں کو تھوڑا کر دکھایا۔ تاکہ تمام کرے اللہ تعالیٰ اُس کام کو جو اُسے کرنا ہی تھا۔ اور سارے امور اللہ ہی کی طرف پھیرے جاتے ہیں۔

جب آنکھ کی بینائی ایک خدا کی دی ہوئی قوّت ہے اور خدا اُس قوّت سے بندے کو جب بھی اور جس قدر بھی چاہتا ہے کام لینے دیتا ہے۔ تو کون سے تعجب کی بات ہے۔ کہ اُس نے قبروں کی زندگی کو عام طور پر تم سے پوشیدہ کر دیا ہے جس طرح تم فرشتوں، جنّات اور شیاطین کو نہیں دیکھ سکتے۔ اسی طرح اُن سانپ بچھوؤں کو بھی نہیں دیکھ سکتے۔ جو قبر

میں میّت کو کاٹتے ہیں۔ اگر عذابِ قبر پر محض اس بنیاد پر ایمان نہیں لاتے۔ کہ وہ تمہاری نظروں سے پوشیدہ ہے۔ تو وحی و ملائک پر بھی تم ایمان نہیں لاسکتے۔ گویا اسلام ہی تمہارے سینہ میں داخل نہیں ہوسکتا۔ یہ خدا کی بڑی حکمت اور بندوں پر اس کی بڑی شفقت ہے۔ جو اس نے اُس عالم کو اِس عالم سے محجوب کردیا ہے۔ یعنی ان دونوں عالموں کے درمیان پردہ ڈال رکھا ہے۔ ورنہ ناسوتی دل و دماغ اُن مشاہدات کے متحمل نہ ہوسکتے۔ بعض کا پردۂ قلب حالات برزخ سے منکشف ہُوا۔ مگر وہ تاب نہ لاسکے۔ بعض پر ہیبت طاری ہوگئی۔ بعض بیہوش ہوگئے۔ بعض کی رُوح پرواز کرگئی۔ جنھوں نے خاص جدوجہد سے اپنے میں عالم ملکوت سے ایک مناسبت پیدا کرلی۔ وہ متحمل ہوگئے۔ اور اُن پر اللہ تعالیٰ نے ان کی استعداد کے مطابق ان حالات کو منکشف فرمادیا۔ آگے چل کر اس قسم کے بعض انکشافات کا ذکر کیا جائے گا۔

خواب اَب اِس مسئلہ کے ایک دُوسرے پہلو پر بھی ذرا غور کرو۔ تم میں سے جب کوئی سوتا ہے۔ اور خواب دیکھتا ہے۔ تو وہ اپنے آپ کو چلتا پھرتا محسوس کرتا ہے۔ کھاتا ہے۔ پیتا ہے۔ باتیں کرتا ہے۔ محظوظ ہوتا ہے۔ مغموم ہوتا ہے۔ مگر تم اُسے مطلق محسوس نہیں کرسکتے۔ تم کو اپنے بستر میں وہ سوتا ہُوا دکھائی دیتا ہے۔ اس کے عالمِ رویاء کے مشاہدات و محسوسات تمہارے نزدیک خواہ کوئی وقعت نہ رکھتیں۔ اور تم اُن معاملات کو سُننے کے بعد بھی محض خواب و خیال متصوّر کرو۔ اور کسی فعلِ دماغی پر سب کچھ محمول کرو۔ مگر سونے والا اُن سے اسی طرح متاثر ہوتا ہے جس طرح تم اس قسم کے مشاہدات و محسوسات سے عالمِ بیداری میں متاثر ہوتے ہو۔ ایک مسرت انگیز خواب کا دِل خوش کُن اثر وہ دِنوں اور کبھی ہفتوں اپنے بیدار ہونے کے بعد بھی پاتا ہے۔ اور متوحش و پریشان کُن خواب پر وہ زرد پڑجاتا ہے۔ لرزنے لگتا ہے۔ چیخ اُٹھتا ہے۔ جو انبساط یا ایذا وہ محسوس کرتا ہے۔ اُس میں تمہارے اِس خیال سے کمی و بیشی نہیں ہوتی کہ یہ سب کچھ محض خواب و خیال ہے۔ جب تمہارے مشاہدات یا عدم مشاہدات ایک سوتے ہوئے شخص پر کے واردات میں کمی و بیشی نہیں کرسکتے۔ تو تمہاری کوتاہی نظر کا قصور

Marfat.com

کے مُردوں پر کیا اثر پڑ سکتا ہے۔ اور جب کہ تم ایک سوئے ہُوئے شخص کے عالم خواب کے معاملات کا اِنکار محض اس بنیاد پر نہیں کر سکتے کہ تمہاری آنکھوں میں وہ روشنی نہیں تھی۔ جس کی مدد سے کسی کے خوابی واردات کو دیکھ پاتے تو پھر اسی بنیاد پر تم اُن معاملات کے اِنکار کی جرأت کیسی کرتے ہو جو شارع علیہ السلام کے اِرشاد کے بموجب مرنے والوں کے ساتھ قبروں میں پیش آتے ہیں۔ خوب ذہن نشین کر لو کہ اِس عالم کی بینائی اِسی عالم کے مشاہدات کا محاصرہ کرنے کی قدرت رکھتی ہے۔ اور وہ بھی ایک حدِ معیّن تک۔ عالمِ ملکوت کے مشاہدے کے لئے ایک اور بینائی کی ضرورت ہے۔ اور مُردوں کے ساتھ جو معاملات پیش آتے ہیں۔ وہ جیسا کہ اُوپر بیان ہو چکا ہے۔ عالمِ ملکوت سے تعلّق رکھتے ہیں۔ قبر کی تنگی و فراخی۔ روشنی و آگ اسی عالم سے تعلّق رکھتی ہے۔ اس کے سانپ، بچھو۔ اس میں کی نعمتیں اور اُس میں کا عذاب اِسی قبیل سے ہیں۔ وہ سب کچھ جو قبر کے اندر ہوتا ہے قبر کے باہر بھی ہو سکتا ہے۔ مگر تم اُسے نہیں دیکھ سکتے۔ جس طرح اس عالم والوں کے لئے وہ عالم حسّی اعتبار سے بمنزلِ نیست کے ہے۔ اُسی طرح اُس عالم کی مخلوق کے لئے اِس عالم کی مادی رُکاوٹیں بمنزلِ نیست کے ہیں۔ پتّھر اور زمین چھت اور دیواریں ملکوت کے لئے روک پیدا نہیں کرتیں۔ جس طرح پرندے ہوا میں اُڑتے پھرتے ہیں۔ اور ہوا ان کے اُڑنے میں سدِّ راہ نہیں ہوتی۔ اسی طرح ملائکہ بھی ان مادی رُکاوٹوں کو بے کھٹکے طے کرتے رہتے ہیں۔ جس طرح خواب میں عالم رویا کے مشاہدات۔ چلنا۔ پھرنا۔ ہنسنا۔ بولنا۔ کھانا۔ پینا۔ اس میں کے دریا و میدان۔ جنگل و پہاڑ۔ پستی و بلندی۔ اوقات و مشاغل کے لئے تمہارا سونا۔ تمہارے سونے کے اوقات۔ تمہاری خواب گاہ کی چار دیواری اور اُس کے بند دَروازے اور تمہارا لحاف جس میں تم لپٹے ہُوئے پڑے ہوتے ہو۔ مانع نہیں۔ اسی طرح عالمِ ملکوت کی کسی بات کے لئے اِس دُنیا کی کوئی چیز بھی مانع و مخل نہیں ہو سکتی۔ خواب کو محض وہم و خیال اور فعل دماغی کا ایک عارضی نتیجہ سمجھنے والے تشبیہ مذکورہ بالا پر اس مغالطہ میں مُبتلا نہ ہو جاویں۔ کہ برزخ یا عالم ارواح کے معاملات بھی وہمی و خیالی ہیں۔ میں حقیقتِ خواب پر یہاں بحث نہیں کرتا اِس پر مختصراً کچھ آگے

Marfat.com

چل کر بیان کروں گا۔ اِس موقع پر صرف اِس قدر اشارہ کردینا کافی سمجھتا ہوں۔ کہ خواب کو خیالی چیز تصوّر کرنے کے باوجود اسے کبھی پسند نہ کرو گے کہ تم ایک ایسے متوحش پریشان کُن اور تکلیف دہ خواب میں پہنچا دیئے جاؤ۔ جو کبھی ختم نہ ہو۔ اور جس سے بیدار ہونا تمہارے امکان سے باہر ہو۔

عالمِ اجساد و عالمِ اَرواح کا اِختلاف

اِسے پوری طرح سمجھ لینا چاہیئے۔ کہ عالم اجساد سے عالم اَرواح بالکل مختلف ہے۔ جو امور عالم اجساد میں اجساد کے لیئے ناممکن سمجھے جاتے ہیں۔ ان کا عالم اَرواح میں اَرواح کے لیئے ناممکن ہونا کوئی لازمی اَمر نہیں۔ مثلاً جسم کے لیئے ناممکن ہے۔ کہ ایک ہی وقت میں ایک سے زیادہ مقام پر نمودار ہو سکے۔ مگر اَرواح کیلئے یہ قید نہیں۔ دیکھو معراج میں رسُولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلّم نے مُوسیٰ علیہ السّلام کو اُن کی قبر میں نماز پڑھتے دیکھا۔ اور چھٹے آسمان پر بھی اُن سے مُلاقات کی۔ اَبُویعلیٰ و بیہقی و ابن مندہ نے حضرت انس رضؓ سے روایت کیا ہے کہ رسُول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلّم نے فرمایا۔ کہ انبیاء زندہ ہیں، اپنی قبروں میں نماز پڑھتے ہیں۔ مگر باینہمہ رسُولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلّم نے مختلف انبیاء علیہم السّلام سے شبِ معراج میں مختلف آسمانوں پر مُلاقات کی۔ چونکہ رُوح جسد نہیں۔ اس کو جسد پر قیاس کرنا غلطی ہے جو چیز تمہاری آنکھوں کے سامنے ہے اُس پر اُس چیز کو قیاس کرنا جو تمہاری آنکھوں سے پوشیدہ ہے۔ اور جس کی نوعیّت سے تم آگاہ نہیں۔ اپنے آپ کو دھوکے میں ڈالنا ہے اُس چیز کے متعلق جو اوصاف تمہارے آگے بیان کئے جائیں۔ اُن کو بھی اجساد کے اوصاف پر قیاس کرنا غلطی ہے۔ تم اپنی روزمرّہ کی زندگی میں اُس کا تجربہ کرتے رہتے ہو جس وقت کہا جاتا ہے۔ کہ شکر میٹھی ہوتی ہے۔ تو اُس کے وہی معنی سمجھتے ہو جو شکر کی مٹھاس کے متعلق متصوّر ہو سکتے ہیں۔ مگر جب تم سے کہا جاتا ہے۔ کہ فلاں شخص کی باتیں بہت میٹھی ہیں۔ تو بوجہ اُس اختلاف کے جو تمہیں اشیائے خوردنی اور الفاظ تکلّم کے درمیان معلوم ہوتا ہے۔ تم سمجھ لیتے ہو کہ باتوں کی مٹھاس کے معنی شکر کی

Marfat.com

مٹھاس سے مختلف ہیں۔ اسی طرح جب آگے چل کر تم سے یہ بیان کیا جائے گا۔ کہ مرنے کے بعد رُوح کا جسم سے تعلق رہتا ہے۔ تو تم کو سمجھ لینا پڑے گا۔ کہ یہ تعلق اُس نوعیّت کا نہیں جس کا عالم اجساد میں رہ کر تم کو تجربہ ہُوا ہے۔

تعلّق رُوح و جسم

رُوح انسانی کے لئے جسم انسانی کے ساتھ چار مختلف قسم کے تعلّق ہیں۔ چاروں اقسام ایک دُوسرے سے مختلف ہیں۔ اور اُن میں سے ہر ایک بالکل جُداگانہ نوعیّت رکھتی ہے۔ اُن کے لئے علیحدہ علیحدہ حُکم اور علیحدہ علیحدہ شان ہے۔

۱۔ ایک تعلّق وہ ہے۔ جو رُوح کو جسم کے ساتھ ماں کے پیٹ میں ہوتا ہے۔

۲۔ دُوسرا وہ تعلّق ہے۔ جو رُوح کو جسم کے ساتھ اِس دُنیا میں یعنی ماں کے پیٹ سے نِکل کر قبر کی گود میں پہنچنے تک رہتا ہے۔ اُس کی شان اور اُس کا حُکم اِس پہلے تعلّق سے بالکل مختلف ہے۔

۳۔ تیسرا تعلّق وہ ہے۔ جو برزخ میں رُوح کو جسم کے ساتھ ہوتا ہے۔ یہ ایک بالکل انوکھی قسم کا تعلّق ہے۔ موت ایک قسم کی علیحدگی کا باعث ہوتی ہے درمیان رُوح و جسم کے اور ایک قسم کا تعلّق قائم کر دیا کرتی ہے درمیان اِن دونوں کے۔ یہ تعلّق مذکورہ بالا تعلّقات سے بالکل جُداگانہ نوعیّت رکھتا ہے اِس دُنیا میں کے تعلّق پر اس کا قیاس محال ہے۔

۴۔ چوتھا تعلّق وہ ہے۔ جو رُوح کو جسم کے ساتھ قبروں سے نکلنے کے بعد ہوگا۔ یہ سب سے علیحدہ قسم کا اور مکمّل ترین تعلّق ہے۔ مثلاً اُس وقت کا تعلّق ایک ایسی صُورت پیدا کر دے گا۔ جس کے لئے موت ناممکن ہوگی۔ دوزخ میں دوزخیوں پر جو عذاب شدید ہوگا۔ اُس کا ایک شمّہ بھی اس دُنیا میں رُوح و جسم پر ہو تو موت یقینی ہے۔ مگر وہاں موت کا آنا اتنا ہی ناممکن ہوگا۔ جتنا یہاں موت کا نہ آنا۔ یہاں والوں کے لئے جو قانونِ قُدرت ہے۔ وہاں والوں کے لئے نہیں اور یہاں کے معاملات پر وہاں کے معاملات کا قیاس کرنا جہل ہے اور نادانی ہے۔

Marfat.com

خلاصہ

اگر تم سے یہ کہا جاوے کہ رُوح برعکس جسد کے طرفۃ العَین میں بڑی سے بڑی مسافت نہایت درجہ برق رفتاری کے ساتھ طے کر لیتی ہے۔ و نیز یہ کہا جائے کہ رُوح ایک ہی وقت میں مختلف مقامات و مختلف حالات و مختلف الانواع مشاغل میں ہوتی ہے۔ قبر پر آنیوالوں کا سلام سُنتی ہے اور اُنھیں جواب دیتی ہے اور ساتھ ہی اس کے برزخ کے مشاغل میں بھی مشغول رہتی ہے۔ جنت کے لُطف بھی اُٹھاتی ہے۔ سیر فی اللہ کے بھی مزے لئے جاتی ہے اور معاملاتِ دُنیا سے بھی بے تعلق نہیں ہوتی۔ تو محض اس بنا پر کہ جسد کے لئے یہ امور ناممکنات سے ہیں۔ کوئی وجہ نہیں کہ تم ان تمام باتوں کو ممکن الوقوع نہ سمجھو۔

اِن چند امور کو تم نے اِس طرح ہی ذہن نشین کر لیا جس طرح کہ علومِ دُنیوی کی تحصیل میں تم ابتدا میں پہاڑے اور ضرب تقسیم کے قاعدے اور اقلیدس کے نکتہ کی تعریف کو قبول کر لیا کرتے ہو۔ تو بعض ان مختلف احادیث و اقوال و مشاہدات کے سمجھنے میں تمھیں آسانی ہوگی۔ جو آگے چل کر اس رسالہ میں پڑھو گے اور جو غائب کو حاضر پر قیاس کرنے والی کھوپڑیوں کو بادی النظر میں متضاد معلوم ہو کر پریشان کرتے ہیں۔

Marfat.com

دیباچۂ موت

حقیقتِ موت

علماء رحمہم اللہ کا اِس پر اتفاق ہے۔ کہ موت نہ عدمِ محض ہے نہ فنائے کُلّی۔ بلکہ ایک تبدیلیِ حالت ہے۔ ایک انقطاع ہے۔ اس تعلّق کا جو اس عالم میں رُوح کو بدن کے ساتھ ہوتا ہے۔ اِنتقال ہے ایک گھر سے دُوسرے گھر کی طرف۔ تحفہ اور راحت ہے واسطے مومن کے ختم کر دینے والی ہے اس کی مُصیبتوں کو کفارہ ہو جاتی ہے اس کے گُناہوں کا۔

اِمام محمدؒ غزالیؒ احیاء العلوم میں تحریر فرماتے ہیں۔ کہ جو بات کہ اعتبار کے لائق اور آیات و احادیث سے ثابت ہے یہ ہے کہ موت صِرف حال کے بدلنے کا نام ہے۔ اور رُوح جِسم سے جُدا ہونے کے بعد یا عذاب میں مُبتلا ہوتی ہے یا آسائش میں چَین کیا کرتی ہے۔ رُوح کے جسم سے جُدا ہونے کے یہ معنی ہیں کہ اس کا تصرّف جِسم پر سے جاتا رہتا ہے۔ جسم اُس کی اطاعت سے باہر ہو جاتا ہے۔ اعضائے جسمانی سب رُوح کے آلات ہیں۔ کہ اُن سے وہ کام لیا کرتی ہے۔ مثلاً ہاتھ، مُنہ، آنکھ، کان وغیرہ۔ کان سے سنا کرتی ہے۔ آنکھ سے دیکھا کرتی ہے۔ اور دل سے اشیاء کی حقیقت جانا کرتی ہے دل سے غرض یہاں روح ہے۔ روح اشیاء کی حقیقت خود معلوم کیا کرتی ہے۔ اس کے لئے کسی آلہ کی اُس کو ضرورت نہیں۔ اپنے آپ ہی اقسام غم ہو تو دکھ پاتی ہے

Marfat.com

اور انواعِ خوشی سے سکھ ۔کیونکہ یہ امور اعضائے جسمی سے متعلق نہیں ہیں۔ اور یہ باتیں ایسی ہیں کہ ان سے خود رُوح موصوف ہوتی ہے۔ اِس لئے جسم کے جُدا ہونے کے بعد بھی اس قسم کی تمام باتیں ہوتی رہتی ہیں ۔ اور جو باتیں رُوح کو بواسطہ اعضاء کے حاصل ہُوا کرتی ہیں۔ اِس لئے اس سے جاتی رہتی ہیں۔ یہاں تک کہ رُوح دوبارہ پھر جسم میں آوے اور رُوح کا دوبارہ جسم میں آنا نہ قبر میں دُشوار ہے اور نہ قیامت کے روز تک کی دیر ہونی کچھ بعید ہے۔ اللہ تعالیٰ نے جیسا جس بندے کے لئے حکم کر دیا ہے وہی اس کو خوب جانتا ہے۔ اور موت کے باعث جسم کا بیکار ہونا ایسا ہے، جیسے اپاہج آدمی کے اعضاء مزاج کے بگڑنے یا پٹھوں میں نقص واقع ہو جانے سے نکمے ہو جاتے ہیں۔ اور ان میں رُوح نہیں اثر کر سکتی۔ اس صُورت میں رُوح کا عالم ہونا۔ اور عاقل و مدرک ہونا باقی رہتا ہے۔ اور وہ بعض اعضاء سے کام لیتی ہے۔ اور بعض اُس سے نافرمان ہو جاتے ہیں۔ موت کے معنی سب اعضاء کے رُوح سے نافرمان ہونے کے ہیں اعضاء رُوح کے صرف آلات تھے جن سے وہ کام لیتی تھی۔ اور رُوح سے غرض وہ چیز ہے۔ جو علوم کو ادراک کرتی ہے اور رنج و راحت کو محسوس کرتی ہے۔ اور یہ وہ صفت ہے جو نہیں مرتی۔ صرف موت کے باعث بدن پر سے اس کا تصرف اُٹھ جاتا ہے۔ اور بدن اُس کا آلہ نہیں رہتا۔ جیسے کہ لُنجے پن کے یہ معنی ہیں۔ کہ رُوح کا آلہ ہونے سے ہاتھ نکل گیا۔ اور اب اُس کے کام کا نہ رہا۔ اسی طرح موت سے گویا سارے اعضاء اپاہج ہوتے ہیں اور اس کا آلہ نہیں رہتے۔ تو موت سے انسان کی حقیقت جو اُس کا نفس اور رُوح ہے بدستور موجود رہتا ہے۔ ہاں اُس کے حال کا بدلنا دو طرح سے ہے۔ اوّل تو یہ کہ اُس سے اُس کی آنکھ اور کان اور زبان اور ہاتھ پاؤں اور جُملہ اعضاء چھن گئے۔ اور اہل و اقارب اور زن و فرزند اور تمام اشیاء اور گھوڑے اور سواریاں اور غلام اور گھر اور تمام جائداد چھن گئی۔ اب اس میں کوئی فرق نہیں کہ اس سے یہ چیزیں چھن جاویں۔ یا خود اُس کو ان چیزوں سے چھین لیا جاوے۔ کیونکہ ایذا دینے والی چیز تو جُدائی ہے اور جُدائی دونوں صُورتوں میں حاصل ہے۔ کبھی تو آدمی کا مال لُوٹ لیا جاتا ہے۔ اور

Marfat.com

کبھی مال وغیرہ بدستور رہتا ہے۔ اُس مالک ہی کو قید کر لیا جاتا ہے پس دونوں صورتوں میں یکساں ہوتا ہے۔ موت بھی یہی ہے۔ کہ انسان کو اُس کے جمیع اموال ولواحق سے لے کر ایک اور عالم میں بھیج دیا جاتا ہے جو اُس عالم کے مشابہ نہ ہو۔ پس اگر دُنیا میں اُس کی کوئی چیز ایسی ہو گی جس سے اُس کو اُنس تھا۔ تو بعد موت کے اُس چیز کی حسرت اُس پر بڑی ہو گی۔ اور اُس کی جدائی میں اُس شخص کو نہایت تکلیف ہو گی۔ بلکہ اُس کا دِل ہر ایک چیز کی طرف التفات کرے گا۔ مال کی طرف جُدا اور جاہ کی طرف جُدا۔ یہاں تک کہ اگر کوئی کُرتہ پہن کر خوش ہُوا کرتا تھا۔ تو اُس کے چھُوٹنے کا بھی اُسے رنج ہو گا۔ اور اگر بجز خدا تعالیٰ کے ذِکر کے اور چیز سے خوش نہ ہوتا تھا۔ اور کسی دُوسرے سے اُلفت نہ رکھتا تھا۔ تو مرنے سے وہ بڑی آسائش پائے گا۔ کیونکہ موانعات برطرف ہو جائیں گے۔ اور محبوب میں اور اپنے آپ میں تخلیہ پائے گا۔ اسبابِ دُنیا ذکرِ الٰہی میں مانع ہیں۔ وہ سب مفقود ہو جائیں گے۔ دُوسری وجہ زندگی و موت میں اختلاف حال کی یہ ہے۔ کہ موت کے باعث اِنسان پر وہ باتیں کھُل جاتی ہیں۔ جو زندگی میں نہ کھُلی تھیں۔ جس طرح اِنسان پر جو حالات بیداری میں مُنکشف ہوتے ہیں سوتے میں نہیں ہوتے۔ اسی طرح جو حالات بعد مَرنے کے اُس پر مُنکشف ہوں گے زندگیٔ دُنیا میں نہیں ہوتے۔ کیونکہ انسان اِس دُنیا میں ایک نیند میں ہے۔ جب مَرے گا۔ تو جاگے گا۔ موت اُسے بیدار کر دے گی۔ اور جو یہاں نہ دیکھتا تھا وہاں دیکھے گا۔ ۱۲

قبل نزع

اِنسان قریب المرگ ہوتا ہے۔ تو رُوح کے قبض ہونے سے کسی قدر پیشتر ہی اُس کا معاملہ عالم ملکوت سے شروع ہو جاتا ہے۔ اُس کی نظر وسیع ہو جاتی ہے۔ اور وہ اُن امور کا مشاہدہ کرنے لگتا ہے۔ جو معمولی طور پر زندگی دُنیا میں اِنسان کی نگاہ سے پوشیدہ رہتے ہیں۔ ابن ابی الدنیا نے کتاب ’المومنین‘ میں حضرت امیر المومنین عمرؓ

Marfat.com

سے روایت کیا ہے۔ کہ "تم مُردوں کے پاس حاضر ہو اور اُن سے نصیحت لو کیونکہ وہ دیکھتے ہیں جو تم نہیں دیکھتے۔" سعید بن منصور نے اپنی سنن میں حضرت عمرؓ سے روایت کیا ہے۔ کہ تلقین کرو اپنے مُردوں کو لا الٰہ الا اللہ کی اور سمجھو جو سنو اُن سے۔ پس بیشک متجلی ہوتے ہیں اُن کے لئے امورِ صادقہ۔"

قبض رُوح کا حُکم ہوتے ہی فرشتے بندے کو گھیر لیتے ہیں۔ اور بندہ اُنھیں دیکھتا ہے جہاں تک اُس کی نگاہ جاتی ہے۔ فرشتے ہی فرشتے دکھائی دیتے ہیں اُس وقت اپنے اعزار کو دیکھنا بند کر دیتا ہے۔ بلکہ اُنھیں پہچانتا تک نہیں۔ حالانکہ لوگ یہ سمجھتے ہیں۔ کہ وہ اعزار کو دیکھ رہا ہے۔ مُسلم نے ابُوہریرہؓ سے روایت کیا ہے۔ کہ فرمایا رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے "کیا نہ دیکھا تم نے انسان کو کہ جب مرتا ہے۔ تو اُس کی بصر بلند ہوتی ہے۔" صحابہؓ نے عرض کیا "ہاں" فرمایا "پس یہ اُس وقت ہے۔ کہ تابع ہوتی ہے بصر اُس کی اُس کے نفس کو (یعنی وہ اپنی رُوح کے ساتھ جو معاملہ ہوتا ہے اُسے دیکھتا ہے) ابن ماجہ نے ابوموسیٰؓ سے روایت کیا" کہ پُوچھا میں نے رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم سے کہ کب منقطع ہوتی ہے شناخت بندے کی لوگوں سے۔ تو فرمایا۔ جس وقت وہ معائنہ کرتا ہے۔" قرطبیؒ نے اس کے یہ معنی بیان کئے ہیں۔ کہ جب وہ عالمِ ملکوت یا ملائکہ کو دیکھ لیتا ہے۔ یہی ہے وہ وقت جب توبہ کا دروازہ بند ہو جاتا ہے۔

وَلَيْسَتِ التَّوْبَةُ لِلَّذِيْنَ يَعْمَلُوْنَ السَّيِّاٰتِ حَتّٰى اِذَا حَضَرَ اَحَدَهُمُ الْمَوْتُ قَالَ اِنِّىْ تُبْتُ الْـٰٔنَ (النسآء۔ع ۳)	اور اُن لوگوں کی توبہ (قبول) نہیں جو بُرائیاں کرتے رہتے ہیں۔ یہاں تک کہ ان میں سے جب کسی کے آگے موت آ کھڑی ہوتی ہے۔ تو کہتا ہے۔ کہ تحقیق اب میں نے توبہ کی۔

قرطبی رحمۃ اللہ علیہ سوءِ خاتمہ کے باب میں تحریر فرماتے ہیں:- کہ موت کے

Marfat.com

وقت شیطان باپ کی صورت میں آتا ہے۔ اور کہتا ہے کہ یہودی ہو جا۔ اور دوسرا شیطان ماں کی صورت میں آتا ہے اور نصرانیت پر مرنے کی ترغیب دیتا ہے۔ اعاذنا اللہ منہ۔

اس باب میں انھوں نے ایک مرفوع روایت بھی نقل کی ہے۔ کہ عبداللہ بن احمد کہتے ہیں کہ میں اپنے باپ (احمد بن حنبل) کے انتقال کے وقت حاضر ہوا۔ میں نے دیکھا۔ کہ وہ عرقناک ہوتے ہیں پھر اُن کو افاقہ ہو جاتا ہے۔ اور اپنے ہاتھ سے اشارہ کرتے ہیں۔ لاتعد لاتعد یعنی عود نہ کر عود نہ کر۔ یہ اشارہ چند بار کیا۔ میں نے کہا ابا یہ کیا ہے جو تم سے ظاہر ہوتا ہے۔ انھوں نے کہا شیطان میرے سامنے کھڑا ہے اور اُنگلیاں کاٹتا ہے۔ اور کہتا ہے اے احمد تو مجھ سے فوت ہو گیا۔ میں کہتا ہوں لاتعد یعنی تو عود نہ کر یہاں تک کہ میں مر جاؤں۔

ابن ابی شیبہ و ابن ابی الدنیا و ابن مندہ نے ضحاک رضؓ سے آیۃ

لَهُمُ الْبُشْرٰى فِي الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا وَفِي الْاٰخِرَةِ ؕ (یونس ع ۷)	ان کے واسطے خوشخبری ہے دُنیا کی زندگی میں اور آخرۃ میں۔

کی تفسیر میں روایت کیا ہے کہ موت سے پہلے انسان اپنا ٹھکانا معلوم کر لیتا ہے۔ حضرت امیرالمومنین علی ابن ابی طالب کرم اللہ وجہہٗ سے مروی ہے۔ کہ حرام ہے ہر نفس پر کہ نکلے دُنیا سے یہاں تک کہ جان لیوے اپنا ٹھکانا۔

اِنَّ الَّذِيْنَ قَالُوْا رَبُّنَا اللّٰهُ ثُمَّ اسْتَقَامُوْا تَتَنَزَّلُ عَلَيْهِمُ الْمَلٰٓئِكَةُ اَلَّا تَخَافُوْا وَلَا تَحْزَنُوْا وَاَبْشِرُوْا بِالْجَنَّةِ الَّتِيْ كُنْتُمْ تُوْعَدُوْنَ ○ (حٰمٓ سجدہ ع ۴)	جن لوگوں نے (دل سے یہ) کہا اللہ ہمارا رب ہے۔ پھر (مرتے دم تک اس بات پر) قائم رہے (تو اُن پر موت کے وقت) فرشتے نازل ہوں گے (اور کہیں گے کہ) ڈرو نہیں اور کوئی غم نہ کرو (اور ہم سے) اس جنت کی بشارت سنو

Marfat.com

	جس کا تم سے وعدہ کیا جاتا رہا۔

بیہقی نے مجاہدؒ سے اس آیت کی تفسیر میں روایت کیا ہے۔ کہ یہ خوشخبری نزدیک موت کے دی جاتی ہے۔ سفیانؒ نے بھی مثل اس کے بیان کیا ہے۔ اور کہا ہے۔ کہ تین بشارتیں ہیں۔ جو دی جاتی ہیں ایک موت کے وقت دوسری قبر سے نکلتے وقت۔ تیسری قیامت کی گھبراہٹ میں۔ یہ بھی آیا ہے۔ کہ جب اہلِ جنّت کو خوشخبری دی جاتی ہے۔ تو ایک فرشتہ اپنا ہاتھ اُس کے دِل پر رکھتا ہے۔ ایسا نہ کیا جائے تو خوشی کے باعث اُس کا دِل نکل پڑے۔

ابنِ مسعودؓ سے روایت ہے۔ کہ جب رُوح کے قبض ہونے کا وقت آتا ہے اور بندہ نیک بخت ہوتا ہے۔ تو اللہ ملک الموت کو حکم دیتا ہے۔ کہ میرے بندے پر میری طرف سے سلام پڑھ۔ چنانچہ اس حکم کی تعمیل میں ملک الموت بندے سے کہتے ہیں۔ کہ تیرا رب تجھ پر سلام پڑھتا ہے۔ اس پیغام کے سُنتے ہی رُوح پرواز کر جاتی ہے۔

بیہقی نے شعب الایمان میں براء بن عازبؓ سے

تَحِيَّتُهُمْ يَوْمَ يَلْقَوْنَهٗ سَلَامٌ ۚ (الاحزاب ع ٦)	جس روز وہ ان سے ملیں گے ان کا تحفہ (اللہ کی طرف سے) سلام ہوگا۔

کی تفسیر میں روایت کیا ہے۔ کہ ملک الموت سے مُلاقات کے وقت کوئی مومن ایسا نہ ہوگا۔ جس کی رُوح وہ بغیر سلام کئے قبض کریں۔

جانکنی

جانکنی کی تکلیف عموماً سب کو ہوتی ہے۔ کسی کو زیادہ کسی کو کم۔ کُفّار اس تکلیف کو بہت زیادہ محسوس کرتے ہیں۔

وَلَوْ تَرٰٓى اِذِ الظّٰلِمُوْنَ فِيْ	اور اگر آپ اس وقت دیکھیں جبکہ

Marfat.com

غَمَرَاتِ الْمَوْتِ وَالْمَلٰٓئِكَةُ بَاسِطُوْٓا اَيْدِيْهِمْ ج اَخْرِجُوْٓا اَنْفُسَكُمْ ط اَلْيَوْمَ تُجْزَوْنَ عَذَابَ الْهُوْنِ بِمَا كُنْتُمْ تَقُوْلُوْنَ عَلَى اللّٰهِ غَيْرَ الْحَقِّ وَكُنْتُمْ عَنْ اٰيٰتِهٖ تَسْتَكْبِرُوْنَ ○ (الانعام ع ۱۱)

یہ ظالم لوگ موت کی سختیوں میں ہوں گے اور فرشتے اپنے ہاتھ بڑھا رہے ہوں گے کہ نکالو اپنی جانیں۔ آج تم کو ذلّت کے عذاب کی سزا دی جائے گی۔ اس لئے کہ تم اللہ کے متعلق جھوٹی باتیں بکتے تھے۔ اور تم اس کی نشانیوں سے تکبّر کرتے تھے (یعنی سرکشی کرتے تھے)

مومن کو بھی جانکنی کی تکلیف ہوتی ہے۔ مگر نسبتاً عموماً کم۔ اور یہ تکلیف اس کے لئے کفّارہ ہو جاتی ہے اُس کے گناہوں کا۔ جس کی بابت اللہ تعالیٰ کو منظور ہوتا ہے کہ گُناہوں کے بوجھ سے سبکدوش ہو کر بارگاہ قدس میں حاضر ہو۔ اس کو دُنیا میں چند تکلیفیں پہنچا دیتا ہے جو گناہوں کا کفّارہ ہو جاتی ہیں۔ اگر تکلیفیں نہیں پہنچتیں یا وہ تکالیف اُس کے گناہوں کے کفّارہ کے لئے کافی نہیں ہوتیں۔ تو مرض الموت میں طوالت یا شدّت ہو جاتی ہے۔ تاکہ رہے سہے گناہوں کا یوں کفّارہ ہو جائے۔ اس سے بھی بچ رہا۔ تو موت کی سختی اس کمی کو پُورا کر دیتی ہے۔ کبھی مشیّتِ ایزدی کو منظور ہوتا ہے کہ ان شدائد و تکالیف کو بندے کی ترقیٔ مدارج کا ذریعہ بنا دیا جاوے چنانچہ ہمارے حضور سیّد المرسلین خاتم النبیین احمد مجتبٰے محمد مُصطفٰے صلّی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلّم کو جان کنی کی بہت تکلیف ہوئی تھی۔ جس میں ایک مصلحت تو یہ تھی۔ کہ یہ تکلیف باعثِ ترقیِ مزید مدارج عالیہ ہو۔ اور دُوسری یہ تھی۔ کہ اُمّتِ محمّدیہ میں لوگوں کا جانکنی کی تکلیف میں مُبتلا ہونا معیوب نگاہ سے نہ دیکھا جائے۔ اور ان تکالیف سے اُس کی سعادت یا شقاوت کے متعلق رائے قائم کرنے میں مدد نہ لی جائے۔

بُخاری و مُسلم نے عبادہ بن صامت سے روایت کیا ہے۔ کہ نبی صلّی اللہ ع

وآلہ وسلم نے فرمایا" جو شخص اللہ کی مُلاقات کو دوست رکھتا ہے اللہ اُس کی مُلاقات کو دوست رکھتا ہے۔"

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے آپؐ سے عرض کیا" ہم تو البتہ موت کو ناخوش رکھتے ہیں" فرمایا" یوں نہیں ہے لیکن جب مومن کی موت حاضر ہوتی ہے۔ تو اُس کو بشارت دی جاتی ہے اللہ کے رضوان اور اُس کی کرامت کی۔ پس نہیں ہوتی کوئی چیز محبوب تر اس کو بہ نسبت اُس چیز کے جو آگے اُس کے ہے۔ اور وہ دوست رکھتا ہے اللہ کی مُلاقات کو۔ اور اللہ دوست رکھتا ہے اُس کی مُلاقات کو۔ اور کافر کی موت جب حاضر ہوتی ہے تو اس کو خبر دی جاتی ہے ساتھ عذاب الہٰی اور اس کی عقوبت کے۔ پس نہیں ہوتی کوئی چیز مکروہ تر اُس کو بہ نسبت اس چیز کے جو اُس کے آگے ہے اور مکروہ رکھتا ہے وہ اللہ کی مُلاقات کو اور اللہ مکروہ رکھتا ہے اس کی مُلاقات کو۔"

موت سے تدفین تک

امام احمد و ابو داؤد و حاکم و ابن ابی شیبہ و بیہقی و طیالسی و عبد بن حمید و ہناد بن سری و ابن جریر و ابن ابی حاتم نے براء بن عازب رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ :۔

ہم رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ ایک انصاری کے جنازہ پر پہنچے۔ اور جنازہ ابھی لحد میں نہیں رکھا گیا تھا۔ رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ایک جگہ بیٹھ گئے اور ہم لوگ بھی آپؐ کے اِرد گرد اپنے سروں کو نیچا کئے ہوئے اس طرح بیٹھے گویا ہمارے سروں پر پرند تھے۔ اس وقت آپؐ کے دستِ مُبارک میں ایک لکڑی تھی جس سے آپؐ زمین کو کُرید رہے تھے۔ جیسے کوئی فکرمند اور غمگین انسان کیا کرتا ہے پھر آپ نے اپنا سر مُبارک اُٹھایا اور فرمایا: "پناہ مانگو اللہ کے پاس عذاب قبر سے" اِس کلمہ کو تین بار دہرایا۔ اور فرمایا :۔

Marfat.com

بے شک بندۂ مومن جبکہ دُنیا سے تعلّق توڑنے اور آخرت سے رشتہ جوڑنے کی حالت میں ہوتا ہے۔ اس وقت آسمان سے اس کی طرف سفید چہرے والے فرشتے نازل ہوتے ہیں۔ گویا ان کے مُنہ آفتاب ہیں۔ اُن کے ساتھ کفن ہوتا ہے جنّت کے کفنوں سے اور حنوط (یعنی وہ خوشبو جو مُردے کو لگاتے ہیں) جنّت کے حنوط سے۔ یہاں تک کہ بیٹھتے ہیں وہ اُس کے پاس (اور نظر آتے ہیں اُس کو فرشتے ہی فرشتے) اس کی حدِ بصر تک پھر ملک الموت آتے ہیں اور بیٹھتے ہیں نزدیک اُس کے سر کے۔ پھر کہتے ہیں "اے نفسِ مطمئنہ نِکل تو طرف اللہ کی مغفرت اور رضوان کے"، پس نِکلتی ہے رُوح اِس حال میں کہ بہتی ہے جس طرح کہ بہتا ہے قطرہ مشک کے مُنہ سے۔ گو تم اور طرح دیکھتے ہو۔ پھر ملک الموت اُس کو لیتے ہیں۔ جب وہ اُس کو لے چکتے ہیں۔ تو فرشتے طرفۃ العین بھی اُس کو اُن کے ہاتھوں میں نہیں چھوڑتے۔ یہاں تک کہ اُس کو لے لیتے ہیں۔ پھر اُس کو اُس کفن اور اُس حنوط میں رکھتے ہیں۔ اور نکلتی ہے اُس سے خوشبو جیسے نہایت اچھی خوشبو مُشک کی کہ رُوئے زمین پر پائی جاتی ہو۔ پھر اُس کو چڑھا لے جاتے ہیں (طرف آسمان کے) پس نہیں گذرتے کسی گروہ فرشتوں پر سے مگر کہتے ہیں وہ فرشتے "کیا ہے یہ رُوح پاک" پس ساتھ والے فرشتے کہتے ہیں "فلاں بیٹا فلاں کا" دُنیا میں جن ناموں کے ساتھ اُسے پُکارتے تھے اُن سب میں سے اچّھا سا نام بتاتے ہیں (یعنی اس کا وہ القاب لیتے ہیں۔ جس سے اس کی تعریف پائی جاتی ہو) یہاں تک کہ لے پہنچتے ہیں اُس کو آسمان دُنیا تک پس اُس کے لئے دروازہ کھولنے کی درخواست کرتے ہیں پس اُس کے واسطے کھولا جاتا ہے دروازہ۔ پھر اس کے ہمراہ ہو لیتے ہیں ہر آسمان سے اُس کے ملائکہ مقربین (اور جاتے ہیں) اُس آسمان تک جو اس کے متصل ہے۔ یہاں تک کہ لے پہنچتے ہیں اُس کو ساتویں آسمان تک پس فرماتا ہے اللہ عزّوجل "لکھو میرے بندے کی کتاب (یعنی نام و اعمالنامہ) علیّین میں اور پھیر لے جاؤ اس کو طرف زمین کے۔ اس لئے کہ مَیں نے اُسی زمین سے اُس کو پیدا کیا اور اُسی میں اس کو پھیر لے جاؤں گا۔ اور اُسی سے اُن کو دوبارہ نکالوں گا" پھر

اُس کی رُوح اُس کے جسم میں واپس لائی جاتی ہے پس آتے ہیں اُس کے پاس دُو فرشتے۔ وہ اس کو بٹھاتے ہیں اور اُس سے پُوچھتے ہیں" رَب تیرا کون ہے" وہ کہتا ہے" رَب میرا اللہ ہے"۔ پُوچھتے ہیں" دین تیرا کیا ہے"۔ کہتا ہے" دین میرا اسلام ہے"۔ پُوچھتے ہیں یہ کون شخص ہے جو تم میں بھیجا گیا تھا" کہتا ہے وہ رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وآلہ وسلّم ہیں"۔ پُوچھتے ہیں" علم تیرا کیا ہے"۔ کہتا ہے" میں نے کتاب اللہ کو پڑھا۔ پس میں اُس پر ایمان لایا۔ اور مَیں نے اس کی تصدیق کی"۔ پس پکارنے والا آسمان سے پکارتا ہے۔ کہ" سچ کہا میرے بندے نے پس بچھاؤ اُس کے لئے بچھونا جنّت سے اور کھول دو اس کے لئے ایک دَروازہ طرف جنّت کے"۔ پس آتی ہے اُس کو راحت وخوشبو جنّت سے۔ کُشادہ کر دی جاتی ہے قبر اس کی حدِ بصر تک اور آتا ہے اس کے پاس ایک شخص خوبصورت خوش لباس، خوشبو والا اور کہتا ہے خوش ہو تو ساتھ اس چیز کے جو خوش کرے تجھے، یہ تیرا وہ دن ہے جس کا تجھ سے وعدہ کیا جاتا تھا۔ یہ اُس شخص سے پُوچھتا ہے کہ" تو کون ہے تیرا مُنہ تو وہ مُنہ ہے جو خیر لاتا ہے"۔ وہ کہتا ہے" میں تیرا نیک عمل ہوں"۔ پس وہ کہتا ہے" اے رَب! قیامت کو قائم کر، تاکہ میں اپنے اہل و مال سے ملوں"۔

پھر فرمایا رسُولِ خدا صلّی اللہ علیہ وسلّم نے" اور بیشک جب کافر دُنیا سے انقطاع اور آخرت کی طرف متوجّہ ہونے کی حالت میں ہوتا ہے تو اُترتے ہیں آسمان سے طرف اُس کی فرشتے سیاہ رُو۔ اور ان کے ساتھ ٹاٹ ہوتے ہیں۔ پس وہ بیٹھتے ہیں اُس کے پاس (اور پھیل جاتے ہیں) اُس کی حدِ بصر تک۔ پھر ملک الموت آتے ہیں۔ یہاں تک کہ بیٹھتے ہیں نزدیک اُس کے سَر کے پس کہتے ہیں" اے نفس خبیث نکل تو طرف اللہ کے غصّہ اور غضب کے"۔ اس کی جان اس کے جسم میں متفرق ہو جاتی ہے۔ پس کھینچتے ہیں اُس کو جیسے کھینچی جاتی ہے لوہے کی سیخ بھیگی ہوئی اُن میں سے۔ پھر اُس کو لیتے ہیں۔ جب وہ اس کو لے چکتے ہیں تو نہیں چھوڑتے اُس کو فرشتے طرفۃ العین بھی یہاں تک کہ رکھتے ہیں اُس کو اُن ٹاٹوں میں اور نکلتی ہے اس سے بدبُو جیسے کہ بدترین بدبو مُردار کی رُوئے زمین پر پائی جاتی ہو۔ پس چڑھالے جاتے ہیں اُسکو

Marfat.com

چڑھتے آسمان کی، نہیں گزرتے ہیں فرشتوں کے کسی گروہ پر سے مگر کہتے ہیں وہ فرشتے کہ یہ روح خبیث کس کی ہے؟ تو کہتے ہیں فلاں بیٹا فلاں کا، جن ناموں سے دنیا میں وہ پکارا جاتا تھا ان میں کا بدترین نام لیتے ہیں۔ یہاں تک کہ لے پہنچتے ہیں اس کو آسمان دنیا تک۔ اس کے لیے دروازہ کھولنے کی درخواست کرتے ہیں سو وہ اس کے لیے نہیں کھولا جاتا۔ پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ آیت پڑھی:۔

لَا تُفَتَّحُ لَهُمْ أَبْوَابُ السَّمَاءِ
وَلَا يَدْخُلُونَ الْجَنَّةَ حَتّٰى
يَلِجَ الْجَمَلُ فِي سَمِّ
الْخِيَاطِ وَكَذٰلِكَ نَجْزِي
الْمُجْرِمِينَ
(الاعراف: ۴۰)

کھولے نہیں جاتے ان کے لیے
دروازے آسمان کے اور نہ وہ
جنت میں داخل ہوں گے یہاں
تک کہ داخل ہو اونٹ سوئی کے
ناکے میں، یعنی کبھی نہیں داخل
ہوں گے۔

پس فرماتا ہے اللہ تعالیٰ "لکھو اس کی کتاب (یعنی نامۂ اعمال نامہ) سجین میں نیچے کی زمین میں۔" پس ڈال دی جاتی ہے روح اس کی سختی سے۔ پھر آپ نے یہ آیت پڑھی:۔

وَمَنْ يُشْرِكْ بِاللّٰهِ فَكَأَنَّمَا
خَرَّ مِنَ السَّمَاءِ فَتَخْطَفُهُ
الطَّيْرُ أَوْ تَهْوِي بِهِ الرِّيحُ فِي
مَكَانٍ سَحِيقٍ
(الحج: ۳۱)

اور جو شخص اللہ کے ساتھ شرک
کرے تو وہ گویا ایسا ہے جیسے
آسمان سے گر پڑے پھر اس کو
پرندے اچک لے جائیں، یا ہوا
کسی دور جگہ اڑا کر پھینک
دے۔

پس پھیری جاتی ہے روح اس کے جسم میں اور آتے ہیں اس کے پاس دو فرشتے پس وہ اس کو بٹھاتے ہیں اور پوچھتے ہیں اس سے "رب تیرا کون ہے" وہ کہتا ہے "ہا ہا میں نہیں جانتا"۔ پھر پوچھتے ہیں اس سے "دین تیرا کیا ہے" وہ کہتا ہے

"ہا! ہا! میں نہیں جانتا۔" پھر وہ پوچھتے ہیں "یہ کون شخص ہے جو تم میں بھیجا گیا تھا" وہ کہتا ہے "ہا! ہا! میں نہیں جانتا۔" پس ایک پکارنے والا آسمان سے پکارتا ہے کہ "جھوٹ کہا میرے بندے نے۔ سو بچھاؤ واسطے اس کے بچھونا آگ کا اور پہناؤ اسکو لباس آگ کا۔ اور کھولدو اس کے لیے دروازہ طرف دوزخ کے۔" پس آتی ہے اُس کو اُس کی تپش اور ہوائے گرم اور تنگ کی جاتی ہے اس پر قبر اس کی یہاں تک کہ اِدھر کی پسلیاں اُدھر نکل آتی ہیں۔ پھر آتا ہے اُس کے پاس ایک شخص بدصورت، بدلباس، بدبُو والا اور کہتا ہے خوش ہو تو ساتھ اُس چیز کے جو بُری لگے تجھے۔ یہ تیرا وہ دن ہے جس کا تجھ سے وعدہ کیا جاتا تھا۔" یہ کہتا ہے "تُو کون ہے۔ تیرا مُنہ تو وہ مُنہ ہے۔ جو بُرائی لاتا ہے۔" وہ کہتا ہے "میں تیرا عمل خبیث ہُوں۔" پس کہتا ہے "اے رب! قیامت کو قائم نہ کر۔"

مُلاقاتِ ارواح

اِس مسافت میں جب رُوح اپنے جسم سے علیحدہ ہو کر ساتوں آسمانوں سے گذرتی ہوئی عرش کے نیچے تک پہنچتی ہے اور درمیان میں جا بجا فرشتے اُس کا خیر مقدم کرتے ہیں۔ تو اُس کی ہم جنس ارواح سے بھی اس کی مُلاقات ہوتی ہے متعدد احادیث سے اِس کا ثبوت ملتا ہے۔ کہ جب اِنسان کا اِنتقال ہوتا ہے۔ تو اُس کی مُلاقات اُس کی ہم جنس رُوحوں سے ہوتی ہے۔ اُس کی اولاد اور اہل و اقارب اُس کا اِستقبال کرتے ہیں۔ رُوحیں آپس میں ایک دُوسرے کو پہچان لیتی ہیں اور رُوح نووارد سے دُنیا کے حالات دریافت کرتی ہیں۔

ابن ابی الدنیاؒ نے ابن لبیبہ سے روایت کیا ہے۔ کہ جب بشر بن براءؓ کا انتقال ہُوا تو ان کی والدہ کو سخت صدمہ ہُوا۔ انھوں نے رسُولِ خدا صلّی اللہ علیہ وسلّم سے عرض کیا۔ یا رسُول اللہ ہمیشہ مرتا ہے مرنے والا بنی سلمہ سے (یہ اُن کے قبیلے کا نام ہے)

کیا مُردے ایک دُوسرے کو پہچانتے ہیں۔ جو میں (اپنے بیٹے) بشر کو سلام بھیجا کروں"
آپؐ نے فرمایا "ہاں قسم ہے اُس کی جس کے ہاتھ میں میری جان ہے۔ بیشک وہ پہچانتے
ہیں۔ جیسے کہ پہچانتے ہیں پرندے ایک دُوسرے کو درختوں کی شاخوں پر"پس کوئی مرنے
والا نہ مرتا بنی سلمہ میں مگر اُمّ بشر اس کے پاس آکر کہہ جاتی۔ کہ بشر کو میرا سلام پہنچا دینا۔

ابن ماجہ نے محمّد بن منکدر سے روایت کیا ہے۔ کہ میں جابر بن عبداللہؓ
کے پاس گیا۔ جبکہ ان کا اِنتقال ہو رہا تھا۔ میں نے اُن سے کہا۔ تو میری طرف سے
رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم پر سلام پڑھیو۔

بُخاری نے اپنی تاریخ میں خالدہ بن عبداللہ بن انیس سے روایت کیا ہے کہ
ابُو قتادہ کی بیٹی اُمّ بنین اپنے باپ کے مرنے کے پندرہ دِن بعد عبداللہ بن انیس کے
پاس آئیں۔ اور وہ بیمار تھے۔ پس کہا۔ "اے چچا میرے باپ سے میرا سلام کہہ دیجو۔"

ابن ابی الدنیا نے سعید بن جبیرؒ سے روایت کیا ہے۔ کہ جب اِنسان مرتا ہے۔ تو
اُس کا لڑکا اُس کا اِستقبال کرتا ہے۔ جیسے کہ غیر حاضر شخص کی آمد پر اُس کا اِستقبال
ہوتا ہے۔

ثابت بنانیؒ سے مروی ہے۔ کہ ہم کو پہنچا ہے۔ کہ جب کوئی مرتا ہے تو اُس کے
اہل و اقارب جو اُس سے پہلے مر چکے ہیں۔ اُسے گھیر لیتے ہیں۔ پس البتہ وہ اُن سے
اور وہ اُس سے زیادہ خوش ہوتے ہیں۔ بہ نسبت اُس مسافر کے جو اپنے گھر
واپس آتا ہے۔

بزارؒ نے ابو ہریرہؓ سے روایت کیا ہے۔ کہ مومن پر موت نازل ہوتی ہے۔ تو وہ
دیکھتا ہے۔ جو کچھ کہ دیکھتا ہے اور کہتا ہے (بوجہ خوشی کے اپنے مُستقبل کو دیکھ کر)
کاش میری رُوح نکل جاوے۔ اور اللہ اس کی مُلاقات کو دوست رکھتا ہے۔ اور
بیشک مومن کی رُوح چڑھتی ہے طرف آسمانوں کے پس آتی ہیں اس کے پاس اَرواح
مومنین کی۔ خبریں پوچھتی ہیں اُس سے اپنی پہچان والوں کی اہلِ دُنیا سے۔ جب وہ
کہتا ہے کہ میں نے فلاں کو دُنیا میں چھوڑا ہے۔ تو یہ بات ان کو پسند آتی ہے۔ اور جب

کہتا ہے کہ فلاں شخص مر چکا ہے۔ تو کہتے ہیں وہ ہماری طرف نہیں لایا گیا۔ (ابوایوب انصاریؓ کی روایت میں ہے کہ کہتے ہیں) اسے اس کی ماں ہاویہ[1] کی طرف لے گئے۔ پس بری ماں ہے وہ اور بری ہے وہ پرورش کرنے والی عبید بن عمیرؓ کی روایت بھی مثل حدیث حضرت ابوہریرہؓ کے ہے مگر اس کے آخر میں اتنا زیادہ ہے۔ کہ " یہاں تک کہ البتہ وہ اس سے پوچھتے ہیں گھر کی بلی کا حال۔ "

احساسِ روح

حضرت ابن عباسؓ کی ایک روایت میں صراحت کر دی گئی ہے کہ روح کا قبض ہونا۔ اس کا ساتوں آسمانوں کو طے کر کے عرش کے نیچے پہنچنا۔ اور بعد ملنے خدا کے اس حکم کے کہ اس کا نام فلاں وقت میں درج کر کے اسے اس کے بدن کے پاس واپس لے جاؤ۔ اس کا اپنے بدن کے پاس واپس آنا۔ یہ سب کچھ اس وقت ہو چکتا ہے۔ جب تک کہ لوگ میت کے غسل و کفن سے فارغ ہوں۔ مگر روح کو باوجود اس مسافت کے طے کرنے کے اور باوجود اپنے جسم سے ایک علیحدگی اختیار کر لینے کے اپنے جسم کے ساتھ ایک قسم کا اتصال۔ ایک قسم کا رابطہ۔ ایک قسم کا تعلق قائم رہتا ہے۔ چنانچہ روح کو علم ہوتا ہے کہ اس کے جسم کے ساتھ کیا سلوک ہوتا ہے۔ اور لوگ اس کے متعلق جو باتیں کرتے ہیں۔ انھیں وہ براہِ راست سنتی ہے۔

احمد و ابن ابی الدنیا و طبرانی و مروزی و ابن مندہ نے حضرت ابوسعید خدریؓ سے روایت کیا ہے۔ کہ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے کہ " بیشک میت پہنچتی ہے (یعنی پہچانتی ہے) اس شخص کو جو اسے نہلاتا ہے اور اٹھاتا ہے۔ اور اس کو جو اسے کفناتا ہے۔ اور اس کو جو اسے گڑھے میں اتارتا ہے۔ "

---

[1] نامہ ھاویہ کی طرف اشارہ ہے یعنی دہکتی ہوئی آگ

Marfat.com

ابُونعیم نے عمروبن دینارؒ سے روایت کیا ہے۔ کہ" نہیں کوئی میّت کہ مَرے مگر اُس کی رُوح فرشتے کے ہاتھ میں ہوتی ہے۔ اور اپنے جسم کی طرف دیکھتی ہے۔ کہ کس طرح کفنایا جاتا ہے اور کس طرح اُس کو لے جاتے ہیں۔ اور اُس سے کہا جاتا ہے (فرشتوں کی جانب سے درآنحالیکہ) وہ اپنی کھاٹ پر ہوتا ہے۔ کہ تو سُن اپنی تعریف کو جو لوگ کرتے ہیں۔"

ابن ابی الدنیا نے عمروبن دینارؒ سے روایت کیا ہے۔ کہ" نہیں کوئی میّت کہ مَرے مگر وہ جانتا ہے کہ کیا ہوتا ہے اس کے گھر والوں میں بعد اس کے۔ اور بے شک وہ البتہ اسے نہلاتے اور کفناتے ہیں۔ اور اس وقت وہ ان کی طرف دیکھتا ہے۔"

بُخاری ومُسلم نے حضرت انس رضؓ سے روایت کیا ہے کہ نبی صلّی اللہ علیہ وسلّم مقتولینِ بدر پر کھڑے ہوئے۔ پس فرمایا" اے فلاں بیٹے فلاں کے اے فلاں بیٹے فلاں کے! کیا تمہارے رَب نے تم سے جو وعدہ کیا تھا اسے تم نے حق پایا۔ البتہ میرے رَب نے مجھ سے جو وعدہ کیا تھا اسے میں نے حق پایا۔" حضرت عمرؓ نے عرض کیا۔ یا رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم آپ کس طرح کلام کرتے ہیں اُن جسموں سے جن میں رُوحیں نہیں ہیں۔" حضور اکرم صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا" جو کچھ میں کہہ رہا ہوں اسے وہ ویسے ہی سُن رہے ہیں جیسے کہ تم سُنتے ہو۔ فرق صرف اتنا ہی ہے کہ وہ جواب دینے کی طاقت نہیں رکھتے۔"

کلامِ موتے

بُخاری ومُسلم نے ابوسعید خدریؓ سے روایت کیا ہے۔ کہ فرمایا نبی کریم صلّی اللہ علیہ وآلہ وسلّم نے کہ جب جنازہ رکھّا جاتا ہے۔ اور اُٹھاتے ہیں اُس کو آدمی اپنی گردنوں پر۔ پس اگر وہ نیک ہے تو کہتا ہے مجھے آگے لے چلو۔ اور اگر وہ غیر صالح ہے۔ تو کہتا ہے وائے خرابی تم کہاں لئے جاتے ہو۔ اُس کی آواز کو ہر شئے سُن سکتی ہے

مگر انسان اور اگر سُن لے اس کو اِنسان تو البتّہ بے ہوش ہو جائے۔

امام احمدؒ نے ابو الدرداؓ سے روایت کیا ہے کہ بیشک میّت جبکہ جنازہ میں رکھّی جاتی ہے تو وہ نِدا کرتی ہے کہ "اے میرے گھر والو۔ اے میرے ساتھیو اور میرے جنازہ کے اُٹھانے والو ہرگز دھوکہ نہ دے تم کو دُنیا جیسا کہ اس نے مجھ کو دھوکا دیا اور ہرگز نہ کھیلے وہ تمہارے ساتھ جیسا کہ وہ کھیلی میرے ساتھ۔ اور میرے گھر والوں نے مجھ پر سے میرا کوئی گُناہ نہیں اُٹھایا۔

معیّتِ ملائکہ

احادیث سے جنازہ کے ساتھ ملائکہ کا چلنا۔ اور میّت کے اعمال بیان کرتے جانا بھی ثابت ہے: بیہقی نے شعب الایمان میں اور دیلمی نے حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت کیا ہے۔ کہ فرمایا رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے کہ "جب مرتا ہے اِنسان تو فرشتے کہتے ہیں کیا آگے بھیجا، اور لوگ کہتے ہیں کہ کیا پیچھے چھوڑا۔"

اللہ کے برگزیدہ بندوں کے جنازہ کے اُٹھانے میں بھی فرشتے ہاتھ بٹاتے ہیں۔ ترمذی نے حضرت انسؓ سے روایت کیا ہے۔ کہ "جب اُٹھایا گیا جنازہ سعد بن معاذؓ کا تو کہا منافقوں نے عجب سُبک جاتا ہے جنازہ اس کا اور کہا کہ یہ سُبکی اس کے جنازہ کی بنی قریظہ[1] کے متعلق فیصلہ کرنے کے سبب سے ہے۔ پس پہنچی یہ بات مُنافقوں کی رسُولِ خدا صلّی اللہ علیہ وآلہ وسلّم تک پس فرمایا آپؐ نے کہ فرشتے اُٹھائے لئے جاتے تھے اسکو

---

[1] بنی قریظہ یہود تھے۔ مدینہ منورہ کے قریب رسُولِ خدا صلّی اللہ علیہ وسلّم کے اور ان کے درمیان پہلے صُلح تھی۔ مگر ہجرت نبویؐ کے پانچویں سال جب جنگ خندق ہوئی تو بنی قریظہ بدعہدی کے مرتکب ہوئے اور مقابلہ کے لئے کفّار کے ساتھ شامل ہو گئے۔ کُفّار کے مکہ معظمہ کو واپس ہو جانے کے بعد آنحضرت صلّی اللہ علیہ وآلہ وسلّم بنی قریظہ کے گڑھے پندرہ روز تک گھیرے رہے۔ ان لوگوں نے عاجز آکر پیغام بھیجا کہ ہم اب گڑھے سے نکلتے ہیں۔ اور سعد بن معاذؓ جو فیصلہ کردیں اُس پر راضی ہیں۔ سعد نے کہا کہ ان کے لڑنے والے جوان قتل کر دیئے جائیں اور لڑکوں اور لونڈیوں کو غلام بنایا جاوے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلّم نے تو اس فیصلہ کی بابت فرمایا کہ اے معاذ تو نے خدا کی مرضی کے مطابق حکم دیا۔ مگر یہودیوں کے بھائی بند منافقوں نے سعد بن معاذؓ پر طعن کرنا شروع کیا۔ حدیث مندرجہ بالا میں اُسی کی طرف اشارہ ہے۔

Marfat.com

آسمان اور زمین کا رونا

یہ بھی ثابت ہے کہ مومن مرتا ہے تو آسمان و زمین و فرشتے اور مومن کی سجدہ گاہ اور عبادت گاہ مومن پر روتے ہیں۔ اور کافر پر نہیں روتے۔ اللہ تبارک تعالیٰ فرماتا ہے "پس نہ روئے اُن پر (یعنی فرعون اور اُس کی قوم پر) آسمان و زمین۔"

ترمذی و ابو لیلیٰ و ابن مندہ و ابن ابی الدنیا و ابن ابی حاتم نے حضرت انس رضؓ سے روایت کیا ہے۔ اور وہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں۔ کہ آپؐ نے فرمایا "نہیں ہے کوئی انسان مگر واسطے اُس کے دو دروازے ہیں آسمان میں ایک سے چڑھتا ہے اُس کا عمل اور ایک سے اُترتا ہے اُس کا رزق۔ پس جب مرتا ہے بندۂ مومن تو وہ دونوں اُس پر روتے ہیں۔"

ابن ابی الدنیا و حاتم نے ابنِ عباسؓ سے روایت کیا ہے۔ کہ بے شک زمین روتی ہے مومن پر چالیس صبح۔

ابنِ جریرؓ نے ضحاکؓ سے روایت کیا ہے۔ کہ روتی ہے مومن صالح پر اُس کے عمل کرنے کی جگہ زمین میں اور اس کے عمل چڑھنے کی جگہ آسمان میں۔

ابن ابی الدنیا نے ابو عبیدہ صاحبِ سلیمان بن عبد الملک سے روایت کیا ہے کہ "بے شک بندۂ مومن جبکہ مرتا ہے تو قطعاتِ زمین ندا کرتے ہیں کہ اللہ کا بندہ مومن مرگیا پس زمین و آسمان اس پر روتے ہیں۔ رحمٰن فرماتا ہے کون چیز رلاتی ہے تم کو میرے بندے پر۔ وہ کہتے ہیں اے ہمارے رب وہ ہمارے کسی بھی حصّہ پر بغیر تیرے ذکر کے نہیں چلا۔"

بیہقی نے شعب الایمان میں حضرت امیر المومنین علی ابن ابی طالب کرّم اللہ وجہہٗ سے روایت کیا ہے۔ کہ مومن جب مرتا ہے تو روتی ہے اُس پر اُس کے نماز پڑھنے

جگہ زمین میں اور اسکے عمل چڑھنے کی جگہ آسمان میں پھر آپ نے آیت شریف پڑھی۔

جمادات کا رونا

زمانہ شہادت امام حسین علیہ السلام کے متعلق بیان کیا گیا ہے کہ خون برستا تھا۔ بیہقی و ابونعیم نے روایت کیا ہے۔ کہ جب امام حسین علیہ السلام شہید کیے گئے تو ہم نے صبح کی اور ہمارے مٹکے، برتن اور ہر چیز خون سے بھری ہوئی تھی۔ بیہقی و ابونعیم نے زہری سے روایت کیا ہے کہ مجھے خبر پہنچی ہے۔ کہ جس دن امام حسین علیہ السلام شہید ہوئے اس دن بیت المقدس کے پتھروں سے کوئی پتھر نہ اٹھایا جاتا تھا۔ مگر نہایت سرخ خون اس کے نیچے پایا جاتا تھا۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ اولیاء کرام کی موت پر جمادات بھی روتے ہیں۔

پردیسی کی موت

ابن ابی الدنیا نے حسنؓ سے روایت کیا ہے۔ کہ اللہ تعالیٰ جب مومن کو بلادِ غربت میں وفات دیتا ہے تو اس کو عذاب نہیں کرتا۔ اور اس پر رحم فرماتا ہے بسبب اسکی غربت کے اور فرشتوں کو اس پر رونے کا حکم کرتا ہے۔ پس وہ اس پر روتے ہیں کیونکہ اس کا کوئی رونے والا موجود نہیں ہوتا

خلاصہ

سطور مندرجہ بالا کا لب لباب یہ ہے۔ کہ انسان اسی عالم میں موت سے کسی قدر قبل ہی اپنی مستقبل زندگی کا احساس کرنے لگتا ہے۔ اس کی نظر وسیع ہو جاتی ہے۔

Marfat.com

وہ اُن امور کا مشاہدہ کرنے لگتا ہے۔ جو اس سے قبل اُس کے مشاہدے میں نہ آئے تھے۔ وہ فرشتوں کو دیکھتا ہے۔ اپنے اعمال کے اچھے بُرے ہونے کا اندازہ کر لیتا ہے اپنا ٹھکانا خواہ جنّت میں ہو خواہ دوزخ میں دیکھ لیتا ہے۔ فوت ہونے کے بعد ساتوں آسمانوں کو عبور کرتا ہُوا اللہ ربّ العزّت کے عرش کے نیچے جا کر حاضری دیتا ہے اور اپنے جسم کی طرف واپس آتا ہے۔ اس سفر میں ہم جنس رُوحوں سے بھی ملاقات کرتا ہے۔ اپنے بدن کی تجہیز و تکفین کو دیکھتا ہے۔ اپنے نہلانے والے۔ کفنی پہنانے والے۔ اُٹھانے والے اور قبر میں اُتارنے والے کو دیکھتا ہے۔ اپنے گھر کے لوگوں کو دیکھتا ہے اور اُنکی باتیں سُنتا ہے۔ اس کی تعریف یا مذمّت جو کی جاتی ہے اُسے سُنتا ہے اور اپنے جنازہ کے لے جانے والوں سے اگر وہ شخص نیک بخت ہے تو کہتا ہے جلد لے چلو اور بدبخت ہے تو کہتا ہے کہاں لئے جاتے ہو۔ لوگ خواہ اس کلام کو نہ سُنیں یہاں تک کہ وہ قبر میں دفنا دیا جاتا ہے۔

Marfat.com

بعد الموت

ضغطۂ قبر

جب میت قبر میں دفن کی جاتی ہے۔ تو سب سے پہلی بات جو اُسے پیش آتی ہے ضغطۂ قبر ہے یعنی قبر کا دباؤ۔ احادیث سے پایا جاتا ہے کہ قبر کے ابتدائی دباؤ سے نہ مومن بچتا ہے نہ کافر۔ نہ نیک نہ بد۔ نہ جوان نہ بچہ۔ فرق صرف یہ ہے کہ کافر سخت دباؤ میں پکڑا جاتا ہے اور مومن کو قبر اس طرح دباتی ہے۔ جس طرح ماں اپنے بچے کو۔ یہ دباؤ مومن کے حق میں کفارہ ہو جاتا ہے اس کے گناہوں کا۔ جو اس سے بتقاضائے بشریت صادر ہوئے ہوں۔ حدیث میں آیا ہے۔ کہ سعد بن معاذ رضؓ جو ایک جلیل القدر صحابی تھے بہ سبب بے احتیاطی پیشاب کے اپنی قبر میں دبائے گئے۔ گو بعد میں ان سے دباؤ ہٹ گیا۔ امام احمد و بیہقی نے حضرت عائشہ رضؓ سے روایت کیا ہے۔ کہ فرمایا نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ بیشک قبر کے لئے ایک ضغطہ ہے اگر اُس سے کوئی نجات پانے والا ہوتا تو نجات پاتا اُس سے سعد بن معاذ رضؓ۔ امام احمد و ترمذی و طبرانی و بیہقی نے جابر بن عبداللہ سے روایت کیا ہے۔ کہ جب سعد بن معاذ رضؓ دفن ہوئے اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے تسبیح کہی اور لوگوں نے بھی آپؐ کے ساتھ دیر تک تسبیح کہی۔ پھر آپؐ نے تکبیر کہی اور لوگوں نے بھی تکبیر کہی۔ پھر صحابہ رضؓ نے عرض کیا۔ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آپؐ نے تسبیح کیوں کہی۔ فرمایا تنگ ہو گئی اس مرد صالح پر اس کی قبر یہاں تک کہ کشادہ کر دیا

اللہ نے اُس کو ؛ نسائی و بیہقی نے عبداللہ بن عمرؓ سے روایت کیا ہے۔ کہ فرمایا رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے۔ کہ جس کے لئے عرش ہِل گیا۔ اور آسمان کے دروازے کھولے گئے اور جس پر ستّر ہزار فرشتے حاضر ہوئے (یعنی سعد بن معاذؓ) وہ دبایا گیا ایک دباؤ۔ پھر اس پر کشادگی کی گئی۔ پھر فرمایا۔ کہ ہِل گیا اُس کے لئے عرش اس کی رُوح کے پہنچنے کی خوشی میں۔"

طبرانی نے حضرت انسؓ سے روایت کیا ہے کہ رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کی صاحبزادی زینبؓ کا انتقال ہوا۔ ہم آپؐ کے ہمراہ نکلے۔ ہم نے آپؐ کو بہت غمگین پایا۔ پس آپؐ تھوڑی دیر قبر پر بیٹھے اور آسمان کی طرف دیکھنے لگے۔ پھر قبر میں اُترے۔ مَیں نے آپؐ کو دیکھا کہ غم آپؐ کا بڑھتا جاتا تھا۔ پھر آپؐ نکلے۔ مَیں نے دیکھا کہ آپ کا غم دُور ہوگیا۔ اور آپؐ نے تبسّم فرمایا۔ ہم نے آپؐ سے (اس کی بابت) پوچھا۔ فرمایا میں قبر کی تنگی اور اس کی تکلیف کو یاد کرتا تھا اور زینب کے ضعف کو پس یہ مجھ پر شاق گذرتا تھا میں نے اللہ سے دُعا کی کہ اس سے تخفیف کرے۔ پس اُس نے تخفیف کی لیکن دبایا اُس کو قبر نے ایک دباؤ کہ سُنا اُس کو انھوں نے جو بھی درمیان مشرق و مغرب کے سوائے جنّ و انس کے۔

طبرانی نے ابُو ایوب انصاریؓ سے روایت کیا ہے۔ کہ ایک بچّہ دفن کیا گیا پس فرمایا رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے کہ اگر کوئی قبر کے دباؤ سے بچتا تو البتہ یہ بچّہ بچتا۔

ابوالقاسم سعدی نے اپنی کتاب الرّوح میں لکھا ہے۔ کہ ضغطۂ قبر سے نہ صالح نجات پاتا ہے نہ طالح۔ پس فرق درمیان مومن و کافر کے اس میں وہ یہ بیان کرتے ہیں۔ کافر کے لئے ضغط دوامی ہے اور مومن کے لئے یہ حالت صرف قبر میں داخل ہوتے وقت ہی کے لئے ہے۔ بعد میں وہ عود کرتی ہے طرف کشادگی قبر کے۔ لکھتے ہیں کہ ضغطۂ قبر کا اثر یہ ہوتا ہے۔ کہ جسم کی دونوں جانب آپس میں مل جاتی ہیں۔ مگر بیہقی و ابن مندہ و دیلمی و ابن نجار نے سعید بن مسیّبؒ سے روایت کیا ہے۔ کہ حضرت عائشہؓ نے کہا یا رسُول اللہؐ بیشک اُس دن سے کہ آپؐ نے مجھ سے مُنکر نکیر کی آواز اور ضغطۂ قبر کی بابت فرمایا ہے، مجھے کوئی شے نفع نہیں دیتی۔" فرمایا رسُولِ خدا صلّی اللہ علیہ وآلہ وسلّم

Marfat.com

نے" اے عائشہؓ! بیشک منکر نکیر کی آوازیں مومن کے کانوں میں مثل سُرمہ کے ہیں آنکھ میں اور بیشک قبر کا دباؤ مومنین پر مثل شفیق ماں کے ہے کہ اس کا بیٹا اُس سے دردِ سر کا شکوہ کرے۔ پس وہ اس کے سر کو نرم دباؤ سے داب دے۔ لیکن اے عائشہؓ! خرابی تو اللہ میں شک کرنے والوں کی ہے کہ وہ اپنی قبر میں دبائے جاتے ہیں مثل دباؤ پتھر کے انڈے پر۔"

مستثنیات

باوجود اس کلیہ کے جو اوپر بیان کیا گیا ہے۔ اللہ اپنی رحمت سے جسے چاہتا ہے اِس ضغط سے محفوظ رکھتا ہے۔

عمرو بن شیبہ نے کتاب المدینہ میں حضرت انسؓ سے روایت کیا ہے کہ رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ و آلہ وسلّم نے فرمایا عفو نہیں کیا گیا ضغطہ قبر کو ئی مگر فاطمہؓ بنت اسد عرض کیا گیا۔ یا رسُول اللہؐ نہ قاسمؓ آپؐ کے بیٹے فرمایا نہیں، اور نہ ابراہیمؓ (اور آپؐ کے یہ صاحبزادہ قاسمؓ سے بھی چھوٹے تھے) فاطمہؓ بنت اسد حضرت امیرالمومنین علی ابن ابی طالب کرّم اللہ وجہہٗ کی والدہ مکرّمہ تھیں انھوں نے حضور صلّی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کی بچپن میں پرورش کی تھی۔ اور آپؐ کو بہت عزیز رکھتی تھیں۔ آپؐ نے اُن کے انتقال کے بعد اپنی چادرِ مُبارک اُن کے کفن میں داخل فرمائی تھی۔ اور اُن کی قبر میں آپؐ داخل ہُوئے تھے اور لیٹ کر کروٹیں بدلی تھیں۔ یہ اسی کی برکت تھی جو وہ ضغطہ قبر امن میں رہیں۔

ابو نعیم نے عبداللہ بن شخیرؓ سے روایت کیا ہے کہ فرمایا رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وآلہ وسلّم نے کہ جو شخص پڑھے قل ہو اللہ احد اپنے مرض میں جس میں کہ وہ فوت ہو وہ امن میں رہے گا اپنی قبر کے فتنہ سے اور اپنی قبر کے ضغطہ سے۔ قرطبی نے اس حدیث کو حسن غریب کہا ہے

Marfat.com

اور بھی اللہ کے بندے ایسے ہیں جو فتنۂ قبر سے محفوظ رہیں گے۔ مگر اُن کا ذکر آگے آئے گا۔

تجسید اعمال

دوسری چیز جس کا احساس میّت کو اپنی قبر میں ہوتا ہے۔ اس کا عمل ہے جو مجسّم ہو کر اس کے پاس آتا ہے۔ عطاء بن یسار رضؓ سے روایت ہے کہ "جب میّت لحد میں رکھی جاتی ہے تو اوّل شئے جو اُسکے پاس آتی ہے اُس کا عمل ہے پس مارتا ہے اُس کی بائیں ران کو اور کہتا ہے میں تیرا عمل ہوں۔ میّت کہتی ہے۔ کہاں ہیں میرے گھر والے اور میری اولاد اور میرے قرابت دار اور جو کہ اللہ نے مجھے دیا تھا پس عمل کہتا ہے۔ کہ چھوڑا تو نے اپنے گھر والوں اور اولاد اور قرابت والوں اور جو اللہ نے تجھے دیا تھا اس کے پیٹھ پیچھے سو داخل نہ ہوا تیری قبر میں تیرے ساتھ کچھ سوا میرے۔ پس کہتا ہے، اے کاش میں تجھی کو اختیار کرتا اپنے اہل و اولاد و قرابت والوں پر اور اُس پر جو مجھے اللہ نے دیا تھا (یعنی مال و اسباب دُنیا پر) کیونکہ داخل نہ ہوا میرے ساتھ کچھ سوا تیرے۔"

تخاطب قبر

تیسری چیز جس سے میّت کو اپنی قبر میں ساتھ ہوگا اُس کی قبر کا اس کے ساتھ تخاطب ہے۔ ترمذی نے ابو سعیدؓ سے روایت کیا ہے اور اس روایت کو حسن قرار دیا ہے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کہ بہت یاد کیا کرو لذّتوں کی قطع کرنیوالی کو کہ وہ موت ہے۔ پس بیشک نہیں آیا قبر پر کوئی دن مگر اُس نے کلام کیا اُس میں۔ پس کہتی ہے (قبر) میں گھر ہوں غربت کا میں گھر ہوں تنہائی کا میں گھر ہوں مٹی کا۔ میں گھر ہوں کیڑوں کا۔ پس جب کہ بندۂ مومن دفن کیا جاتا ہے تو قبر اُس سے کہتی ہے مرحباً و

Marfat.com

اہلاً یعنی تو فراخ جگہ میں اور گھر والوں میں آیا۔ آگاہ ہو جا کہ تو البتہ محبوب تر تھا اُن کا جو میری پیٹھ پر چلتے ہیں طرف میرے پس جبکہ آج ہیں تیری والی ہوئی اور تو میری طرف آیا۔ تو اب تیرے لئے فراخی ہے درازی بصر تک، اور کھولا جاتا ہے واسطے اس کے دروازہ جنّت کا۔ اور جبکہ دفن کیا جاتا ہے فاجر یا کافر بندہ تو قبر اُس سے کہتی ہے لَامرحبًا وَّلا اہلاً خبردار تو البتہ مبغوض تر تھا اُن کا جو میری پیٹھ پر چلتے ہیں طرف میرے پس جبکہ آج ہیں تیری والی ہوئی اور تو میری طرف آیا۔ تو اب دیکھے گا تو میرے کام کو اپنے ساتھ۔ فرمایا پس وہ مل جاتی ہے اس پر یہاں تک کہ مل جاتی ہیں اور مختلف ہو جاتی ہیں پسلیاں اس کی کہا ابُوسعیدؓ نے کہ رسُول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اشارہ فرمایا اپنی مُبارک اُنگلیوں سے۔ پس داخل کیا بعض اُنگلیوں کو بعض کے جوف میں۔ اور فرمایا کہ متعیّن کئے جاتے ہیں اس کے لئے ستر بڑے سانپوں کو اگر ایک ان میں سے زمین میں پھونک مار دے تو وہ نہ اُگاوے کسی چیز کو جبتک کہ دُنیا باقی ہے۔ پس وہ اُسے کاٹتے ہیں اور نوچتے ہیں یہاں تک کہ اُس کو حساب کی طرف لے جاویں (یعنی قیامت تک) پھر فرمایا رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وآلہ وسلّم نے کہ سوائے اس کے نہیں کہ قبر ایک چمن ہے جنّت کے چمنوں میں سے۔ یا ایک گڑھا ہے آگ کے گڑھوں میں سے۔"

بیہقی نے شعب الایمان میں حضرت انسؓ سے روایت کیا ہے کہ کیا خبر نہ دُوں میں تم کو دو دن اور دو رات کی کہ نہ سُنا خلائق نے مثل ان کے۔ اوّل دن وہ ہے کہ آئے گا تیرے پاس، اللہ کی رضا یا اُس کے غصّہ کی خبر دینے والا۔ اور ایک دن وہ ہے کہ کھڑا ہوگا تو اس میں رُوبرو اللہ کے۔ لے گا تو اس میں اپنی کتاب یعنی اعمال نامہ کو اپنے دائیں یا بائیں ہاتھ میں، اور ایک رات وہ ہے کہ میّت رات گذارتی ہے اپنی قبر میں کہ نہ گذاری کوئی رات پہلے اُس سے مثل اس کے۔ اور ایک رات وہ ہے کہ جس کی صبح کو قیامت کا دن ہے کہ بعد اُس کے اور کوئی رات نہیں۔

Marfat.com

مُنکر نکیر

اہم ترین واقعہ جو مُردہ کو قبر میں پیش آتا ہے مُنکر نکیر کے سوالات کی جواب دہی ہے۔
جب میّت قبر میں دفنا دی جاتی ہے اور اُس پر مٹی ڈال دی جاتی ہے۔ دو فرشتے اسکا امتحان لینے آتے ہیں جنھیں مُنکر و نکیر کہتے ہیں۔ ان فرشتوں کی صُورت نہایت ڈراوَنی ہوتی ہے۔ رنگ سیاہ۔ بال اس قدر لمبے کہ پیروں میں گھسٹتے ہُوئے دکھائی دیتے ہیں۔ آنکھیں نیلگوں مثل برق کے چمک دار اور مثل تانبے کی دیگوں کے سُرخ۔ سانس مثل آگ کے شعلوں کے۔ آواز مانند بادل کی گرج کے۔ دانت مُنہ سے باہر نکلے ہُوئے جیسے بَیل کے سینگ اور اس قدر لمبے کہ زمین تک پہنچتے ہیں زمین کو انھیں دانتوں سے کھود کھود کر یہ فرشتے میّت تک پہنچتے ہیں۔ ہاتھوں میں ان کے لوہے کے گُرز ہوتے ہیں ایک ایک گُرز اتنا وزنی ہوتا ہے کہ منیٰ میں جس قدر لوگ جمع ہوتے ہیں۔ وہ سب کے سب مل کر اُسے اُٹھانے کی کوشش کریں تو نہ اُٹھا سکیں۔ باوجود اس کے ان کے ہاتھوں میں وہ اَیسے ہوتے ہیں جیسے انسان کے ہاتھ میں پَر۔ اس مہیب صُورت میں مُنکر نکیر نمودار ہوتے ہیں، اور میّت سے توحید و رسالت کے متعلّق سوالات کرتے ہیں۔ محض تائیدِ ایزدی سے مومن اس امتحان میں کامیاب ہوتا ہے۔

سوالات مُنکر نکیر کے متعلق ۲۷ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے معتبر روایات کُتب احادیث میں دَرج ہیں۔ ان تمام روایات کے لئے اس مختصر تالیف میں گنجائش نکالنا دُشوار ہے۔ اس لئے ذیل میں اُن میں سے بعض پر مَیں اکتفا کرتا ہُوں۔

ابُو داوٗد و حاکم و بیہقی نے حضرت عمرؓ سے روایت کیا ہے۔ کہ فرمایا مجھ سے رسُول اللہ صلّے اللہ علیہ وسلّم نے کہ کیا حال ہوگا تیرا جب ہوگا تو چار ہاتھ میں جو کہ دو ہاتھ میں ہونگے (یعنی قبر میں جس کا طول چار ہاتھ اور عرض دو ہاتھ ہوگا) اور دیکھے گا تو مُنکر نکیر کو۔ عرض کیا میں نے یا رسُول اللہ کیا ہیں مُنکر نکیر۔ فرمایا فتّانِ قبر، کھودیں گے زمین کو اپنے

دانتوں سے اور روندیں گے اپنے بالوں کو (یعنی ان کے بال اتنے لمبے ہوں گے کہ پیروں میں روندیں گے) آواز ان کی جیسے سخت کڑک بادل کی، اور آنکھیں جیسے بجلی جھپٹنے والی۔ انکے ساتھ ایک گُرز ہوگا۔ کہ اس پر اگر منیٰ والے جمع ہو جائیں تو نہ اُٹھا سکیں، وہ ان پر میری اس لکڑی سے بھی زیادہ آسان ہوگا۔ پس وہ دونوں تیرا امتحان لیں گے۔ پس اگر تو بات میں عاجز ہوگیا یا تونے زبان موڑی تو وہ تجھے ایسی مار ماریں گے کہ تو اُس کے سبب سے راکھ ہوجاتے گا۔ میں نے عرض کیا یا رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم اور میں اپنے اس حال پر ہوں گا (یعنی جیسا کہ اس وقت ہوش وحواس درُست ہیں، اُس وقت بھی ایسے ہی درُست ہونگے) فرمایا ہاں میں نے کہا تب تو میں ان کو کفایت کروں گا۔

ہناد۔ ابن ابی شیبہ۔ ابن جریر۔ ابن منذر۔ ابن حبان۔ طبرانی۔ حاکم۔ بیہقی نے حضرت ابوہریرہؓ سے روایت کیا ہے کہ فرمایا رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وآلہ وسلّم نے کہ قسم ہے اُس کی جس کے ہاتھ میں میری جان ہے۔ بیشک میت جبکہ رکھی جاتی ہے اپنی قبر میں تو بیشک البتہ وہ سُنتی ہے لوگوں کے جُوتوں کی آواز جبکہ لوگ واپس ہوتے ہیں۔ پس اگر وہ مومن ہے تو نماز اُس کے سر کے نزدیک ہوتی ہے اور زکوٰۃ اس کے داہنی طرف اور روزہ بائیں طرف اور خیرات ومعروف اور لوگوں کے ساتھ احسان اُس کے دونوں پیروں کی جانب ہوتے ہیں۔ پس وہ لایا جاتا ہے اپنے سر کی طرف سے (یعنی عذاب کا فرشتہ اس کے سر کی طرف سے آتا ہے) تو نماز (حائل ہوتی ہے اور) کہتی ہے کہ میری طرف سے داخل ہونے کا راستہ نہیں۔ پھر اس کے داہنی جانب سے لایا جاتا ہے تو زکوٰۃ کہتی ہے "میری طرف سے داخل ہونے کا راستہ نہیں" اور بائیں جانب سے لایا جاتا ہے تو روزہ کہتا ہے میری طرف سے بھی تمہارا داخلہ بند ہے۔ پس اُس (میت) سے کہا جاتا ہے کہ بیٹھ جا۔ وہ بیٹھ جاتا ہے اور نمودار کیا جاتا ہے واسطے اس کے سُورج گویا کہ عنقریب غروب ہُوا جاتا ہے۔ پس کہا جاتا ہے۔ کہ خبر دے تو ہم کو اس کی جو ہم تجھ سے سوال کریں۔ وہ (آفتاب کو غروب ہوتا ہُوا دیکھ کر) کہتا ہے کہ تم مجھے چھوڑ دو تاکہ میں نماز پڑھ لوں (عصر کی) پس کہا جاتا ہے کہ بیشک تو ابھی کرے گا۔ تو تو ہم کو خبر دے اُس کی جس کا ہم تجھ سے سوال کرتے ہیں۔

Marfat.com

پس وہ کہتا ہے۔ تم کس چیز کا مجھ سے سوال کرتے ہو۔ پس اس سے کہا جاتا ہے کیا کہتا ہے تو بابت اُس شخص کے جو تم میں تھا (یعنی نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) وہ کہتا ہے میں گواہی دیتا ہوں کہ بیشک وہ رسولؐ ہیں اللہ کے جو ہمارے رب کی طرف سے کھلی نشانیاں لے آئے سو ہم نے تصدیق کی اور پیروی کی۔ پس اُس سے کہا جاتا ہے، تُو نے سچ کہا۔ اسی پر تُو جیا اور اسی پر تُو مرا اور اسی پر تُو اٹھایا جائے گا انشاء اللہ تعالیٰ۔ پس اس کے لئے فراخ کی جاتی ہے قبر اس کی اس کی درازیٔ بصر تک۔ پس یہ ہے قول اللہ تعالیٰ کا:-

يُثَبِّتُ اللّٰهُ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا بِالْقَوْلِ الثَّابِتِ فِي الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا وَفِي الْاٰخِرَةِ ج وَيُضِلُّ اللّٰهُ الظّٰلِمِيْنَ قف وَيَفْعَلُ اللّٰهُ مَا يَشَآءُ ○ (ابراھیم۔ ع ۴)	اللہ مومنوں کو اس پکی بات (یعنی کلمۂ طیبہ کی برکت) کی وجہ سے دُنیا کی زندگی میں بھی مضبوط رکھتا ہے اور آخرت میں بھی۔ اور اللہ ظالموں کو گمراہ کرتا ہے۔ اور اللہ تعالیٰ جو چاہتا ہے کرتا ہے۔

اور کہا جاتا ہے کھول دو واسطے اس کے ایک دروازہ طرف آگ کے پس کھولا جاتا ہے واسطے اس کے ایک دروازہ طرف آگ کے۔ کہا جاتا ہے یہ تیری منزل تھی اگر تُو اللہ کی نافرمانی کرتا۔ یہ سُنکر اس کی خوشی اور سرور میں اضافہ ہو جاتا ہے۔ پھر کہا جاتا ہے کہ کھول دو واسطے اس کے ایک دروازہ طرف جنّت کے، پس وہ اس کے واسطے کھولا جاتا ہے۔ اور اس سے کہا جاتا ہے کہ یہ تیری منزل ہے اور یہی اللہ نے تیرے لئے تیار کر رکھا ہے۔ یہ دیکھ کر اور سُنکر اس کے سرور و انبساط کی کیفیت اور بڑھ جاتی ہے۔ پھر عود کر دیا جاتا ہے جسم مٹی کی طرف جس سے اس کی ابتدا ہوئی تھی، اور کر دی جاتی ہے رُوح اُس کی پاک رُوحوں میں جو سبز پرندوں کی شکل میں ہیں اور جنّت کے درختوں میں چرتے ہیں۔ لیکن کافر کی قبر میں اس کے سر کی طرف سے لایا جاتا ہے (یعنی عذاب کا فرشتہ اس کے سر کی طرف سے آتا ہے) پس نہیں پائی جاتی ہے کوئی چیز روکنے والی۔ پس وہ خائف و مرعوب بیٹھتا ہے۔ اُس سے کہا جاتا ہے تو کیا کہتا ہے اس شخص کی بابت جو تم میں تھا اور کیا گواہی دیتا ہے

Marfat.com

تو ساتھ اس کے۔ پس وہ ان کے نام کی راہ نہیں پاتا ہے تو کہا جاتا ہے محمّد صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم۔ پس کہتا ہے کہ میں نے لوگوں کو سُنا ہے کہ کچھ کہتے ہیں۔ سو میں نے کہا جیسا کہ انھوں نے کہا۔ پس اس سے کہا جاتا ہے تُو نے سچ کہا۔ تو اسی پر جیا اور اسی پر مرا اور اسی پر تُو اُٹھایا جائے گا اِنشاء اللہ اور تنگ کی جاتی ہے اُس پر قبر اس کی یہاں تک کہ اس کی پسلیاں الگ الگ ہو جاتی ہیں۔ پس یہ ہے قول اللہ تعالیٰ کا :-

وَمَنْ اَعْرَضَ عَنْ ذِكْرِیْ فَاِنَّ لَهٗ مَعِيْشَةً ضَنْكًا وَّ نَحْشُرُهٗ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ اَعْمٰى (طٰهٰ ع ۷)	اور جس نے میری یاد سے مُنہ پھیرا پس بلاشبہ اس کے لئے معیشت تنگ کردوں گا یعنی اس کی زندگی تنگ ہو جائے گی۔ اور قیامت کے دِن ہم اسے اندھا کر کے اُٹھائینگے۔

پھر کہا جاتا ہے کھول دو اس کے لئے ایک دروازہ طرف جنّت کے۔ پس کھولا جاتا ہے واسطے اس کے ایک دروازہ طرف جنّت کے۔ پس اُس سے کہا جاتا ہے یہ تھی تیری منزل اور یہی اللہ نے تیرے لئے تیار کیا تھا۔ اگر تو اُس کی فرمانبرداری کرتا۔ یہ سُنکر اس کی حسرت وافسوس میں اضافہ ہوتا ہے۔ پھر کہا جاتا ہے کھول دو اس کے لئے ایک دروازہ طرف آگ کے۔ اور کہا جاتا ہے یہ ہے منزل تیری اور یہی اللہ نے تیرے لئے تیار کیا ہے۔ یہ دیکھ اور سُنکر اس کی حسرت اور اس کا افسوس بڑھ جاتا ہے۔

اُبوعمر ضریر نے کہا میں نے حماد بن سلمہ سے پوچھا کہ کیا یہ اہل قبلہ سے تھے۔ کہا ہاں! ابوعمر نے کہا گویا یہ گواہی وہ غیر یقین پر دیتا تھا۔ یقین اس کے قلب تک نہ پہنچا تھا۔ جیسا کہ لوگوں کو سُنتا تھا کہ کچھ کہتے ہیں ویسا ہی وہ بھی کہتا تھا۔

بزّار نے حضرت عائشہ رضؓ سے روایت کیا ہے کہ "میں نے کہا یا رسول اللہؐ آزمائی جاتی ہے یہ اُمّت اپنی قبروں میں اور میری کیا کیفیت ہو گی جبکہ میں ایک عورت ہوں کمزور" فرمایا :-

يُثَبِّتُ اللّٰهُ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا بِالْقَوْلِ	ثابت رکھتا ہے اللہ اُن لوگوں کو

Marfat.com

الثَّابِتِ فِی الْحَیٰوۃِ الدُّنْیَا وَ فِی الْاٰخِرَۃِ ج (ابراھیم۔ع ۴)	جو ایمان لائے ساتھ قول محکم کے زندگی دُنیا میں اور آخرت میں۔

فِتنہ قبر

یہ جُملہ معاملات جومیّت کے ساتھ قبر میں پیش آتے ہیں اسے فتنہ قبر کہا گیا ہے۔ فِتنہ کہتے ہیں آزمائش کو دیکھو اللہ تعالیٰ نے مُوسیٰ علیہ السّلام کے حق میں سُورہ طٰہٰ (رکوع ۲) میں ارشاد فرمایا ہے :۔

وَفَتَنّٰكَ فُتُوْنًا	اور آزمایا ہم نے تجھ کو آزمانا

یعنی ہم نے تم کو خوب آزمایا۔ قبر میں بیٹھتے ہی آفتاب کا غروب ہوتے ہوئے اور نمازِ عصر کا وقت جاتے ہُوئے نظر آنا۔ ایک آزمائش ہے جس سے ایک پختہ نمازی اور نماز میں تساہل کرنے والے کی عادت کا امتحان ہوتا ہے۔ مُنکر و نکیر کا مہیب صُورتوں میں آکر ڈانٹنا اور جھنجھوڑ کر سوالات کرنا ایک بہت بڑی آزمائش ہے۔ جس میں وہی لوگ ثابت قدم رہتے ہیں۔ جن پر اللہ تعالیٰ کا فضل ہوتا ہے۔ سفر بعد الموت میں قبر پہلی منزل ہے اور نہایت ہی کڑی منزل ہے جو اسے آسانی سے طے کر گیا اُسے آگے بھی آسانی ہے اور جس نے اس میں ٹھوکر کھائی اُس کے لئے آئندہ بھی مُشکلات ہی مُشکلات کا سامنا ہے۔

حضرت عثمان رضؓ کا جب کسی قبر پر گذر ہوتا تو آپؓ اس قدر روتے کہ اُن کی داڑھی تر ہو جاتی۔ لوگوں نے دریافت کیا۔ کہ آپ جنّت و دوزخ کا ذِکر کرتے ہیں تو نہیں روتے، قبر پر کھڑے ہو کر کیوں اس قدر روتے ہیں۔ جواب دیا کہ مَیں نے پیغمبرِ خُدا صلّے اللہ علیہ وآلہ وسلّم سے سُنا ہے۔ کہ منازلِ آخرت میں قبر پہلی منزل ہے۔ اگر اس سے کسی نے نجات پائی تو بعد کی منزلیں آسان تر ہیں اور اگر اس سے نجات نہ پائی تو بعد کی منزلیں سخت تر ہیں۔ پھر فرمایا کہ رسُولِ خُدا صلّی اللہ علیہ وآلہ وسلّم فرماتے تھے۔ کہ میں نے کبھی نہیں دیکھی کوئی جگہ اس سے سخت تر

(یعنی قبر)   (ترمذی)

فتنۂ قبر سے محفوظ کون ہیں؟

مگر اللہ نے اپنی رحمت کاملہ سے اپنے بعض بندوں کو فتنۂ قبر سے مُستثنیٰ فرما دیا ہے یہ استثنیٰ بعض لوگ اپنے اعمال کے صلہ میں حاصل کر لیتے ہیں۔ بعض لوگ بوجہ برداشت کرنے تکالیف و مصائب کے موت میں یا قبل موت۔ اور بعض لوگ مُبارک اوقات کی برکت سے جن میں کہ انتقال ہُوا ہو۔ احادیث سے ثابت ہے کہ (۱) صدّیق (۲) شہداء (۳) مرابط اور (۴) ایام مُبارک میں فوت ہونے والے فتنۂ قبر سے محفوظ رہتے ہیں۔

صدّیق

لُغت میں صدّیق نہایت درجہ سچ بولنے والے کو کہتے ہیں۔ مگر اصطلاحِ شریعت میں اس کا استعمال کسی قدر وسیع معنوں میں کیا جاتا ہے۔ شاہ عبدالعزیز صاحب قدس سرہٗ تفسیرِ عزیزی میں ارشاد فرماتے ہیں کہ "صدّیق وہ ہے جس کی قوتِ نظریہ مثل قوتِ نظریہ انبیاء کامل ہو اور صداقت سے اس کی طبیعت کو اس قدر مناسبت ہو کہ ابتدائے عمر سے اُسے جھوٹ بولنے اور دُو رویہ بات کرنے سے اجتناب رہا ہو۔ معاملاتِ دین میں اخلاص کلّی برتتا ہو، جس میں ہوائے نفسانی کا شائبہ تک نہ ہو"۔ شاہ عبدالقادر صاحبؒ "موضح القرآن" میں کسی قدر جامع بلیغ اور سادے الفاظ میں فرماتے ہیں کہ صدّیق وہ ہیں کہ "جو وحی میں آئے اُن کا جی آپ اُس پر گواہی دے"۔ ان کا مرتبہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام کے بعد اور شہداء سے افضل ہے چنانچہ قرآن پاک میں صدّیق کو شہداء پر مقدم کیا گیا ہے۔ فرماتا ہے

Marfat.com

اللہ عزّوجل :-

فَاُولٰٓئِكَ مَعَ الَّذِيْنَ اَنْعَمَ اللّٰهُ عَلَيْهِمْ مِّنَ النَّبِيّٖنَ وَ الصِّدِّيْقِيْنَ وَ الشُّهَدَآءِ وَ الصّٰلِحِيْنَ ۚ

(النساء۔ ع ۹)

پس یہ لوگ ساتھ ان لوگوں کے ہیں۔ کہ نعمت کی ہے اللہ نے اُوپر ان کے پیغمبروں سے اور صدیقوں سے اور شہداء سے اور صالحین سے۔

شہداء

شہید اُسے کہتے ہیں۔ جو اللہ کی راہ میں مارا جائے جو مردانِ خدا اپنی مخلصانہ جانبازی کا انتہائی ثبوت اللہ کے راستہ میں پیش کر دیتے ہیں۔ ان کا مرتبہ اللہ کے نزدیک نہایت اعلیٰ ہوتا ہے۔ ان کو مُردہ کہنے کی ممانعت ہے۔

وَلَا تَقُوْلُوْا لِمَنْ يُّقْتَلُ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ اَمْوَاتٌ ؕ بَلْ اَحْيَآءٌ وَّلٰكِنْ لَّا تَشْعُرُوْنَ ۝

(البقرۃ۔ ع ۱۹)

اور جو لوگ اللہ کی راہ میں مارے جائیں ان کی نسبت یہ نہ کہنا کہ وہ مرے ہوئے ہیں بلکہ وہ زندہ ہیں (وہ مُردہ نہیں) لیکن تم نہیں سمجھتے۔

وہ زندہ ہیں اور بارگاہِ الٰہی سے اُنھیں رزق عطا ہوتا ہے :-

وَلَا تَحْسَبَنَّ الَّذِيْنَ قُتِلُوْا فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ اَمْوَاتًا ؕ بَلْ اَحْيَآءٌ عِنْدَ رَبِّهِمْ يُرْزَقُوْنَ ۝

(آل عمران ع ۱۷)

اور جو لوگ راہِ مولیٰ میں قتل کئے گئے انھیں مُردہ تصوّر نہ کرنا (وہ مرے ہوئے نہیں ہیں) بلکہ وہ زندہ ہیں اپنے رب کے مقرب ہیں ان کو رزق بھی مل رہا ہے۔

معمولی درجہ کے مسلمانوں کو بھی موت کے بعد ایک زندگی ہے، مگر شہداء کو بعد

Marfat.com

شہادت کے جو زندگی نصیب ہوتی ہے وہ ایک نہایت ممتاز حیثیت رکھتی ہے۔ جس کو عوام الناس نہیں سمجھتے۔

اگلی اُمتوں میں کوئی شہید نہ تھا مگر وہی جو خُدا کی راہ میں مارا جائے۔ اُمتِ محمدیہ کو اللہ نے یہ خصوصیت بخشی ہے کہ اس میں بعض لوگ ایسے بھی ہیں جو اللہ کے راستہ میں قتل نہیں ہوئے مگر ثواب اور فضیلت کے اعتبار سے شہداء کے گروہ میں شامل کر لئے گئے ہیں۔ چنانچہ ان کی تفصیل حسب ذیل ہے :-

١ جو راہِ خُدا میں مَر جائے۔
٢ جو پانی میں غرق ہو کر مرے۔
٣ جو طاعون سے مرے۔
٤ جو پیٹ کی بیماری میں مرے۔
٥ جو آگ میں جل کر مرے۔
٦ جو عورت کہ نفاس میں مرے۔
٧ جو مکان میں دب کر مرے۔
٨ جو عارضہ سِل میں مرے۔
٩ جو مرض ذات الجنب میں مرے۔
١٠ جو بے قصور قید کیا جائے اور قید ہی میں مَر جائے۔
١١ جو اپنے اہل و عیال کے بچانے میں مارا جائے۔
١٢ جو اپنا دِین بچانے کی وجہ سے مارا جائے۔
١٣ جو اپنا مال بچانے میں قتل کیا جائے۔
١٤ جو اپنا خون بچانے میں مارا جائے۔
١٥ جس کو اس کا اُونٹ یا گھوڑا مار ڈالے۔
١٦ جو سانپ بچھو وغیرہ کے کاٹے سے مَر جائے۔
١٧ جسے کسی درندے نے پھاڑ کھایا ہو۔

Marfat.com

۱۸ جو کسی جانور پر سے گر کر مرگیا ہو۔

۱۹ جو حلق میں تھوک اٹک جانے سے مرگیا ہو۔

۲۰ وہ عاشق جو خدا کے خوف سے اپنی معشوقہ سے پرہیزگار رہا۔ اور کسی معصیت میں مُبتلا نہ ہُوا (مگر اس حدیث کی صحت میں بعض محدثین نے کلام کیا ہے)۔

۲۱ جو کسی معاملہ میں ظُلم سے قتل کیا جائے۔

۲۲ جو اپنے پڑوسی کے بچانے میں مارا جائے۔

۲۳ جو حالتِ طالب علمی میں مرگیا ہو۔

۲۴ جو اپنے گھر بار سے نکل کر حالتِ سفر میں مرگیا ہو۔

۲۵ جو تپ میں مرے۔

۲۶ جو کنوئیں وغیرہ میں گر کر مرے۔

۲۷ وہ غیرت دار عورت جو اپنے خاوند کے ناموس کی حفاظت میں مرجائے۔

۲۸ جو امر بالمعروف ونہی المنکر کرے۔

۲۹ جو شخص کہ صدقِ دل سے اللہ سے شہادت کا سوال کرے۔

۳۰ جو شخص ہر مہینہ میں تین روزے رکھے۔ اور صلوٰۃ ضحیٰ اور وتر کی محافظت کرے۔ یعنی پابندی کے ساتھ ادا کرتا رہے۔

۳۱ جو صبح وشام میں تین مرتبہ اَعُوْذُ بِاللّٰہِ السَّمِیْعِ الْعَلِیْمِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْم پڑھ کر سُورۃ حشر کی آخری تین آیتیں پڑھ لیا کرے۔

۳۲ جو گھوڑے کی پیٹھ پر مرگیا اور وہ حالتِ موت میں راضی تھا۔

۳۳ جو مرض الموت میں لَآ اِلٰہَ اِلَّآ اَنْتَ سُبْحٰنَکَ اِنِّیْ کُنْتُ مِنَ الظّٰلِمِیْنَ پڑھتا رہا ہو۔

۳۴ جو بہ نیتِ ثواب اذان کہا کرتا ہو۔

۳۵ مائد فی البحر یعنی دریا میں جسے چکر آتے ہوں اور استفراغ ہوتا ہو۔

۳۶ جو شخص ہر روز پچیس ۲۵ بار اَللّٰھُمَّ بَارِکْ لِیْ فِی الْمَوْتِ وَفِیْمَا بَعْدَ الْمَوْتِ

Marfat.com

پڑھ لیا کرے۔

۳۷ مُردہ سُنّت کا جلانے والا۔ اس کے لئے سو شہید کا ثواب آیا ہے۔

۳۸ سچا اور متدیّن تاجر۔

۳۹ اشیائے خورد و نوش کا کسی اور شہر سے مُسلمانوں کے شہر میں لانے والا۔

۴۰ جس نے جنابت دُور کرنے کے لئے ٹھنڈ میں غسل کیا ہو اور سردی کھا کر مر گیا ہو۔

۴۱ سَو مرتبہ روزانہ پیغمبرِ خُدا صلّے اللہ علیہ و آلہ وسلّم پر دُرود بھیجنے والا۔

۴۲ بریق۔ یعنی جو بجلی کے گرنے سے مَر جائے۔

رسُولِ مقبول صلّی اللہ علیہ و آلہ وسلّم نے ایک مرتبہ یہ بھی فرمایا کہ میری اُمّت کے مومن شہید ہیں۔ پھر آپؐ نے یہ آیت پڑھی :۔

وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا بِاللّٰهِ وَرُسُلِهٖٓ اُولٰٓئِكَ هُمُ الصِّدِّيْقُوْنَ ۖ وَالشُّهَدَآءُ عِنْدَ رَبِّهِمْ ۚ (الحدید ۔ع ۲)	اور جو لوگ اللہ اور اسکے رُسولوں پر ایمان رکھتے ہیں یہی لوگ اپنے پروردگار کے ہاں صدّیقوں اور شہیدوں میں (شمار) ہونگے۔

گویا ہر مومن صدّیق ہے اور شہید ہے۔

مگر ایمان شرط ہے اور ایمان بھی اتنا پُختہ اور کامل کہ اللہ کے راستہ میں قربان ہو جانے کے لئے، اُس کی راہ میں گردن کٹا دینے اور اپنے آپ کو میٹ دینے کے لئے قلب میں پوری پوری آمادگی ہو گو امتحان کا موقع نہ آنے پایا ہو۔

مرابط

مرابط اُنھیں کہتے ہیں جو خُدا کی راہ میں مُلازمت کرتے ہیں۔ مثلاً اسلامی ممالک کی سرحدوں پر محافظت و نگرانی کے لئے تعینات کئے جاتے ہیں۔

Marfat.com

آنحضرت صلّی اللہ علیہ وآلہ وسلّم نے نماز کا اِنتظار کرنے والوں کے حق میں بھی فرمایا ہے فَذَالِکُمُ الرِّبَاطُ نماز کا اِنتظار بھی رِباط ہے۔ رباط فی سبیل اللہ کے ساتھ اسے تشبیہ دی گئی ہے۔

ایّام مُبارک میں اِنتقال

ایّام مُبارک میں فوت ہونے والے وہ ہیں جن کا اِنتقال :-

1. شب جُمعہ یا روزِ جمُعہ
2. ماہِ رمضان
3. ذی الحجّہ کے دس دِن
4. عیدالفِطر و عیدُ الاضحیٰ
5. اور یومِ عاشورہ

میں ہُوا ہو۔

نابالغ بچے

نابالغ بچّے کے قبر میں سوال کئے جانے کے متعلق علماء میں اختلاف ہے۔

مندرجہ بالا فہرستیں مکمّل نہیں۔ اللہ کی رحمت نہایت وسیع ہے، وہ اپنے جس بندہ کے ساتھ جو سلوک چاہے کرے۔ نہ اُسے کوئی روک سکتا ہے نہ ٹوک سکتا ہے۔

خُلاصہ

اِس باب کا ملخص یہ ہے کہ میّت کو بعد تدفین کے ضغطہ قبر سے سابقہ پڑتا ہے۔

Marfat.com

پھر اُس کے اعمال صُورت اِختیار کر کے اُس کے پاس آتے ہیں۔ اس کے بعد مُنکر نکیر آکر اس کا اِمتحان لیتے ہیں۔ جنھیں اللہ چاہتا ہے ان اِمتحانوں اور آزمائشوں سے مُستثنےٰ کر دیتا ہے، بالآخر نیک بختوں کے تعلّقات جنّت سے اور بدبختوں کے تعلّقات دوزخ سے قائم ہو جاتے ہیں۔

Marfat.com

برزخ

برزخ کے لفظی معنی ہیں پردہ اور اصطلاح میں برزخ اُس زمانے کو کہتے ہیں۔ جو انسان پر اُس کی موت اور قیامت کے درمیان آتا ہے۔

وَكُنْتُمْ اَمْوَاتًا فَاَحْيَاكُمْ ج ثُمَّ يُمِيْتُكُمْ ثُمَّ يُحْيِيْكُمْ ثُمَّ اِلَيْهِ تُرْجَعُوْنَ ○ (البقرۃ ع ۳)	اور تم بے جان تھے (اِس دُنیا میں آنے سے پہلے) تو اس نے تم کو جان بخشی۔ پھر تم کو موت دے گا پھر تمھیں زندہ کرے گا۔ پھر اسی کے پاس لے جاتے جاؤ گے۔

اِس تقسیم کے اعتبار سے اِنسان پر تین زمانے گذرتے ہیں۔ ایک دُنیا میں آنے سے قبل جس کی بابت فرمایا گیا ہے كُنْتُمْ اَمْوَاتًا۔ دُوسرا دُنیا میں پیدا ہونے سے لے کر موت تک جس کی بابت اِرشاد ہوا ہے۔ کہ فَاَحْيَاكُمْ تیسرا مَرنے کے بعد جس کی طرف ثُمَّ يُمِيْتُكُمْ سے لے کر ثُمَّ اِلَيْهِ تُرْجَعُوْنَ تک اِرشاد کیا گیا ہے۔

دُنیا میں آنے اور اس سے قبل کے درمیان اِنسان ماں کے پیٹ میں رہتا ہے۔ یہ ایک پردہ ہے درمیان دو زمانوں کے۔ پھر دُنیا سے کوچ کرنے اور قیامت کا صُورسُن کر میدانِ حشر میں اللہ رب العزت کے سامنے کھڑے ہونے کے درمیان ایک زمانہ ہے جو پردہ ہے درمیان ان دونوں زمانوں کے۔ اسی پردہ کو برزخ کہتے ہیں:۔

وَمِنْ وَّرَآئِهِمْ بَرْزَخٌ اِلٰى يَوْمِ	اور ان کے پیچھے برزخ ہے (جہاں

Marfat.com

يُبْعَثُونَ ○ (مومنون ع ۶)	وہ) اس دن تک کہ (دوبارہ) اُٹھائے جائیں گے (رہیں گے)

جس طرح ماں کے پیٹ میں بچّہ دُنیا سے ایک مناسبت پیدا کرتا ہے اُسی طرح برزخ میں اہلِ قبور آخرت سے مناسبت پیدا کرتے ہیں۔ وسعت کے اعتبار سے جو مناسبت دُنیا کو ماں کے پیٹ سے ہے وہی مناسبت برزخ کو دُنیا سے ہے۔ اور چونکہ وہ اس دُنیا سے ایک بالکل جُداگانہ عالم ہے یہاں کے ہیئت دان، سائنس دان طبقہ نے اُس عالم کے متعلق اِسی عالم کے تجربوں سے جو معلومات قوانینِ قدرت کے متعلق حاصل کی ہے، وہ اُس عالم کے معاملات میں راست نہیں آسکتی۔ اس کے ایک جُداگانہ عالم ہونے ہی کا یہ نتیجہ ہے کہ وہاں کے معاملات سے کماحقہٗ آگاہی اِس عالم میں محض اِسی عالم کا رہ کر حاصل نہیں ہوسکتی۔ اس عالم میں رہ کر اُس عالم کے ساتھ مناسبت پیدا کرنے والوں کو وہاں کے متعلق جو انکشافات و ادراکات ہوجاتے ہیں وہ صفحۂ کاغذ پر لاکر دوسروں تک پہنچا دینا خود اُن لوگوں کی بھی قدرت سے باہر ہے۔ اِس لئے اِس قسم کی تالیفات میں صرف اسی پر اکتفا کیا جاسکتا ہے کہ جس قدر حضور رسُولِ مقبول صلّی اللہ علیہٖ آلہٖ وسلّم اور صحابہ و تابعین و تبع تابعین و ائمہ مسلمین و اولیائے صالحین رضی اللہ عنہم اجمعین نے بیان فرما دیا ہے اُسے ہدیۂ ناظرین کر دیا جائے۔

ابتدائی معاملات

عالمِ برزخ کے ابتدائی معاملات کا کسی قدر علم تو ان احادیث سے ہو چکا ہے جن کا ذکر اس سے قبل اس رسالہ میں آچکا ہے اُن سے کم از کم اس قدر یقین ہو جانا لازمی ہے۔ کہ برزخ میں ایک زندگی ہے۔ احساسات ہیں ادراکات ہیں۔ راحت ہے یا تکلیف ہے۔ ان کیفیات کی کسی قدر تفصیل آگے بیان کی جاتی ہے۔

Marfat.com

برزخ کے ہم جلیس

مومن برزخ میں تنہا نہیں ہوتا اُس کے ساتھ اس کے اعمال اچھی صُورتیں اختیار کر کے اس کے ہم جلیس و مونس رہتے ہیں۔

قیس بن عاصم منقریؓ سے روایت ہے کہ رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وآلہ وسلّم نے اُن سے فرمایا" اے قیس۔ چارہ نہیں ہے تیرے لئے ایک ساتھی کے بغیر کہ وہ تیرے ہمراہ دفن کیا جائے گا۔ درآنحالیکہ وہ زندہ ہوگا۔ اور تُو جو اسکے ہمراہ دفن ہوگا مُردہ ہوگا پس اگر وہ کریم ہے تو تیرا اکرام کرے گا اور اگر لئیم ہے تو تجھے سونپ دے گا (یعنی تیری مدد نہ کرے گا) پھر وہ محشور نہ ہوگا مگر ہمراہ تیرے اور تو مبعوث نہ ہوگا مگر ہمراہ اُس کے اور تو نہ پُوچھا جائے گا مگر اُس سے (یعنی اس کی بابت) سو تُو نہ کر اس کو مگر صالح کیونکہ اگر وہ صالح ہے تو تو اس سے اُنس پکڑے گا اور اگر وہ فاحش ہے تو تُو اس سے وحشت کرے گا اور وہ تیرا فعل ہے (یعنی تیرے اعمال ہوں گے جو صُورت اختیار کئے ہونگے)۔

دیلمی نے ابن عباسؓ سے روایت کیا ہے۔ کہ رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وآلہ وسلّم نے فرمایا۔ کہ "جب مرتا ہے عالِم تو اللہ اُس کے عِلم کو صُورت بخشتا ہے اُس کی قبر میں۔ اور اُس سے اُس کو اُنس دیتا ہے تا روزِ قیامت۔ اور اس کو زمین کے کیڑوں سے محفوظ رکھتا ہے۔

صُحبتِ ارواح

صِرف یہی نہیں کہ مومن اپنے ہی اعمال میں محو اور اپنی ہی دلچسپیوں میں مستغرق رہتا ہے۔ بلکہ رُوحیں ایک دُوسرے کو پہچانتی بھی ہیں۔ اور اُن کی آپس میں مُلاقات ہوتی رہتی ہے۔

Marfat.com

جابرؓ سے مروی ہے کہ رسولِ خدا صلّی اللہ علیہ وآلہ وسلّم نے فرمایا کہ اچھا کفن دو اپنے مُردوں کو کیونکہ وہ آپس میں فخر کرتے ہیں۔ اور ایک دُوسرے کی زیارت کرتے ہیں اپنی قبروں میں۔ (مُراد اچھے کفن سے صاف، پاک اور سُتھرے سے ہے نہ کہ قیمتی)۔

ابن سیرینؒ سے مروی ہے کہ وہ اچھے کفن کو محبُوب رکھتے تھے اور فرماتے تھے کہ مُردے ایک دُوسرے کی اپنے کفنوں میں زیارت کرتے ہیں۔

ترمذی وابن ماجہ ومحمدؒ بن یحییٰ وابن ابی الدنیا وبیہقی نے ابوقتادہؓ سے روایت کیا ہے کہ رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وآلہ وسلّم نے فرمایا ہے کہ "جب والی ہو ایک تم میں سے اپنے بھائی کا تو چاہیئے کہ اُس کو اچھا کفن دے۔ کیونکہ وہ ایک دُوسرے کی زیارت کرتے ہیں اپنی قبروں میں۔"

راشد بن سعدؒ کہتے ہیں کہ ایک شخص کی بی بی کا انتقال ہُوا۔ اُس شخص نے خواب میں کئی عورتوں کو دیکھا۔ مگر ان کے ہمراہ اپنی بی بی کو نہ پایا۔ تو پُوچھا کہ وہ تمہارے ساتھ کیوں نہیں۔ اُنھوں نے کہا تم نے اُس کے کفن میں قصور کیا ہے۔ اس لئے وہ ہمارے ساتھ نکلتی ہُوئی شرماتی ہے۔ وہ شخص نبی صلّی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کی خدمت میں حاضر ہُوا اور آپؐ کو اس کی خبر دی۔ آپؐ نے فرمایا:

اُنْظُرْ هَلْ اِلٰی ثِقَةٍ مِّنْ سَبِيْلٍ | دیکھو کوئی ثقہ آدمی جانیوالا ہے

پھر وہ ایک انصاری کے پاس آیا جو ایک قریب المرگ تھا۔ اور اُس سے واقعہ بیان کیا۔ انصاری نے کہا۔ اگر کوئی مُردوں کو پہنچاتا ہوگا تو میں پہنچا دوں گا۔ پھر وہ انصاری مرگیا۔ یہ شخص دو کپڑے زعفران میں رنگے ہُوئے لایا۔ اور اُن کو انصاری کے کفن میں رکھ گیا۔ جب رات ہوئی تو اُس نے عورتوں کو (خواب میں) دیکھا۔ اُن کے ساتھ اُس کی عورت بھی تھی جس پر دو زرد کپڑے تھے (سیوطیؒ نے اسے مرسل بیان کیا ہے)۔

ابن الجوزی نے کتاب "عیون الحکایات" میں محمدؒ بن یوسفؒ سے روایت کیا ہے کہ مقام قیساریہ میں ایک عورت کا انتقال ہُوا۔ اُس کی بیٹی نے خواب میں اُسے دیکھا کہ یہ کہہ رہی ہے "بیٹیا۔ تم نے مجھے تنگ کفن میں کفنایا اور میں اپنے ساتھ والی عورتوں سے شرماتی

ہُوں۔ فلاں عورت فلاں دِن ہمارے پاس آئے گی۔ فلاں مقام پر میری چار اشرفیاں رکھی ہیں۔ تم اُن کا کفن خریدو اور اُس عورت کے ساتھ میرے پاس بھیج دو۔" لڑکی کا بیان ہے کہ میں نہ جانتی تھی کہ اُس مقام پر وہ اشرفیاں ہوں۔ مگر میں نے دیکھا تو اشرفیاں پائیں اور جس عورت کا میری ماں نے ذکر کیا۔ وہ اُس دن اچھی خاصی تھی۔ مگر بعد میں بیمار ہو گئی۔ محمّدؒ بن یوسفؒ بیان فرماتے ہیں۔ کہ میرے پاس لوگ آئے اور اُنھوں نے یہ سارا قصہ مجھے سُنا کر پُوچھا کہ کیا کرنا چاہیئے۔ مجھے وہ حدیث یاد آ گئی جس میں وارد ہُوا ہے کہ مُردے اپنے کفنوں میں ایک دوسرے کی زیارت کرتے ہیں۔ میں نے کہا تم اُس کے لئے کفن خریدو۔ لڑکی اُس عورت کے پاس گئی اور کہا کہ اگر موت کا حادثہ ہو تو میں اپنی ماں کے پاس کفن بھیجوں گی اسے تم انھیں پہنچا دینا۔ پھر وہ عورت اُسی دن مری جس دن کہ اس کا مَرنا خواب میں بتلایا گیا تھا۔ پھر اُس خریدے ہُوئے کفن کو اُس کے کفن میں رکھ دیا۔ بیٹی نے اپنی ماں کو پھر خواب میں دیکھا تو ماں نے کہا کہ "بیٹی۔ فلاں عورت ہمارے پاس آ گئی اور کفن مجھ کو پہنچ گیا۔ کیا اچّھا کفن ہے۔ اللہ تجھ کو جزائے خیر دے۔"

طبرانی اور ابوبکر البرقی نے لکھا ہے۔ کہ ابُو عمروؓ کے باپ کہتے ہیں کہ جب اہبان بن صیفی غفاری صاحب رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم پر گرانی ہُوئی (یعنی قریبُ المرگ ہوئے) تو اپنے گھر والوں کو اُنھوں نے حکم دیا۔ کہ جب ان کو کفنائیں تو قمیص نہ پہنائیں۔ ان کے اہل کہتے ہیں۔ کہ ہم نے اُنھیں قمیص پہنا دی۔ صبح ہُوئی تو ہمیں قمیص میز پر رکھی ہوئی ملی۔

ابن النجار سے نقل ہے کہ ایک شخص کا انتقال ہُوا اور اس کے کفن خانہ سے ایک کفن نکالا گیا (اگلے زمانہ میں دستور تھا۔ کہ کفن کا کمرہ جُدا ہوا کرتا تھا) وہ کفن اس کی مقدار سے زیادہ نکلا میں نے زیادہ کو قطع کر دیا۔ جب رات ہوئی تو میرے پاس خواب میں ایک شخص آیا اور کہنے لگا۔ کہ تُو نے اللہ کے وَلی سے کفن میں بُخل کیا۔ ہم نے تجھے تیرا کفن واپس کر دیا اور اُسے ہم نے جنّت کے کفن میں کفنا دیا۔" پس میں صبح کو ڈرتا ڈرتا کفن خانہ میں گیا، دیکھا تو اُس میں کفن پڑا ہُوا تھا۔

صُحبتِ اعزاء

مَیّت کے گھرانے کے متوفی لوگ۔ اُس کے عزیز و اقارب واحباب اُس سے ملتے ہیں
اِس دُنیا کے حالات و معاملات اُس سے دریافت کرتے ہیں۔ اپنے بیٹے کی مُلاقات سے
وہ بہت خوش ہوتا ہے۔ شہداء کو پہلے سے علم ہو جاتا ہے۔ کہ ان کے بھائی بندوں میں
کون کون بعد میں اُن کے پاس آئیں گے۔ اور وہ اس خوشخبری سے بہت خوش ہوتے ہیں:

وَيَسْتَبْشِرُونَ بِالَّذِينَ لَمْ يَلْحَقُوا بِهِمْ (آلِ عمران ع ۱۷)

اور جو لوگ اُن کے پیچھے رہ گئے اور (شہید ہو کر) ان میں شامل نہیں ہو سکے ان کی نسبت خوشیاں منا رہے ہیں۔

کی تفسیر میں سدیؒ نے فرمایا ہے۔ کہ شہید کے پاس ایک کتاب لائی جاتی ہے جس میں
اُن لوگوں کا ذکر ہوتا ہے جو اُس کے بھائی بندوں میں سے اُس کے پاس آنے والے ہیں۔ اور وہ
اس خوشخبری سے ایسا خوش ہوتا ہے۔ جیسے اِس دُنیا میں غائب شخص کے گھر والے اس
کے واپس آنے سے خوش ہوتے ہیں۔

صُحبتِ ملائکہ

علاوہ اپنی ہم جنس ارواح سے میل جول ہونے کے ملائکہ سے بھی رابطہ ضبط رہتا
ہے۔ بلکہ برزخ عالم ملکوت ہی سے ہے۔

ترمذی نے حضرت ابُو ہریرہؓ سے روایت کیا ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے
فرمایا۔ "میں نے جعفرؓ کو دیکھا۔ کہ فرشتوں کے ساتھ جنّت میں اُڑتے پھرتے ہیں۔"

حاکم نے ابنِ عباسؓ سے روایت کیا ہے۔ کہ فرمایا رسُولِ خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے

Marfat.com

کہ "میں آج کی رات داخل ہوا جنت میں، میں نے اُس میں نظر دوڑائی تو جعفرؓ فرشتوں کے ساتھ اڑتے پھر رہے تھے۔ اور حمزہؓ ایک تخت پر تکیہ لگائے ہوئے تھے"۔ اور کئی آدمیوں کا ان کے اصحاب میں سے ذکر کیا۔

برزخ و دُنیا کے تعلقات

قطع نظر اس امر کے کہ برزخ والوں کا ایک عالم ہی جدا ہے۔ اُنھیں اس دُنیا کے ساتھ بھی تعلقات رہتے ہیں۔ جن کی مختلف صُورتیں ہیں۔

ایک صُورت

ایک صُورت یہ ہے کہ ہر روز یہاں سے رُوحیں وہاں پہنچتی رہتی ہیں۔ اور جیسا کہ اُوپر بیان ہو چکا ہے۔ نو وارد رُوحوں سے یہاں کے حالات وہاں والوں کو معلوم ہوتے رہتے ہیں۔

دُوسری صورت بذریعہ رویاء

دُوسری صُورت تعلقات کے قائم رہنے کی بذریعہ خواب کے ہے۔ بعض لوگ خواب کو ایک خیالی اور ناقابلِ اعتماد چیز سمجھنے کے عادی ہیں۔ مگر اسلام میں مُبشّرات یعنی رویائے صادقہ و رویائے صالحہ خاص اہمیّت رکھتی ہیں۔ رسُولِ خدا صلّی اللہ علیہ و آلہ وسلّم نے انھیں پیغمبری کا چھیالیسواں حصہ فرمایا ہے۔

ترمذی نے عبادہ بن صامت سے روایت کیا ہے۔ کہ فرمایا رسُولِ خدا صلّی اللہ علیہ و آلہ وسلّم نے کہ خواب مومن کا ایک کلام ہے کہ کلام کرتا ہے بندہ سے ربّ اُس کا خواب میں"۔

Marfat.com

وہ محض ایک خواب ہی تھا۔ جسے دیکھ کر ابراہیم علیہ السلام اپنے چہیتے بیٹے کو اپنے ہاتھ سے اللہ کی راہ میں ذبح کرنے کے لئے لے گئے تھے اور ان کی انتہائی قلبی و فعلی آمادگی کو دیکھ کر اللہ ربّ العزت پکار اُٹھا:-

قَدْ صَدَّقْتَ الرُّؤْيَا ۚ إِنَّا كَذَٰلِكَ نَجْزِي الْمُحْسِنِينَ ۝
(والصّفٰت - ع ۳)

تم نے خواب کو سچا کر دکھایا ہم نیک لوگوں کو ایسا ہی بدلہ دیا کرتے ہیں۔

سورۂ زمر میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:-

اَللّٰهُ يَتَوَفَّى الْاَنْفُسَ حِيْنَ مَوْتِهَا وَالَّتِيْ لَمْ تَمُتْ فِيْ مَنَامِهَا ۚ فَيُمْسِكُ الَّتِيْ قَضٰى عَلَيْهَا الْمَوْتَ وَيُرْسِلُ الْاُخْرٰى اِلٰى اَجَلٍ مُّسَمًّى ۭ
(الزمر - ع ۵)

اللہ لوگوں کے مرنے کے وقت انکی رُوحیں قبض کر لیتا ہے اور جو مرے نہیں (انکی رُوحیں) سوتے میں (قبض کر لیتا ہے) پھر جن پر موت کا حکم فرما چکا ہے ان کو روک رکھتا ہے اور باقی رُوحوں کو ایک معیّنہ وقت تک چھوڑ دیتا ہے۔

اس آیت کی تفسیر میں ابن عباسؓ سے مروی ہے کہ مجھے یہ بات پہنچی ہے کہ زندوں اور مُردوں کی رُوحیں خواب میں آپس میں ملتی ہیں اور اُن میں باہم باتیں چیتیں ہوتی ہیں۔ پس اللہ مُردوں کی رُوحوں کو روک رکھتا ہے اور زندوں کو چھوڑ دیتا ہے طرف اُن کے اجساد کے (ابن مندہ و طبرانی)۔

سدیؒ نے اس آیت کی تفسیر میں کہا ہے۔ کہ زندوں کی رُوحیں جب نیند میں قبض کر لیتا ہے تو وہ رُوحیں مُردوں کی رُوحوں سے ملتی ہیں۔ اور باہم تعارف پیدا کرتی ہیں۔ پھر زندوں کی رُوحیں ان کے جسم کی طرف پھیر دی جاتی ہیں۔

امام سیوطیؒ فرماتے ہیں کہ ابن سیرینؒ سے مروی ہے کہ میت خواب میں جو کچھ تجھ سے بیان کرے وہ سچ ہے۔ کیونکہ وہ سچے گھر میں ہیں۔

Marfat.com

عبداللہ بن عمرو بن عاصؓ فرماتے ہیں۔ کہ روحیں خواب میں چڑھائی جاتی ہیں طرف آسمان کے۔ اور مامور ہوتی ہیں ساتھ سجدہ کے نزدیک عرش کے جو طاہر ہوتا ہے وہ سجدہ کرتا ہے نزدیک عرش کے اور جو طاہر نہیں ہوتا وہ سجدہ کرتا ہے عرش سے دُور (بیہقی فی شعب الایمان)۔

خزیمہؓ کہتے ہیں کہ میں نے خواب میں دیکھا گویا میں سجدہ کر رہا ہوں نبی صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی پیشانی مبارک پر۔ میں نے آپ کو اس کی خبر دی۔ آپؐ نے فرمایا۔ بیشک رُوح البتہ ملتی ہے رُوح سے (النسائی)

بُخاری و مُسلم نے حضرت ابوہریرہؓ سے روایت کیا۔ کہ فرمایا رسُول خدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کہ جو شخص مجھ کو خواب میں دیکھے اُس نے دیکھا مجھ کو ٹھیک۔ اِس لئے کہ شیطان میری صُورت نہیں بنتا۔

چند خواب

ذیل میں چند دلچسپ و نتائج بخش خواب درج کئے جاتے ہیں۔ جن میں اس عالم والوں کی اُس عالم والوں سے مُلاقات ہُوئی۔

۱ ابوعلی شبوئیؒ فرماتے ہیں۔ کہ رسُول خدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کو خواب میں میں نے دیکھا۔ عرض کیا کہ مروی ہے کہ آپ نے فرمایا بوڑھا کر دیا مجھ کو سُورہ ہود نے۔ سو کس چیز نے آپ کو بوڑھا کر دیا۔ کیا قصص انبیاء و ہلاکت اُمم نے۔ فرمایا نہیں بلکہ اس قول نے :۔

فَاسْتَقِمْ كَمَآ اُمِرْتَ وَمَنْ تَابَ مَعَكَ وَلَا تَطْغَوْا ؕ اِنَّهٗ بِمَا تَعْمَلُوْنَ بَصِيْرٌ ۝ (ھُود۔ ع ۱۴)	تو (اے پیغمبر) آپ اور آپکے ساتھ توبہ کرنیوالے استقامت حاصل کریں (اُس امر پر) جیسا کہ آپکو حکم ہو چکا ہے اور حد سے تجاوز نہ کرنا وہ تمہارے سب اعمال کو دیکھ رہا ہے۔

❷ ابُوسعید خرازؒ فرماتے ہیں :میں نے رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو خواب میں دیکھا عرض کیا یا رسُول اللہ آپ مجھ کو معذور رکھیں، اللہ کی محبت نے مجھے آپ کی محبت کی مُہلت نہ دی۔ فرمایا" مُبارک ہو جس نے اللہ کو دوست رکھا اُس نے مجھے دوست رکھا ؛" (مکارم الاخلاق)

❸ صالح مُریؒ فرماتے ہیں۔ میں نے خواب میں رسُولِ خدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کو قرآن سُنایا۔ آپؐ مجھ سے ارشاد فرمانے لگے" اے صالح ! یہ تو قرأت ہُوئی رونا کہاں ہے ؟ ؛" (مکارم الاخلاق)

❹ عبدالواحد بن زید کا بیان ہے کہ میں حج کے ارادے سے نکلا۔ ایک شخص میرے ساتھ ہولیا جو ہر نشست و برخاست و حرکت و سکون میں درُود شریف پڑھتا رہتا تھا۔ میں نے اُس سے وجہ دریافت کی۔ تو اُس نے کہا کہ میں نے اوّل مرتبہ مکہ معظمہ کا سفر کیا۔ تو میرا باپ بھی میرے ہمراہ تھا۔ جب ہم مکہ معظمہ سے واپس ہُوئے۔ تو راستہ میں ایک مقام پر ہم دونوں سو گئے۔ میں نے خواب میں دیکھا کہ ایک شخص مجھ سے کہہ رہا ہے۔ کہ اُٹھ تیرے باپ کو خدا نے موت دی اور اُس کا مُنہ کالا کر دیا۔ میں ڈرتے ڈرتے اُٹھا اور والد کے چہرے سے کپڑا اُٹھا کر دیکھا تو واقعی وہ مُردہ تھا اور مُنہ سیاہ تھا۔ مجھ پر خوف اور غم سوار ہوا۔ اسی غم میں تھا کہ مجھ کو پھر نیند آگئی۔ خواب میں دیکھا کہ میرے باپ کے سر پر چار حبشی لوہے کے سونٹے لئے کھڑے ہیں۔ اتنے میں ایک شخص بزرگ نہایت حسین سبز جوڑا پہنے ہُوئے تشریف لائے اور اُن حبشیوں سے کہا کہ الگ ہٹو اور اپنا دست مُبارک میرے باپ کے مُنہ پر پھیر کر میرے پاس تشریف لائے اور فرمایا کہ اُٹھ تیرے باپ کا مُنہ اللہ تعالیٰ نے سفید کر دیا۔ میں نے عرض کیا کہ آپ پر میرے ماں باپ قربان آپ کون ہیں ؟ فرمایا کہ میں محمد رسُول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) ہُوں۔ میں نے اُٹھ کر جو باپ کا مُنہ دیکھا تو واقعی نورانی پایا۔ اُس روز سے

Marfat.com

میں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر درود بھیجنا موقوف نہیں کیا۔

(احیاء العلوم)

۵ عبداللہ بن صالح صوفی رح کہتے ہیں کہ بعض اصحاب حدیث خواب میں دیکھے گئے اُن سے پوچھا گیا اللہ نے تمہارے ساتھ کیا سلوک کیا۔ کہا بخش دیا بسبب درود بھیجنے کے اپنی کتابوں میں رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم پر۔

(ابن عساکر)

۶ حضرت ابن عباس رضؓ ایک مرتبہ نیند سے بیدار ہوئے۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّآ اِلَیۡہِ رَاجِعُوۡنَ پڑھ کر فرمانے لگے کہ بخدا امام حسین علیہ السّلام شہید ہو گئے۔ یہ معاملہ آپ نے شہادت کی خبر پہنچنے سے قبل دیکھا تھا۔ آپ کے یاروں نے نہیں مانا تو آپ نے فرمایا کہ میں نے خواب میں آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کو دیکھا کہ ایک شیشے میں خون لئے ہیں اور فرماتے ہیں کہ تجھے معلوم نہیں کہ میری اُمت نے میرے بعد کیا کیا۔ میرے لڑکے حسینؑ کو شہید کیا۔ یہ اُس کا اور اُس کے ساتھیوں کا خون ہے۔ اس کو اللہ تعالیٰ کے سامنے لے جاؤں گا۔ چوبیس روز بعد آپ کی شہادت کی خبر آئی۔ تب معلوم ہوا کہ جس روز ابن عباس رضؓ نے یہ خواب دیکھا تھا اُسی روز شہادت واقع ہوئی تھی۔

(احیاء العلوم)

۷ ابو یزید بن طیفور بسطامی رح فرماتے ہیں کہ میں نے حضرت علی بن ابی طالب کرم اللہ وجہہ کو خواب میں دیکھا۔ عرض کیا یا امیر المومنین آپ مجھے کوئی ایسا کلمہ سکھائیں جو مجھ کو نفع دے۔ فرمایا "کیا اچھی ہے تواضع اغنیا کی واسطے فقراء کے اور اُمید اللہ سے ثواب کی۔" عرض کیا اور زیادہ فرمائیں۔ فرمایا "اس سے بھی بہتر ہے فخر فقراء کا اغنیا پر اُس چیز کے اعتماد پر جو اللہ کے پاس ہے۔" عرض کیا اور زیادہ فرمائیے۔ تو آپ نے اپنی ہتھیلی کھول دی اُس میں سنہری حروف میں لکھا ہوا تھا۔

Marfat.com

قَدْ كُنْتَ مَيِّتًا فَصِرْتَ حَيًّا وَعَنْ قَرِيْبٍ تَكُوْنُ مَيِّتًا

فَابْنِ بِدَارِ الْبَقَآءِ بَيْتًا وَاهْدِمْ بِدَارِ الْفَنَآءِ بَيْتًا

(یعنی تو مُردہ تھا۔ پھر زندہ ہوگیا اور عنقریب تو مُردہ ہو جائیگا سو تو دار البقاء میں گھر بنا۔ اور دارِ فنا کا گھر ڈھا دے) (ابنِ عساکر)

۸ ابوبکر فزاریؒ فرماتے ہیں۔ کہ مجھے پہنچا ہے۔ کہ بعض اخوانِ احمد بن حنبلؒ نے اُن کو خواب میں دیکھا اور پوچھا کہ "اے احمد اللہ نے تمہارے ساتھ کیا برتاؤ کیا۔" احمد بن حنبلؒ نے فرمایا۔ اللہ نے مجھے اپنے رُوبرو کھڑا کیا اور مجھ سے فرمایا اے احمد۔ تُو نے صبر کیا ضرب و تشدد پر اور قائم رہا اپنے قول پر اور اس سے ... ہوا کہ میرا کلام منزل غیر مخلوق ہے۔ قسم ہے میری عزت کی البتہ میں تجھے اپنا کلام سُناؤں گا قیامت تک۔ پس میں اپنے رب عزوجل کا کلام سُنا کرتا ہوں۔"

(ابنِ عساکر)

۹ احمد بن حنبلؒ فرماتے ہیں۔ کہ مَیں نے شافعیؒ کو خواب میں دیکھا۔ مَیں نے اُن سے پُوچھا کہ اللہ نے تمہارے ساتھ کیا سلوک کیا۔ فرمایا مجھے بخش دیا اور مجھ پر تاج رکھا اور میرا نکاح کر دیا اور مجھ سے فرمایا "یہ اس سبب ہے کہ تُو نے فخر نہ کیا اُس چیز کے ساتھ جس سے مَیں نے تجھے راضی کیا اور تکبر نہ کیا اُس چیز میں جو مَیں نے تجھے دی۔"

(ابنِ عساکر)

۱۰ عبد الرحمٰن بن زید بن اسلمؒ فرماتے ہیں کہ مَیں نے اپنے باپ کو خواب میں دیکھا۔ اُن کے سر پر ایک لمبی ٹوپی تھی مَیں نے کہا آپ کے رب نے آپ کے ساتھ کیا کیا۔ کہا: "مجھے زینتِ علم سے مزین کیا۔" مَیں نے کہا مالک بن انسؒ کہاں ہیں؟ کہا "مالک؟ فوق! فوق!" (یعنی اُوپر! اُوپر) وہ فوق فوق کہتے رہے اور اپنا سر اُٹھاتے رہے۔ یہاں تک کہ ٹوپی اُن کے سر سے گر گئی۔ (ابنِ عساکر)

۱۱ عبد الوہاب شعرانیؒ اپنی کتاب میں تحریر فرماتے ہیں کہ امام غزالیؒ کو بعد موت کے خواب میں دیکھا۔ پُوچھا کہ اللہ نے آپ کے ساتھ کیا سلوک کیا۔ کہا مجھے بخش دیا

Marfat.com

بسبب میرے صبر کرنے کے کتابت میں۔ جب کوئی مکھی قلم پر بیٹھ کر سیاہی پیتی تو جب تک وہ خود پی کر اُڑ نہ جاتی میں لکھنے سے باز رہتا۔"

⑫ ابو جعفر صید لانیؒ فرماتے ہیں کہ مَیں نے آنحضرت صلّی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کو خواب میں دیکھا۔ کہ ایک جماعت دُرویشوں کی آپؐ کے گِرد ہے، اسی اثنا میں آسمان پھٹا اور اُس سے دو فرشتے کہ ایک کے ہاتھ میں طشت دُوسرے کے ہاتھ میں آفتابہ تھا اُترے۔ طشت والے نے اپنا طشت آنحضرت صلّی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کے سامنے رکھ دیا۔ آپؐ نے اپنے ہاتھ مُبارک دھوئے۔ پھر ارشاد فرمایا تو اَوروں نے بھی ہاتھ دھوئے۔ پھر طشت میرے سامنے رکھا گیا۔ تو ایک فرشتے نے دُوسرے سے کہا کہ اسکے ہاتھ پر پانی مت ڈال۔ یہ ان میں سے نہیں ہے۔ میں نے آپ کی خِدمت میں عرض کیا۔ یا رسُول اللہ (صلّی اللہ علیہ وآلہ وسلّم) کیا آپؐ سے یہ روایت نہیں ہے کہ آپؐ نے فرمایا اَلْمَرْءُ مَعَ مَنْ اَحَبَّ (یعنی آدمی اُس کے ساتھ ہے جس سے دوستی رکھّے)" آپؐ نے فرمایا" بیشک ایسا ہی ہے۔" مَیں نے عرض کیا۔ تو میں آپؐ سے اور ان دُرویشوں سے محبّت رکھتا ہُوں۔ آپؐ نے اُس فرشتے کو ارشاد فرمایا کہ اس کے ہاتھ پر بھی پانی ڈال۔ یہ بھی انھیں میں سے ہے۔ (احیاء العلوم)

⑬ احمد بن ابی الحواریؒ فرماتے ہیں۔ کہ میں نے خواب کی حالت میں ایک لونڈی کو دیکھا جس سے زیادہ خوبصورت میں نے کوئی لونڈی نہ دیکھی۔ اُس کا مُنہ نُور سے چمک رہا تھا۔ مَیں نے پُوچھا کہ تیرے مُنہ کی چمک کا کیا باعث ہے۔ اُس نے کہا آپ کو یاد ہے کہ ایک رات آپ روئے تھے۔ میں نے کہا مجھے یاد ہے۔ اُس نے کہا کہ میں نے آپ کے آنسو لے کر اپنے مُنہ پر مَل لئے تھے اُسی سے میرا مُنہ ایسے چمکنے لگا۔ (احیاء العلوم)

⑭ کتانیؒ نے حضرت جنیدؒ کو خواب میں دیکھا اور پُوچھا کہ خُدا تعالیٰ نے آپ کے ساتھ کیا معاملہ کیا۔ فرمایا کہ "وہ اِرشادات تباہ ہو گئے اور نہ وہ عبادتیں کام آئیں۔ صرف دو رکعتیں جو ہم رات کو پڑھا کرتے تھے۔ وہی ہم کو ملیں"۔ (احیاء العلوم)

۱۵ ابُوسلیمان دارانیؒ کو خواب میں دیکھا۔ پُوچھا کہ اللہ تعالیٰ نے آپؒ کیا سلوک کیا۔ فرمایا "مجھ پر رحم کیا۔ مگر جتنا ضرر کہ ہم کو لوگوں میں شہرت پانے سے ہُوا اُتنا کسی اور چیز سے نہیں ہُوا۔" (احیاء العلوم)

۱۶ ایوّب سختیانیؒ کسی گنہگار کے جنازہ کو دیکھ کر اپنے دروازہ کے اندر چلے گئے تاکہ اس کی نماز نہ پڑھنی پڑے۔ بعض لوگوں نے اُسے خواب میں دیکھا اور پُوچھا کہ کیا گذری۔ اُس نے کہا "اللہ تعالیٰ نے مجھے بخش دیا۔ اور ایوّب سے کہدینا کہ اگر رحمتِ الٰہی کے خزانے تمہارے قابو میں ہوتے تو اُن کے ختم ہو جانے کے خوف سے تم اُن کو روک رکھتے۔" (احیاء العلوم)

۱۷ ابو یعقوب تازیؒ کہتے ہیں کہ مَیں نے خواب میں ایک شخص گندم گوں کشیدہ قامت کو دیکھا کہ لوگ اُس کے پیچھے جا رہے ہیں۔ مَیں نے پُوچھا کہ یہ کون ہیں۔ لوگوں نے کہا "حضرت اویس قرنی رضؓ" میں بھی آپ کے پیچھے ہو لیا۔ اور عرض کرنے لگا کہ مجھے کوئی نصیحت فرمائیے۔ آپ نے مجھ سے ناک چڑھائی۔ میں نے عرض کیا کہ میں راہ نہیں جانتا۔ آپ سے رہنمائی چاہتا ہُوں۔ اگر آپ مجھے راہ بتا دیں گے تو اللہ تعالیٰ آپ کو جزا دے گا۔ آپ میری طرف متوجہ ہُوئے اور فرمایا کہ محبّت کے وقت اللہ تعالیٰ کی رحمت کو طلب کرو۔ اور نافرمانی کے وقت اس کے بدلہ لینے سے خوف کرو۔ اس اثنا میں اُس سے اُمید مت منقطع کرو۔" پھر آپ مُنہ پھیر کر چل دیئے اور مجھ کو چھوڑ گئے (احیاء العلوم)

۱۸ عبدالعزیز بن عمر بن عبدالعزیزؒ کہتے ہیں کہ میں نے اپنے باپ کو بعد اُس کی وفات کے خواب میں دیکھا۔ اور پُوچھا کہ آپ نے کس عمل کو افضل پایا۔ فرمایا کہ "استغفار کو۔" (ابن عساکر)

۱۹ عبدالملک لیثیؒ کہتے ہیں۔ میں نے عامر بن قیس کو خواب میں دیکھ کر پُوچھا کہ تم نے کیا پایا۔ کہا خیر۔ پُوچھا کس عمل کو افضل پایا؟ کہا ہر وہ عمل جس سے اللہ عزوجل کی خوشنودی مقصود ہو۔ (ابن ابی الدنیا)

Marfat.com

۲۰ مالک بن دینار فرماتے ہیں میں نے محمد بن واسع کو جنت میں دیکھا اور محمد بن سیرین کو جنت میں دیکھا میں نے کہا حسن (بصری) کہاں ہیں؟ کہا نزدیک سدرۃ المنتہٰی کے"۔ (ابن ابی الدنیا)

۲۱ سہیل حزم کے بھائی بیان کرتے ہیں۔ کہ میں نے مالک بن دینار کو بعد موت کے خواب میں دیکھا۔ پوچھا آپ کس چیز کے ساتھ اللہ کے حضور میں حاضر ہوئے۔ فرمایا "ساتھ ذنوب کثیرہ کے حسن ظن باللہ نے ان کو مجھ سے مٹا دیا"۔ (ابن عساکر)

۲۲ اصمعیؒ اپنے باپ سے روایت کرتے ہیں۔ کہ ایک شخص نے جریر خطفی کو خواب میں دیکھا۔ پوچھا تمہارے رب نے تمہارے ساتھ کیا کیا، کہا بخش دیا بسبب ایک تکبیر کے جو میں نے پشت آب پر جنگل میں کہی تھی۔ پوچھا تمہارے بھائی فرزدق کا کیا حال ہے۔ کہا وہ اپنے اشعار میں پرہیزگار عورتوں پر تہمت لگایا کرتا تھا۔ اس کے اس فعل نے اُسے ہلاک کر دیا"۔ (ابن عساکر)

۲۳ اسمٰعیل بن ابراہیمؒ فرماتے ہیں کہ میں نے حافظ ابوعبداللہ حاکمؒ کو خواب میں دیکھا۔ پوچھا آپ کے نزدیک کون سا فرقہ زیادہ قریب ہے بہ اعتبار نجات کے۔ کہا اہلِ سُنّت۔ (ابنِ عساکر)

۲۴ سلیمان عمریؒ فرماتے ہیں کہ میں نے ابوجعفر قاری یزید بن قعقاع کو خواب میں دیکھا۔ کہ کہتے ہیں۔ "تو میری طرف سے میرے بھائی بندوں کو سلام کہہ دے۔ اور انھیں خبر کر دے کہ اللہ نے مجھے شہداء میں داخل کر دیا جو زندہ ہیں اور رزق دیئے جاتے ہیں۔ اور ابوحازم کو میرا سلام کہہ، اور اس سے کہدے کہ ابوجعفر تجھ سے کہتا ہے۔ کہ ہوشیار رہ کیونکہ اللہ اور اس کے فرشتے تیری مجلس کو عشیات (یعنی درمیان مغرب وعشاء) میں دیکھتے ہیں"۔ (ابنِ عساکر)

۲۵ محمد بن سیرین فرماتے ہیں کہ میں نے کثیر بن افلح کو خواب میں دیکھا اور وہ حرّہ کے دن مارے گئے تھے۔ میں نے کہا کیا تم مارے نہیں گئے۔؟ کہا ہاں۔ میں نے کہا تم نے کیا کیا۔ کہا خیر ہے۔ مَیں نے کہا تم شہداء سے ہو، کہا نہیں مسلمان

جس وقت باہم قتال کرتے ہیں۔ اور ان کے درمیان لوگ مارے جاتے ہیں۔ تو وہ شہداء نہیں ہوتے بلکہ مُدباہوتے ہیں (ابن ابی شیبہ) (ابن ابی الدنیا)

۳۶ ختنام، بشر حافیؒ کے بھانجے کہتے ہیں۔ کہ میں نے اپنے ماموں کو خواب میں دیکھا اور ان سے پُوچھا۔ کہ اللہ نے آپ کے ساتھ کیا سلوک کیا۔ کہا بخش دیا اور جو کچھ کہ اللہ نے ان کا اکرام فرمایا اُسے بیان کیا۔ مَیں نے پُوچھا اللہ تعالیٰ نے آپ سے کچھ فرمایا بھی۔ کہا ہاں۔ مجھ سے فرمایا۔ کہ اَے بشر! تو نے مجھ سے حیا نہ کی کہ یہ سارا ڈرنا تو ایک نفس پر ڈرا جو کہ میرا ہے۔ یعنی تو مجھ سے اس قدر ڈرا۔ اور میری صفتِ حلم و صفتِ رحیمی کی وسعت کا خیال نہ کیا۔

(ابنِ عساکر)

۳۷ ابُو عبید اللہ بن حربویہؒ فرماتے ہیں۔ کہ ایک شخص سری سقطیؒ کے جنازہ پر حاضر ہُوا۔ رات کو اُس نے اُن کو خواب میں دیکھا۔ پُوچھا اللہ نے آپ کے ساتھ کیا کیا۔ فرمایا مجھے بخش دیا۔ اور اُن کو بھی جو میرے جنازہ پر حاضر ہُوئے اور مجھ پر نماز پڑھی۔ اُس نے کہا میں بھی اُن میں سے ہُوں جنھوں نے آپ پر نماز پڑھی۔ اور آپ کے جنازہ پر حاضر ہوئے۔ انھوں نے ایک لکھا ہُوا کاغذ نکالا۔ اور اُس پر نظر دوڑائی۔ تو اُس کا نام نہ پایا۔ اُس نے کہا مگر میں تو حاضر تھا۔ اُنھوں نے پھر دیکھا تو ناگاہ اس کا نام حاشیہ میں تھا۔ (ابنِ عساکر)

۳۸ علی بن موفق فرماتے ہیں۔ میں نے خواب میں دیکھا کہ میں جنّت میں گیا ہُوں۔ دیکھا کہ بشر بن حارثؒ دسترخوان پر بیٹھے ہیں۔ اور دو فرشتے دائیں بائیں سے اُن کو جمیع طیبات سے لُقمہ کھلا رہے ہیں اور وہ کھا رہے ہیں۔ امام احمد بن حنبلؒ کو دیکھا۔ کہ بابِ جنّت پر کھڑے ہیں۔ اور لوگوں کے چہروں کا تفحص کر کے بعض کو جنّت میں داخل کر رہے ہیں اور بعض کو دروازہ سے واپس کر رہے ہیں۔ پھر میں خطیرۃ القدس کی طرف آیا۔ تو دیکھا کہ عرش میں ایک شخص آنکھیں پھاڑے ہُوئے اللہ کو دیکھ رہا ہے۔ مَیں نے رضوان سے پُوچھا

Marfat.com

کہ یہ کون ہیں۔ جواب ملا کہ حضرت معروف کرخیؒ ہیں۔ انھوں نے اللہ کی عبادت کو نہ خوفِ نار سے کیا نہ شوقِ جنت سے بلکہ محض اللہ کی حُبّ سے۔ اِس لئے اللہ نے قیامت تک انھیں اپنے پر نظر کرنے کی اجازت دی ہے۔

(مکارم الاخلاق)

۲۹ یزید بن مخلد طرطوسیؒ فرماتے ہیں۔ کہ میں نے ابوزرعہ کو بعد موت کے خواب میں دیکھا۔ کہ سماء دُنیا پر ایک ایسی قوم کے ساتھ نماز پڑھ رہے ہیں۔ جو سفید کپڑے پہنے ہے۔ اُن پر بھی سفید کپڑے ہیں۔ اور وہ نماز میں رفع یدین کرتے ہیں۔ میں نے کہا اے ابُوزرعہ یہ لوگ کون ہیں؟۔ کہا فرشتے۔ مَیں نے پُوچھا تم نے یہ رُتبہ کس سبب سے پایا۔ کہا بسبب رفع یدین کے نماز میں۔ میں نے کہا جہمیہ نے تو ہمارے اصحاب کو رَیّ (ایک مقام کا نام ہے) میں ایذا دی ہے۔ اُنھوں نے کہا "چُپ رَہ احمد بن حنبلؒ نے اُن پر اوپر سے پانی بند کر دیا ہے"۔ (ابن عساکر)

۳۰ سلفی نے طیورات میں سہیل بن عمار سے روایت کیا ہے۔ کہ میں نے یزید بن ہارون کو اُن کے مَرنے کے بعد خواب میں دیکھا۔ میں نے پُوچھا کہ "اللہ نے تمھارے ساتھ کیا معاملہ کیا"۔ اُنھوں نے کہا "آئے میرے پاس میری قبر میں ۲ دو فرشتے بدخو۔ سخت دِل۔ درشت سخن۔ پس اُنھوں نے کہا کیا ہے دِین تیرا اور کون ہے رَب تیرا اور کون ہے نبی تیرا۔ میں نے اپنی سفید ڈاڑھی پکڑی اور کہا مجھ جیسے شخص سے یہ باتیں پوچھی جاتی ہیں۔ حالانکہ مَیں نے اسّی برس تک لوگوں کو تمھارے جواب کی تعلیم دی ہے۔ پس وہ چلے گئے۔"

۳۱ ابُونعیم نے لیث بن سعد سے روایت کیا۔ کہ ایک شخص اہلِ شام میں سے شہید ہو گیا۔ وہ ہر شب جمعہ کو اپنے باپ کے پاس خواب میں آتا اور اُس سے باتیں کیا کرتا۔ ایک جمعہ کو وہ خواب میں نہ آیا۔ بعد کے جمعہ کو جب آیا۔ تو باپ نے فریاد کی کہ تیرا نہ آنا مجھ پر شاق گُذرا۔ بیٹے نے کہا "میرے نہ آنے کی صِرف یہ وجہ ہوئی۔ کہ شہداء کو حکم ہوا تھا کہ عمر بن عبدالعزیزؒ سے مُلاقات

Marfat.com

کریں۔ چنانچہ ہم جمعہ گذشتہ کو اُن سے ملنے میں مشغول تھے۔" یہ واقعہ عمر بن عبدالعزیز کے انتقال کے زمانہ کا ہے۔

۳۲ ابن ابی الدنیا نے کتاب القبور میں عبداللہ بن نافع مزنیؒ سے روایت کیا ہے۔ کہ مدینہ میں ایک آدمی مرا اور وہیں دفن ہوا۔ ایک شخص نے خواب میں دیکھا۔ کہ اُس پر عذاب ہو رہا ہے۔ اور وہ اہل نار سے ہے۔ چنانچہ اس خواب سے اُسے رنج پہنچا۔ ایک ہفتہ بعد اُسی شخص نے پھر اُسے خواب میں دیکھا۔ اور اب کی مرتبہ اُسے اہل جنّت سے پایا۔ سببِ نجات دریافت کیا۔ تو اُس نے کہا کہ ایک شخص صالحین میں سے ہمارے پاس دفن کیا گیا۔ پس اُس نے اپنے پڑوسیوں سے چالیس آدمیوں کی شفاعت کی۔ میں بھی انھیں میں سے ہوں۔

۳۳ مغیرہ بن حبیبؓ سے مروی ہے۔ کہ شخص مُردہ کو خواب میں دیکھا اُس سے پُوچھا۔ کہ یہ کیا خوشبو ہے۔ جو تیری قبر سے آتی ہے۔ اُس نے کہا "یہ خوشبو تلاوت (یعنی تلاوت قرآن) اور پیاس (یعنی پیاس روزہ) کی ہے۔" (ابن ابی الدنیا)

۳۴ شہر بن حوشب سے مروی ہے۔ کہ صعب بن جثامہؓ اور عوف بن مالکؓ کے درمیان دوستی تھی۔ صعب نے عوف سے کہا۔ کہ "اے میرے بھائی ہم میں سے جو پہلے مرے وہ بعد مرنے کے اپنے دوست کو خواب میں نظر آوے۔" عوف نے کہا "کیا یہ ہوتا ہے؟" صعب نے کہا "ہاں ہوتا ہے۔" پھر صعب کا انتقال ہو گیا۔ عوف نے انھیں خواب میں دیکھا۔ پُوچھا "تمہارے ساتھ کیا معاملہ ہُوا؟" کہا۔ "بعد مشقتوں کے میری مغفرت ہوئی۔" عوف نے ایک سیاہ داغ انکی گردن پر دیکھا۔ تو پُوچھا یہ کیسا داغ ہے۔ انھوں نے کہا "دس دینار ہیں۔ میں نے انکو فلاں یہودی سے قرض لیا تھا۔ وہ میری ترکش میں ہیں۔ اُن دیناروں کو تم اُس یہودی کو دے دینا۔ اور سُن رکھو۔ کہ کوئی حادثہ میرے گھر میں میرے مرنے کے بعد نہیں ہُوا۔ مگر مجھے اس کی خبر مل گئی۔ یہاں تک کہ کئی دن ہوئے میرے گھر کی ایک بلی مر گئی۔ یہ بھی معلوم کر لو کہ میری بیٹی چھٹے دن مر جائے گی تم اُسکے ساتھ

Marfat.com

نیکی کیجیو"۔ صُبح ہوئی تو عوف اُنکے گھر پہنچے ترکش میں دیکھا تو ایک ہمیانی تھی جس میں دس دینار نکلے۔ یہودی کو بُلا کر دریافت کیا اور اُن دیناروں کو اُس کی طرف پھینک دیا۔ پھر گھر والوں سے حالات دریافت کرتے رہے۔ گھر والوں نے وہ تمام واقعات بیان کئے جو صعبؓ کے انتقال کے بعد گھر میں پیش آئے تھے یہاں تک کہ بِلّی کے مَرنے کا ذکر کیا۔ بعد میں عوف نے پُوچھا" میرے بھائی کی بیٹی کہاں ہے؟"۔ وہ اس وقت کھیل رہی تھی۔ اُسے بُلوایا گیا۔ دیکھا تو تپ زدہ تھی۔ عوف نے کہا" اس کے ساتھ نیکی کرو۔" یعنی اس سے نرمی و محبت سے پیش آنا۔ چھٹے دن وہ مرگئی۔ (ابن ابی الدنیا وابن الجوزی)

۳۵ مطرف بن عبداللہؒ فرماتے ہیں کہ ایک روز میں قبرستان گیا ہُوا تھا ایک قبر کے قریب مَیں نے دو رکعت ایسی خفیف سی پڑھیں کہ ان کی ادائیگی سے میرا جی خوش نہ ہُوا۔ اُس کے بعد میں اُونگھ گیا۔ مَیں نے صاحبِ قبر کو دیکھا کہ وہ مجھ سے کلام کرتا ہے اور کہتا ہے کہ" تُونے ایسی دو رکعت نماز پڑھی کہ تیرا جی خوش نہ ہُوا"۔ میں نے کہا کہ" ہاں ایسا ہُوا"۔ اُس نے کہا" تم عمل کرتے ہو۔ اور جانتے نہیں۔ اور ہم جانتے ہیں اور عمل کرنے کی طاقت نہیں رکھتے۔ البتہ میرا دو رکعت نماز پڑھنا مثل تیری دو رکعت کے مجھے ساری دُنیا سے محبُوب تر ہے۔" میں نے پُوچھا۔ یہاں کون لوگ ہیں۔ کہا۔" سب کے سب مُسلمان ہیں اور سارے کے سارے خیر کو پہنچے۔" مَیں نے پُوچھا۔ اِس جگہ افضل کون ہے؟ اُس نے ایک قبر کی طرف اشارہ کیا۔ میں نے اپنے جی میں کہا۔" یا اللہ تو اس کو میری طرف نکال دے۔ کہ میں اُس سے بات کروں۔" اس قبر سے ایک جوان آدمی نکلا۔ میں نے کہا۔ جو لوگ یہاں ہیں ان میں تُو افضل ہے؟" کہا کہ" لوگ ایسا کہتے ہیں۔" میں نے پُوچھا" تُو اس مرتبہ کو کس سبب سے پہنچا۔ کیونکہ واللہ تیرے لئے وہ سن و عمر نہیں دیکھتا ہُوں کہ میں کہوں تُونے اس مرتبہ کو کثرتِ حج و عمرہ و جہاد فی سبیل اللہ اور دیگر عمل سے پایا ہے۔" اُس نے جواب دیا کہ" مَیں مُصیبتوں میں مُبتلا ہوا۔ پھر میں

اُن پر صبر دیا گیا۔ اِس سبب سے میں ان سے بہتر ہُوا۔" (بیہقی فی شعب الایمان)

۳۶ بعض اکابر سے مروی ہے کہ جس روز حضرت داؤد طائی کا اِنتقال ہُوا خواب میں دیکھا گیا کہ فرشتے آسمان سے اُترتے ہیں اور چڑھتے ہیں۔ دریافت کیا گیا کہ یہ کونسی رات ہے۔ جواب ملا کہ یہ وہ رات ہے کہ داؤد طائی نے وفات پائی ہے اور ان کے لئے جنّتیں آراستہ کی گئی ہیں۔ (احیاء العلوم)

۳۷ ابوسعید شحامؒ فرماتے ہیں کہ میں نے سہیل صعلوکیؒ کو خواب میں دیکھا اور کہا کہ "اے شیخ"۔ انھوں نے فرمایا کہ "اب شیخ کہنا چھوڑ دو"۔ میں نے کہا کہ "جو حالات میں نے آپ کے دیکھے تھے اُن کی وجہ سے میں یہ کہتا ہُوں۔ فرمایا کہ "وہ کچھ کام نہ آئے"۔ میں نے پُوچھا کہ "پھر خُدائے تعالیٰ نے آپ کے ساتھ کیا معاملہ کیا؟" فرمایا کہ "مجھ کو اُن مسائل کے ثواب میں بخش دیا جو فلاں بڑھیا پُوچھا کرتی تھی"۔ (احیاء العلوم)

تیسری صُورت بذریعہ زائرین

تیسری صُورت مُردوں اور زندوں میں تعلقات قائم رہنے کی یہ ہے کہ زیارت کرنے والے جب قبروں پر زیارت کرنے جاتے ہیں تو مُردوں کو ان کا عِلم ہوتا ہے وہ اُنھیں پہچان لیتے ہیں۔ اُن کا سلام سُنتے ہیں اور جواب دیتے ہیں۔

حضرت عائشہ رضؓ سے مروی ہے۔ کہ رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وآلہ وسلّم نے فرمایا کہ نہیں ہے کوئی آدمی کہ زیارت کرے اپنے بھائی کے قبر کی اور اُس کے پاس بیٹھے مگر وہ اُنس پاتا ہے۔ اور اس پر رَدّ کرتا ہے (یعنی جواب دیتا ہے) یہاں تک کہ کھڑا ہو۔

(ابن ابی الدنیا)

ابوہریرہؓ سے مروی ہے۔ کہ جس وقت آدمی کسی قبر پر گذرتا ہے۔ جس کو پہچانتا ہے۔ پھر اُس پر سلام کرتا ہے تو وہ اُس کو سلام کا جواب دیتا ہے اور اُسے پہچانتا ہے۔ اور جب

Marfat.com

کسی قبر پر گذرتا ہے جس کو نہیں پہچانتا پھر اُس پر سلام کرتا ہے۔ تو وہ اُس کو سلام کا جواب دیتا ہے۔ (ابن ابی الدنیا و بیہقی)

عبید اللہ بن مرزوق رضؓ سے روایت ہے۔ کہ ایک عورت مدینہ کی مسجد میں جھاڑو دیا کرتی تھی وہ مرگئی۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو اس کا علم نہ ہُوا۔ آپؐ اس کی قبر پر سے گذرے تو دریافت فرمایا۔ کہ یہ کس کی قبر ہے۔ صحابہ نے عرض کیا "اُمّ محجن کی"۔ فرمایا "وہ جو مسجد میں جھاڑو دیا کرتی تھی"؟ صحابہ نے عرض کیا ہاں۔ پس آپؐ نے لوگوں کی صف باندھی اور اس پر نماز پڑھی۔ پھر فرمایا (قبر میں کی میّت کو مخاطب کرکے) کہ تو نے کون سے عمل کو افضل پایا۔ صحابہ نے عرض کیا "یارسُول اللہؐ کیا وہ سُنتی ہے؟" فرمایا "نہیں ہو تم زیادہ تر سُننے والے اُس سے"۔ پس ذِکر کیا کہ اُس نے آپ کو جواب دیا۔ کہ جھاڑو دینا مسجد کا۔

امام احمد نے حضرت عائشہ رضؓ سے روایت کیا ہے۔ کہ فرمایا اُنھوں نے "کہ تھی مَیں داخل ہوتی اپنے گھر میں کہ اُس میں مدفون تھے رسُولِ خدا صلّے اللہ علیہ وآلہ وسلّم، اس حال میں کہ تحقیق رکھ دیتی کپڑا اپنا (یعنی چادر اپنے اوپر سے اُتار لیتی) اور کہتی کہ سوائے اس کے نہیں کہ مدفون ہیں (یہاں) خاوند میرے (یعنی رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم) اور باپ میرے (یعنی حضرت ابُوبکر صدیق رضؓ) پس جبکہ دفن کیے گئے حضرت عمر رضؓ ساتھ ان کے پس قسم ہے اللہ کی نہیں داخل ہوئی میں گھر میں مگر میں باندھے ہُوئے ہوتی اپنے پر کپڑے اپنے واسطے حیا کے عمر رضؓ سے۔" (مشکوٰۃ)

ترمذی نے ابن ابی مُلکیہ سے روایت کیا ہے کہ وفات پائی عبد الرحمٰن بن ابی بکر رضؓ نے (جو بھائی تھے حضرت عائشہ رضؓ کے) بیح حُبشی کے (جو ایک موضع ہے) اور لائے گئے طرف مکّہ کے۔ پھر دفن کیے گئے مکّہ میں۔ جب آئیں حضرت عائشہ رضؓ مکّہ میں واسطے حج کے تو گئیں عبد الرحمٰن بن ابی بکر کی قبر پر۔ پس کہا شعر

وَكُنَّا كَنَدْمَانَيْ جَذِيمَةَ حِقْبَةً

اور عرصہ دراز سے ہم جذیمہ کے دو ہمنشینوں کے

مِنَ الدَّهْرِ حَتّٰى قِيْلَ لَنْ يَّتَصَدَّعَا

مانند تھے یہاں تک کہ کہا جاتا تھا کہ یہ ہرگز جُدا نہ ہونگے

Marfat.com

فَلَمَّا تَفَرَّقْنَا كَأَنِّي وَ مَالِكًا
پھر جب ہم جُدا ہوئے میں اور مالک
لِطُولِ اجْتِمَاعٍ لَمْ نَبِتْ لَيْلَةً مَعًا
تو باوجود مدت تک ساتھ رہنے کے ایسا معلوم ہوتا ہے کہ ہم نے ایک رات بھی اکٹھی نہ گذاری

پھر فرمایا حضرت عائشہ رض نے قسم ہے اللہ کی اگر حاضر ہوتی میں تیرے پاس وقت مرنے کے نہ دفن کیا جاتا تو مگر اُسی جگہ جہاں مرتا اور اگر حاضر ہوتی میں تیرے پاس وقت وفات کے تو زیارت نہ کرتی میں تیری[1]

مُسلم نے بُریدہ سے روایت کیا ہے کہ رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مُسلمانوں کو تعلیم فرماتے تھے کہ جب گذریں قبروں پر سے تو کہیں :-

اَلسَّلَامُ عَلَيْكُمْ يَآ اَهْلَ الدِّيَارِ مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ وَالْمُسْلِمِيْنَ وَ اِنَّآ اِنْشَآءَ اللّٰهُ بِكُمْ لَاحِقُوْنَ نَسْئَلُ اللّٰهَ لَنَا وَلَكُمُ الْعَافِيَةَ	سَلام ہے تم پر اے اہل دیار مومنوں میں سے اور مسلمانوں میں سے اور اگر چاہا اللہ نے تو تحقیق ہم البتہ ملیں گے ساتھ تمہارے مانگتے ہیں ہم اللہ سے اپنے لئے اور تمہارے لئے عافیت ۔

[1] حضرت عائشہ نے اپنے بھائی مرحوم کے فراق میں جو دو حسب حال ابیات مرحوم پر مخاطب ہوکر پڑھے ہیں وہ ان ابیات میں سے ہیں جو تمیم بن نویرہ نے اپنے بھائی مالک بن نویرہ کے مرثیہ میں کہے تھے جب مالک بن نویرہ کو حضرت خالد ابن ولید رض نے حضرت ابو بکر رض کی خلافت میں قتل کر دیا تو تمیم کہتا ہے کہ میں اور میرا بھائی جزیمہ کے دو وزیروں کی طرح تھے جزیمہ زمانہ سابق میں عراق اور عرب کا مالک تھا۔ اس کے دو وزیر تھے۔ مالک اور عقیل چالیس سال تک یہ دونوں جزیمہ کے پاس رہے۔ بعد میں قتل نے دونوں میں جدائی ڈال دی۔ ان کے قتل کا قصہ مقامات حریری میں مذکور ہے۔ چنانچہ تمیم اپنے بھائی کے مرثیہ میں کہتا ہے کہ ہم اور تم دونوں ہم نشین اور محبت رکھنے والے تھے اور مدت دراز تک جدا نہ ہوتے تھے لوگ اس مدت دراز کی یکجائی و یگانگت دیکھ کر کہتے تھے کہ یہ ہرگز جدا نہ ہوں گے۔ مگر جب مالک کی موت نے ہم دونوں کو آپس میں ایک دوسرے سے جدا کر دیا تو باوجود اس زمانہ دراز کی ہم نشینی و یکجائی کے یہ معلوم ہوتا ہے کہ گویا ہم ایک رات بھی ساتھ نہ رہے اور وہ سارا زمانہ یکجائی جو اس قدر دراز تھا ایک خواب کی طرح ہو گیا۔

Marfat.com

بیہقی فرماتے ہیں۔ کہ "میں نے ابوالبرکات عبدالواحد بن عبدالرحمٰن سے اسکندریہ میں سُنا ہے۔ کہ ان کی والدہ بیان کرتی تھیں۔ کہ انھوں نے اپنی ماں کو فوت ہونے کے بعد خواب میں دیکھا۔ کہ وہ کہتی ہیں۔ بیٹی جس وقت تو میری زیارت کو آئے تو گھڑی بھر بیٹھ کہ میں نظر بھر کر تیری طرف دیکھ لوں۔ پھر تو مجھ پر رحمت بھیج۔ کیونکہ جس وقت تو مجھ پر رحمت بھیجے گی۔ تو رحمت میرے اور تیرے درمیان میں بطور ایک رابطہ کے ہو جائیگی اور تو مجھ سے مشغول ہو جائے گی۔"

حافظ ابن رجبؒ فرماتے ہیں۔ کہ اسد بن موسیٰ کا بیان ہے۔ کہ میرا ایک دوست مر گیا۔ میں نے اُسے خواب میں دیکھا کہ وہ مجھ سے کہتا ہے "سُبحان اللہ تو فلاں دوست کی قبر پر گیا اور تُو نے وہاں پڑھا۔ اُس پر رحمت بھیجی اور میرے پاس نہ آیا۔" میں نے کہا۔ تو نے مجھے کس طرح دیکھا حالانکہ تجھ پر اس قدر مٹی ہے۔" اُس نے کہا۔ "تو نے پانی کو نہیں دیکھا ہے جبکہ وہ شیشہ میں ہو۔" میں نے کہا "ہاں" اُس نے کہا۔ "تو پھر اسی طرح ہم دیکھتے ہیں جو ہماری زیارت کرتا ہے۔"

بعض کو وَمَآ اَنْتَ بِمُسْمِعٍ مَّنْ فِی الْقُبُوْرِ (اور نہیں تو سُنانے والا انکو جو بیچ قبروں کے ہیں) سے مغالطہ ہوا ہے۔ کہ مُردے نہیں سُنتے۔ مگر اس مغالطے کا باعث صرف آیت کی ذرا سی غلط فہمی ہوئی ہے۔ پُوری آیت اور اس سے اُوپر کی تین آئتیں حسب ذیل ہیں:۔

وَمَا یَسْتَوِی الْاَعْمٰی وَالْبَصِیْرُ ۙ وَلَا الظُّلُمٰتُ وَلَا النُّوْرُ ۙ وَلَا الظِّلُّ وَلَا الْحَرُوْرُ ۚ وَمَا یَسْتَوِی الْاَحْیَآءُ وَلَا الْاَمْوَاتُ ؕ اِنَّ اللّٰهَ یُسْمِعُ مَنْ یَّشَآءُ ۚ وَمَآ اَنْتَ بِمُسْمِعٍ مَّنْ فِی الْقُبُوْرِ (فاطر ع ۳)	اور نہیں برابر ہوتا اندھا اور دیکھنے والا اور نہ اندھیرا اور نہ روشنی، اور نہ سایہ اور نہ دُھوپ۔ اور نہیں برابر ہوتے زندے یعنی عالم اور نہ مُردے یعنی جاہل تحقیق اللہ سُنا دیتا ہے جس کو چاہتا ہے، اور نہیں تو سُنانے

Marfat.com

والا انکو کہ بیچ قبروں کے ہیں۔

اُوپر جو ترجمہ دیا گیا ہے۔ شاہ رفیع الدین صاحبؒ کا ہے وہ احیاء سے عالم اور اموات سے جاہل مُراد لیتے ہیں۔ سیاق وسباق عبارت سے بھی اسی کی تصدیق ہوتی ہے جس طرح ان آیات سے اندھے سے مُراد گمراہ اور دیکھنے والے سے راہ پایا ہُوا اور اندھیرے سے مُراد ظلمتِ کفر اور روشنی سے نُورِ ایمان ہے۔ اسی طرح زندے سے مُراد عالم اور مُردے سے مُراد جاہل ہے۔ نہ کہ وہ جو عالمِ ظاہر سے منتقل ہو گئے ہوں چنانچہ سورہ نمل رکوع ۶ میں آیا ہے :۔

اِنَّكَ لَا تُسْمِعُ الْمَوْتٰى وَلَا تُسْمِعُ الصُّمَّ الدُّعَآءَ اِذَا وَلَّوْا مُدْبِرِيْنَ ○ (نمل ع ۶)

تو مُردوں کو نہیں سُنا سکتا اور نہ بہروں کو اپنی پکار سُنا سکتا ہے جس وقت کہ وہ پھر جائیں اپنی پیٹھ پھیر کر۔[لہ]

یہاں بھی سیاق وسباق اسی اَمر پر دلالت کرتے ہیں کہ مُردوں سے مُراد مُردہ دِل گُمراہ ہیں۔ نہ کہ وہ مُردے جن کے جسم حوالۂ گور کر دیئے جاتے ہیں اور بہروں سے مُراد وہ ہیں جو نصیحت سُن کر سُنی اَن سُنی کر دیتے ہیں۔ نہ کہ وہ جو کانوں کے بہرے ہیں اور جنہیں کِسی قسم کی بھی آواز سُنائی نہیں دیتی۔

مثلاً سُورہ بقرہ کے رکوع ۲ میں مُنافقوں کی بابت اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ صُمٌّۢ بُكْمٌ عُمْىٌ فَهُمْ لَا يَرْجِعُوْنَ ○ یعنی بہرے گونگے ہیں اندھے ہیں پس وہ راہِ راست پر نہیں آتے اور سورۃ الحج کے رکوع ۶ میں صاف اِرشاد فرماتا ہے کہ :۔

فَاِنَّهَا لَا تَعْمَى الْاَبْصَارُ وَلٰكِنْ تَعْمَى الْقُلُوْبُ الَّتِىْ فِى الصُّدُوْرِ ○ (الحج ع ۶)

بات یہ ہے کہ کچھ آنکھیں اندھی نہیں ہُوا کرتیں بلکہ دِل جو سینوں میں ہیں وہ اندھے ہو جایا کرتے ہیں۔

جس طرح اس قسم کی جُملہ آیات سے باطن کے بہرے گونگے اندھے مُراد ہیں اسی

لہ اسی کے قریب قریب سورہ روم رکوع ۵ میں بھی آیا ہے اور ایسی ہی سیاق وسباق کے ساتھ

Marfat.com

طرح آیات مندرجہ بالا سے وہ مُردے مُراد ہیں جن پر نصیحت کارگر نہیں ہوتی۔ ان مُردہ دِلوں کی بابت اِرشاد ہوتا ہے۔ کہ اَے محمّد (صلّی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم) تو انھیں نہیں سُنا سکتا۔ کیونکہ وہ ایسے ہیں جیسے قبروں کے مُردے جن کو وعظ ونصیحت کوئی فائدہ نہیں پہنچاتے اور جن پر عمل کا دروازہ بند کر دیا جاتا ہے۔ اُن کا سُننا نہ سُننا برابر ہے۔ اس نہ سُننے کی مثال ایسی ہے، جیسے لوگ کہتے ہیں کہ ہم نے فلاں معاملہ میں فلاں شخص کو اس قدر سمجھایا مگر اس نے ہماری ایک نہ سُنی۔ اس "نہ سُنی" سے مراد نفی مطلق نہیں۔ بلکہ یہ ہے کہ سُننے کا جو اثر ہونا چاہیئے یا سننے سے جو نتیجہ مترتب ہونا چاہیئے وہ نہ ہُوا گویا اس کا سُننا نہ سُننا یکساں رہا۔

اگر وَمَآ اَنۡتَ بِمُسۡمِعٍ مَّنۡ فِی الۡقُبُوۡرِ ﴿﴾ کو اس کے ظاہری لفظی معنوں ہی میں لیا جائے تب بھی اِس آیت میں یہ بھی تو ہے۔ کہ اِنَّ اللّٰہَ یُسۡمِعُ مَنۡ یَّشَآءُ (یعنی تحقیق اللہ سُنا دیتا ہے جس کو چاہتا ہے) جب وہ قادرِ مطلق ہے۔ اور سَب کچھ کر سکتا ہے اور اس آیت میں نہایت صراحت سے اِرشاد بھی فرماتا ہے کہ مَیں جس کو چاہتا ہُوں سُنا دیتا ہوں۔ تو اس سے مُردوں کے لئے سماعت امکان سے خارج کیونکر ہو سکتی ہے اور اس کی نفی کہاں سے پائی جاتی ہے۔ کیونکہ آیت تو یہ صاف کہہ رہی ہے۔ کہ تو نہیں سُنا سکتا۔ میں جسے چاہوں سُنوا دوں۔ آیت کے وہی معنے کئے جائیں جو منکرینِ سماعِ موتیٰ کرتے ہیں یعنی اس کے صرف ایک ٹکڑے کے لفظی معنی سیاق وسباق پر نظر ڈالے بغیر کر دیئے جائیں تو احادیثِ نبویؐ میں تناقض لازم آئے گا۔ جو محال ہے۔ صحیح احادیث سے سماعِ موتیٰ ثابت ہے اور ایسی صُورت میں وہ معنی قطعاً غلط ثابت ہونگے۔ جو صحیح احادیث کی تکذیب و تردید کریں۔ شاہ عبد القادر صاحبؒ موضح القرآن میں اس آیت کے تحت نہایت مختصر اور فیصلہ کُن الفاظ میں رہے سہے شکوک بھی دُور کر دیتے ہیں، لکھتے ہیں۔ کہ اور فرمایا (اللہ تعالیٰ نے) تو نہیں سُناتا قبروں میں پڑوں کو، اور حدیث میں ہے مُردوں سے سلام علیک کرو۔ وہ سُنتے ہیں اور بہت جگہ مُردے کو خطاب کیا ہے۔ اس کی حقیقت یہ ہے۔ کہ مُردہ کی رُوح سُنتی ہے اور قبر میں پڑا ہے دھڑ وہ نہیں سُنتا۔ رُوح مَنۡ فِی الۡقُبُوۡرِ میں سے نہیں ہے اسے قبر سے صرف ایک قسم کا تعلّق ہوتا ہے۔

Marfat.com

احادیث میں زیارتِ قبور کے آداب۔ اہلِ قبور سے تخاطب اور ان کو ایذا نہ دینے کے متعلق جو ہدایات آئی ہیں۔ اُن سے اہلِ قبور کے ساتھ اُسی احترام سے پیش آنے کی تاکید پائی جاتی ہے جس احترام سے لوگوں سے زندگی میں پیش آتے ہیں۔ قبر پر بیٹھنے۔ اسے روندنے اس پر پاخانہ پیشاب کرنے کی صراحتاً ممانعت کر دی گئی ہے۔ مثلاً طبرانی و حاکم و ابن مندہ نے عمارہ بن حزم سے روایت کیا ہے کہ رسُول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مجھ کو ایک قبر پر بیٹھا ہوا دیکھا۔ فرمایا کہ "اُتر پڑ تو قبر کے اُوپر سے۔ صاحب قبر کو ایذا نہ دے وہ تجھے ایذا نہیں دیتا۔" سعید بن منصور سے روایت ہے کہ ابنِ مسعودؓ سے کسی نے قبر کے روندنے کی بابت پُوچھا۔ تو فرمایا "جیسے مومن کی ایذا کو مکروہ رکھتا ہُوں اُس کی حیات میں سو بیشک میں مکروہ رکھتا ہوں اُس کی ایذا کو بعد اُس کی موت کے۔"

چوتھی صُورت

چوتھی صُورت دُنیا اور برزخ کے درمیان تعلقات کی یہ ہے کہ دُنیا والے جو نیک و بد عمل کرتے ہیں وہ برزخ والوں پر پیش ہوتے رہتے ہیں۔

حضرت انسؓ سے مروی ہے کہ رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وآلہ وسلّم نے فرمایا کہ تمہارے اعمال تمہارے مُردہ اقارب پر پیش کئے جاتے ہیں۔ اگر اعمال نیک ہیں تو وہ خوش ہوتے ہیں۔ اور بد ہیں تو کہتے ہیں الٰہی تو ان کو نہ مار یہاں تک کہ ہدایت کر ان کو جیسا کہ ہدایت کیا تُو نے ہم کو۔" (احمد و ترمذی و ابن مندہ)

رسُولِ خدا صلّی اللہ علیہ وآلہ وسلّم نے فرمایا "تمہارے اعمال پیش کئے جاتے ہیں انبیاء پر اور ماں باپ پر دنِ جمعہ کے سو وہ ان کے حسنات سے خوش ہوتے ہیں اور ان کے مُنہ کی سفیدی اور چمک زیادہ ہو جاتی ہے۔ پس تم ڈرو اللہ سے اور اپنے مُردوں کو ایذا نہ دو۔" (ترمذی)

نعمان بن بشیرؓ سے روایت ہے۔ کہ مَیں نے رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کو

سُنا کہ فرماتے تھے۔ "اللہ اللہ یعنی تم اللہ سے ڈرو اپنے اخوان یعنی اہلِ قبور سے (یعنی اپنے مردہ بھائی بندوں کے بارہ میں) کیونکہ تمہارے اعمال پیش کئے جاتے ہیں اُن پر۔"

(ترمذی۔ ابن ابی الدنیا۔ بیہقی)

ابنِ مسعودؓ سے مروی ہے۔ کہ تو صلہ کر اُس شخص سے جس سے تیرا باپ صلہ کرتا تھا۔ اِس لئے کہ صلہ میّت کا اس کی قبر میں یہ ہے کہ تو صلہ کرے اُس شخص کے ساتھ جس شخص سے تیرا باپ سلوک کیا کرتا تھا۔ (ابُونعیم)

ابُو اُسید ساعدیؓ روایت کرتے ہیں۔ کہ ایک شخص نبی صلّی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کی خدمت میں حاضر ہُوا اور عرض کرنے لگا۔ یا رسُول اللہؐ مجھ پر میرے والد کے حقوق میں سے کون کون سے حقوق باقی ہیں بعد اُن کی موت کے۔ فرمایا "ہاں چار حقوق تجھ پر باقی ہیں۔ دُعا و استغفار اُن کے لئے۔ اُن کے وعدے کا وفا کرنا۔ اُنکے دوست کا اکرام کرنا۔ اور وہ صلہ رحم کرنا جو تیرے لئے رحم نہیں مگر جو اُن کی طرف سے ہیں۔ (ابی داوٗد۔ ابن حبان)

ابراہیم بن میسرہ کہتے ہیں کہ "ابُو ایوبؓ قسطنطنیہ تشریف لے گئے۔ تو ایک واعظ پر ان کا گذر ہُوا۔ جو یہ کہہ رہا تھا۔ کہ جس وقت بندہ شروع دن میں عمل کرتا ہے۔ تو وہ عمل شام کو اہلِ آخرت میں سے اُس کے جان پہچان والوں پر پیش کیا جاتا ہے اور جب آخر دن میں عمل کرتا ہے تو صبح کو اُن پر پیش کیا جاتا ہے"۔ ابُو ایوبؓ نے کہا۔ "دیکھ تو کیا کہتا ہے"۔ اُس نے کہا "واللہ، وہ بے شک ایسا ہی ہے۔ جیسا کہ میں کہتا ہُوں"۔ "تو ابُو ایوبؓ نے کہا۔ "الٰہی میں تجھ سے پناہ مانگتا ہُوں۔ تو مجھے رُسوا نہ کر نزدیک عبادہ بن صامتؓ اور سعد بن عبادہؓ کے بسبب اُس عمل کے جو مَیں نے انکے بعد کیا"۔ واعظ نے کہا۔ "واللہ نہیں لکھتا ہے اللہ اپنی ولایت کو واسطے کسی بندے کے مگر اُس کے عیوب کو چھُپاتا ہے اور اس کے اچھے عمل کے ساتھ اُس پر ثنا کرتا ہے۔"

(ابنِ ابی شیبہ۔ ترمذی۔ ابن ابی الدنیا)

حکیم ترمذیؒ فرماتے ہیں۔ کہ رُوحیں برزخ میں جولان کرتی ہیں، تو دیکھتی ہیں احوال دُنیا کو اور فرشتوں کو کہ وہ آسمان میں لوگوں کے احوال کے متعلق بات چیت

Marfat.com

کرتے ہیں۔

احادیث میں مُردوں کو بُرا کہنے کی بھی ممانعت آئی ہے۔ صحیح بُخاری میں حضرت عائشہ رضؓ سے مروی ہے۔ کہ رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وآلہ وسلّم نے فرمایا کہ "تم مُردوں کو گالی نہ دو کیونکہ وہ پہنچ گئے طرف اس کے جو انھوں نے آگے بھیجا۔"

دیلمی نے حضرت عائشہ رضؓ سے روایت کیا ہے۔ کہ نبی صلّی اللہ علیہ وآلہ وسلّم نے فرمایا کہ "میّت کو اس کی قبر میں وہ چیز ایذا دیتی ہے۔ جو اُس کو اُس کے گھر میں ایذا دیتی ہے۔"

قرطبیؒ فرماتے ہیں۔ کہ جائز ہے۔ کہ میّت کو ان امور کی آگاہی بسبب کسی لطیفے کے ہوتی ہو۔ جو اللہ تعالیٰ نے اُسکے لئے ایجاد کر دیا ہو، کوئی فرشتہ ان خبروں کو پہنچاتا ہو۔ یا کوئی علامت، دلیل یا کسی قسم کی کوئی اور چیز اللہ تعالیٰ اس کے لئے مقرر فرما دیتا ہو۔ جسکے ذریعے سے اُسے ان باتوں کی آگاہی حاصل ہوتی رہتی ہو۔

پانچویں صورت بذریعہ کشفِ قبور

پانچویں صورت برزخ و دُنیا کے تعلقات کی یہ ہے۔ کہ عالم بیداری میں بھی اس دُنیا میں لوگوں کو اہلِ برزخ کی مُلاقات ہوتی رہتی ہے۔ بعض لوگوں کو یہ بات نہایت عجیب معلوم ہوگی اور ان کی عقل اسے آسانی سے قبول کرنے پر آمادہ نہ ہوگی مگر جن کے دماغ ایسے ہیں وہ تو اُوپر کی لکھی ہُوئی باتوں کو بھی قرینِ قیاس نہ سمجھیں گے اور ایک سرے سے خدا۔ خدا کی لاانتہا قدرت۔ نبوّت۔ معجزات۔ کرامات۔ وحی۔ نزولِ قرآن۔ ملائکہ وغیرہ غرضکہ اس قسم کی کسی چیز کے قبول کرنے کے لئے بھی تیار نہ ہوں گے۔ اُنھیں لازم ہے کہ پہلے مُسلمان بنیں۔ بعد میں ان دقائق کے سمجھنے کی کوشش کریں۔ احادیث سے ثابت ہے کہ رسُولِ خدا صلّے اللہ علیہ وآلہ وسلّم کو کشفِ قبور ہُوا کرتا تھا اور اس قسم کے انکشافات حضور صلّی اللہ علیہ وآلہ وسلّم ہی تک محدود نہ تھے بلکہ صحابہ کرام کو بھی ہُوا کرتے تھے اور ان کا ہونا بعید از عقل نہیں خواب کے متعلق اُوپر کسی قدر لکھا جا چکا

ہے۔ تم دیکھتے ہو کہ خواب میں باوجود اس کے کہ تمہاری ظاہری آنکھیں بند ہوتی ہیں۔ اور تمہارے ظاہری کان بند ہوتے ہیں۔ تم بعض امور کا مشاہدہ کرتے ہو۔ تمھیں چیزیں نظر آتی ہیں، اور آوازیں سُنائی دیتی ہیں۔ جس سے تم کو اس نتیجہ پر آنا پڑتا ہے۔ کہ تم میں کوئی چیز ایسی ہے جو سوتے وقت باوجود آنکھ اور کان بند ہونے کے دیکھتی ہے اور سُنتی ہے۔ پس وہی چیز بعض حالات میں عالمِ بیداری میں بھی آنکھ اور کان کھُلے ہُوئے ہونے کے باوجود دیکھ سکتی ہے اور سُن سکتی ہے۔ عموماً عالم بیداری میں تمہارے حواس کا امورِ دنیوی میں مشغول رہنا تمہارے اندر کی اس دیکھنے والی اور سُننے والی چیز کے لئے حجاب ہو جاتا ہے جب سوتے ہو تو وہ حواس کام کرنا بند کر دیتے ہیں اور حجاب اُٹھ جاتا ہے یا علیٰ قدرِ مراتب ہلکا ہو جاتا ہے پس تم کو عالمِ ملکوت کی جھلک کبھی کبھی نظر آجایا کرتی ہے۔ اگر تم نے تزکیۂ نفس اور تصفیۂ باطن میں کوشش کی اور اپنی حالت کو درُست کر لیا اور تم میں یہ استعداد پیدا ہو گئی۔ کہ بیداری میں بھی شہوات نفسی اور اشغالِ دُنیا سے اپنے اندر کی اُس چیز کو محجوب ہونے سے بچائے رکھو۔ تو کوئی وجہ نہیں کہ عالمِ بیداری میں بھی تم کو وہ انکشافات نہ ہوں جو کبھی کبھی معمولی استعداد والوں کو خواب میں ہو جایا کرتے ہیں۔ چنانچہ انبیاء علیٰ نبیّنا وعلیہم الصلوٰۃ والسلام سے حجابات دُور رہتے ہیں۔ اور اُنھیں عالم بیداری میں بھی خواب کے سے انکشافات ہوتے رہتے ہیں۔ اور ان کے انکشافات نہایت مکمّل ہوتے ہیں۔ جن لوگوں کی حالتِ باطنی انبیاء علیہم السّلام کی حالتِ باطنی سے جس قدر زیادہ قریب ہوتی جائے گی وہ انکشافات میں بھی ان سے اُسی قدر قریب ہوتے جائیں گے۔ آئندہ باب میں اس قسم کے چند مشاہدات۔ روایات و حکایات بیان کی جائیں گی۔ جن سے حیات بعد الممات کی ایک جھلک سی نظر آسکے گی۔

خُلاصہ

سطور مندرجہ بالا کا لُب لباب یہ ہے۔ کہ برزخ بمنزل ایک پردہ کے ہے درمیان

Marfat.com

دُنیا کے اور اُس زمانہ کے جو قیامت سے شُروع ہوگا۔ برزخ میں ایک حیات ہے جس میں اِنسان آخرت کے لئے ایک مناسبت پَیدا کرتا ہے اُس میں اُس کے ہم جلیس اُس کے اعمال ہوتے ہیں۔ جو صُورت اِختیار کئے ہوئے ہوتے ہیں۔ اس کے اعزاء اور اس کی ہم جِنس ارواح ہوتی ہیں اور ملائکہ ہوتے ہیں۔ اس کے تعلّقات دُنیا سے بھی قائم رہتے ہیں جس کی صورتیں یہ ہوتی ہیں۔ کہ انوار و ارواح سے یہاں کے حالات معلوم ہوتے رہتے ہیں۔ بذریعۂ رویاء کے پیام و سَلام ہوتے رہتے ہیں۔ بذریعۂ زائرین قبور یہاں سے ایک لگاؤ سا رہتا ہے۔ یہاں والوں کے اعمال منجانب اللہ اُن پر پیش ہوتے رہتے ہیں اور بذریعۂ کشفِ قبور یہاں والوں اور وہاں والوں میں تعلّق رہتا ہے۔

مشاہداتِ روایات

(۱) روایت ہے جابرؓ سے کہ ملے مجھے رسُولِ خدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلّم پس فرمایا۔ ”اے جابرؓ۔ کیا ہے مجھ کو کہ دیکھتا ہُوں تجھے شکستہ خاطر“ کہا میں نے ”شہید کیا گیا باپ میرا (غزوہ احد میں) اور چھوڑا اُس نے عیال اور قرض“۔ فرمایا کیا خبر نہ دُوں میں تجھ کو اُس چیز کی کہ جس سے خدا تیرے باپ کے ساتھ پیش آیا“۔ کہا اُس نے ”ہاں یارسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلّم“۔ فرمایا آپؐ نے کہ کلام نہیں کیا خُدا تعالیٰ نے کسی سے ہرگز مگر پردے کے پیچھے سے اور زندہ کیا خدا نے تیرے باپ کو پس کلام کیا اُس سے روبرو۔ فرمایا خدا تعالیٰ نے اے بندے میرے آرزو کر مجھ پر، دُوں گا میں تجھ کو۔ کہا تیرے باپ نے اے پروردگار میرے یہ آرزو رکھتا ہُوں میں کہ زندہ کرے تو مجھ کو پس مارا جاؤں تیری راہ میں دوسری بار۔ فرمایا رب تبارک تعالیٰ نے تحقیق شان یہ ہے کہ گذرا ہے حکم میرا کہ مُردے نہیں پھر کر آئیں گے دُنیا میں (یعنی اس طرح کہ رہیں وہ دُنیا میں جس طرح کہ رہے ایک بار ادا کرتے ہوئے طاعت کو) پس اُتری یہ آیت :-

وَلَا تَحْسَبَنَّ الَّذِیْنَ قُتِلُوْا فِیْ سَبِیْلِ اللّٰهِ اَمْوَاتًاؕ بَلْ اَحْیَآءٌ عِنْدَ

جو لوگ اللہ کی راہ میں مارے گئے اُنکو مُردہ نہ سمجھا (وہ مرے ہوئے

Marfat.com

رَبِّهِمْ يُرْزَقُوْنَ (آلِ عمران۔ ع ۱۷) | نہیں ہیں، بلکہ اپنے رب کے پاس زندہ ہیں۔ انھیں رزق مِل رہا ہے۔ (ترمذی)

(۲) روایت ہے ابو ایوبؓ سے کہ نکلے نبی صلّی اللہ علیہ وآلہ وسلّم اس حال میں کہ غروب ہُوا تھا آفتاب۔ پس سُنی آپ نے ایک آواز۔ پس فرمایا کہ یہودی عذاب کئے جاتے ہیں اپنی قبروں میں۔ (بخاری و مسلم)

(۳) امام احمدؒ نے حضرت انسؓ سے روایت کیا ہے کہ ایک مرتبہ رسُول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلّم ابوطلحہؓ کی کھجوروں کے باغ میں تھے۔ اور بلالؓ آپ کے پیچھے چل رہے تھے آپؐ کا گذر ایک قبر پر ہُوا۔ پس فرمایا "اے بلالؓ۔ کیا تو سُنتا ہے جو میں سُنتا ہوں صاحب اس قبر کا عذاب کیا جاتا ہے۔" دریافت کیا گیا تو وہ یہودی نکلا۔

(۴) حضرت ابن عباسؓ سے مروی ہے کہ رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وآلہ وسلّم دو قبروں پر سے گذرے۔ آپؐ نے فرمایا۔ "بیشک وہ تو دونوں عذاب کئے جاتے ہیں۔ اور عذاب نہیں کئے جاتے ہیں بڑی چیز میں۔ ایک تو ان میں کا پرہیز نہ کرتا تھا اپنے پیشاب سے۔ اور دُوسرا چغلخوری کرتا پھرتا تھا۔" پھر آپؐ نے ایک شاخ تر لی۔ اس کو چیر کر دو کیں اور ہر ایک قبر پر ایک ایک رکھ دی۔ صحابہؓ نے عرض کیا یا رسُول اللہؐ یہ آپ نے کیوں کیا؟ فرمایا۔ "شاید اُن سے تخفیف کی جائے جب تک وہ خشک نہ ہوں۔" (بخاری و مسلم)

(۵) یعلی بن مرہؓ سے روایت ہے۔ کہ میں ہمراہ نبی صلے اللہ علیہ وآلہ وسلّم کے قبرستان پر گذرا۔ مَیں نے ایک قبر میں ضغطہ یعنی دباؤ سُنا۔ میں نے عرض کیا یا رسُول اللہؐ مَیں نے ایک قبر میں ضغطہ سُنا۔ آپؐ نے فرمایا۔ کیا تُو نے سُنا اے یعلی؟ "میں نے عرض کیا "ہاں" فرمایا "وہ تو ایک تھوڑی سی بات پر عذاب کیا جاتا ہے۔" مَیں نے پُوچھا "وہ کیا ہے؟" فرمایا "وہ درمیان لوگوں کے چغل خوری کرتا پھرتا تھا۔ اور پیشاب سے پاکی نہیں کرتا تھا۔" پھر شاخ کا ذکر کیا

(بیہقی فی دلائل النبوۃ)

(۶) روایت ہے حضرت انس رضؓ سے کہ ایک کاتب تھا واسطے نبی صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے۔ وہ مرتد ہو گیا اسلام سے۔ اور مل گیا ساتھ مشرکوں کے بس فرمایا آنحضرت صلّی اللہ علیہ وآلہ وسلّم نے کہ "زمین نہ قبول کرے گی اس کو"۔ کہا انس رضؓ نے پس خبر دی مجھ کو ابوطلحہ رضؓ نے کہ وہ (ابوطلحہ) آئے اُس زمین پر جس میں کہ وہ شخص مرا تھا۔ ابوطلحہ رضؓ نے اُس کو قبر کے باہر پڑا ہُوا پایا۔ دریافت کیا کہ اِس شخص کا یہ کیا حال ہے؟ کہا لوگوں نے کہ دفن کیا ہم نے اس کو کئی بار لیکن زمین نے اس کو قبول نہ کیا۔

(بخاری ومسلم)

(۷) حضرت ابن عباس رضؓ سے مروی ہے۔ کہ بعض اصحاب نبی صلّی اللہ علیہ وآلہ وسلّم نے ایک قبر پر اپنا خیمہ نصب کر دیا۔ اور ان کو گمان نہ تھا۔ کہ وہ قبر ہے۔ ناگاہ اُس میں ایک شخص سُورہ ملک پڑھ رہا تھا۔ یہاں تک کہ ختم کیا۔ پھر وہ (اصحاب) نبی صلّی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کے پاس آئے۔ اور آپؐ کو اس کی خبر دی۔ تو آپؐ نے فرمایا کہ وہ (یعنی سُورہ ملک) مانع ہے اور منجیہ ہے یعنی عذاب قبر سے اس کو نجات دیتی ہے۔[1]

(ترمذی۔ حاکم۔ بیہقی)

(۸) حضرت عائشہ رضؓ سے مروی ہے۔ کہ جب انتقال ہُوا نجاشی (شاہ حبش) کا تو ہم بیان کئے جاتے تھے کہ تحقیق ہمیشہ دیکھا جاتا ہے انکی قبر پر نُور[2] (ابوداؤد)

(۹) اعمش رحؒ فرماتے ہیں۔ کہ ایک شخص امام حسن بن علی کرم اللہ وجہہٗ کی قبر پر پاخانہ

---

[1] اِس حدیث سے اور حدیث مذکورہ بالا نمبر ۳ سے جس میں رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وآلہ وسلّم نے حضرت بلال رضؓ سے فرمایا کہ اے بلال رضؓ کیا تو سُنتا ہے جو میں سُنتا ہوں۔ صاحب اس قبر کا عذاب کیا جاتا ہے۔ اور چند اور احادیث سے جو آگے آئیں گی ثابت ہوتا ہے۔ کہ کشفِ قبور صحابہ کو بھی ہُوا کرتا تھا۔ وہ لوگ غلطی پر ہیں۔ جو خیال کرتے ہیں۔ کہ یہ ادراک مخصوص تھا ساتھ رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کے۔ علاوہ ازیں جو امور رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وآلہ وسلّم سے بطور معجزہ کے ظہور میں آتے ہیں۔ اُس قسم کے امور اولیاء اللہ سے بطور کرامت کے ظہور میں آیا کرتے ہیں۔

[2] "ہم ہمیشہ بیان کئے جاتے تھے" سے مُراد یہ ہے کہ یہ امر ہمارے درمیان مشہور تھا۔ اور عام طور پر اس کا ذکر ہوتا تھا اور جھوٹ پر ہمارا متفق ہونا متصوّر نہیں ہو سکتا۔ گویا یہ بات قریب تواتر کے پہنچ گئی ہے۔

پھر دیا کرتا تھا۔ وہ مجنون ہو گیا اور مثل کُتّے کے بھونکنے لگا۔ پس وہ مر گیا تو اس کی قبر میں سے سُنا جاتا تھا۔ کہ وہ عوعو کرتا اور چینختا چلاتا تھا۔ (ابن عساکر)

(۱۰) منہال بن عمرو فرماتے ہیں۔ کہ واللہ میں نے امام حسین علیہ السلام کا سر دیکھا جب میں دمشق میں تھا۔ آگے سر مبارک کے ایک شخص سورہ کہف پڑھتا جاتا تھا یہاں تک کہ اس آیت پر پہنچا:۔

اَمْ حَسِبْتَ اَنَّ اَصْحٰبَ الْكَهْفِ وَالرَّقِيْمِ كَانُوْا مِنْ اٰيٰتِنَا عَجَبًا (الکھف ع ۱)	کیا تم یہ خیال کرتے ہو کہ غار اور کھوہ کے رہنے والے ہماری نشانیوں میں سے تعجب خیز تھے؟

اللہ تعالیٰ نے سر کو تیز زبان کے ساتھ ناطق کیا ہے:۔ اَعْجَبُ مِنْ اَصْحٰبِ الْكَهْفِ قَتْلِیْ وَحَمْلِیْ یعنی میرا قتل اور میرا اٹھانا اصحاب کہف سے بھی زیادہ عجیب ہے۔ (ابن عساکر)

(۱۱) روایت ہے سعید بن عبدالعزیز رض سے کہ جب واقعہ حرّہ[۱] کا پیش آیا تو نہ دی گئی اذان آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی مسجد میں تین دن۔ اور نہ تکبیر کہی گئی۔ اور نہ نکلے باہر مسجد سے سعید بن مسیّب رض، اور نہ پہچانتے تھے وہ آنا وقت نماز کا مگر بسبب ایک آواز (ھمھمہ) کے جس کو سُنتے تھے۔ وہ قبر شریف آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں سے۔ (دارمی)

ابونعیم نے دلائل النبوت میں اس واقعہ کو یوں بیان کیا ہے کہ سعید بن مسیّب رض فرماتے ہیں۔ کہ میں نے دیکھا کہ حرّہ کی راتوں میں سوا میرے مسجد نبوی میں کوئی نہ تھا۔ وقت نماز کا نہیں آتا تھا مگر اذان کو قبر شریف سے سُنتا۔ پھر آگے بڑھتا اقامت کہتا اور نماز پڑھتا۔ اور اہل شام جوق جوق داخل ہوتے اور کہتے کہ دیکھو اس شیخ مجنون کو"

---

[۱] یہ واقعہ ۶۳ ہجری میں پیش آیا جب یزید کے زمانہ میں شام والوں نے مدینہ منورہ پر حملہ کیا۔ اور اہل مدینہ کو تہ تیغ و برباد کیا۔

Marfat.com

(۱۲) عبدالرحمٰن بن غنم اشعریؓ سے روایت ہے کہ معاذ بن جبلؓ کے لڑکے کو طاعون ہُوا۔ اور وہ مر گیا۔ معاذؓ نے صبر کیا اور اجر چاہا۔ جب خود ان کی ہتھیلی پر طاعون نکلا۔ تو کہنے لگے۔ "جب محبوب آ ہی گیا تو اب ندامت سے کیا فائدہ۔" عبدالرحمٰنؓ نے پوچھا "اے معاذؓ کیا تم کچھ دیکھتے ہو۔" کہا "ہاں۔ میرے رب نے میرے حُسنِ صبر کی قدردانی فرمائی۔ میرے پاس میرا لڑکا آیا اور مجھے بشارت دیتا ہے کہ بلاشبہ محمد صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم ملائکہ مقربین شہداء اور صالحین کی سو صفوں کے ساتھ میری رُوح پر نماز پڑھیں گے اور مجھے جنت کی طرف کھینچ لے جائینگے۔" پھر ان پر بیہوشی طاری ہو گئی۔ پس میں نے ان کو دیکھا۔ کہ گویا وہ کسی قوم سے مصافحہ کرتے ہیں اور کہتے ہیں۔ "مرحبا۔ مرحبا میں تمہارے پاس آیا۔" پھر اُن کا انتقال ہو گیا۔ عبدالرحمٰن کہتے ہیں۔ کہ پھر میں نے ان کو خواب میں دیکھا۔ کہ ان کے گرد اژدھام ہے مثل اژدھام ہمارے کے اور وہ لوگ ابلق گھوڑوں پر ہیں۔ اور اُن پر سفید کپڑے ہیں۔ (ابن عساکر)

(۱۳) ابن عمرؓ سے روایت ہے۔ کہ ایک اعرابی نبی صلّی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کے ہمراہیوں میں سے شہید ہُوا۔ آپؐ اُس کے پاس خوش بیٹھے ہُوئے ہنستے تھے۔ پھر آپ نے اُس کی طرف سے مُنہ پھیر لیا۔ پُوچھا تو فرمایا کہ "میرا سرور تو اس لئے تھا کہ میں نے اُس کی رُوح کی بزرگی کو دیکھا اللہ کے پاس۔ اور میرا مُنہ پھیر لینا اُس سے اِس باعث تھا کہ اس کی بی بی حور عین اب اس کے سر کے نزدیک ہے۔ (بیہقی)

(۱۴) لیث بن ابی رقیہ سے روایت ہے۔ کہ عمر بن عبدالعزیزؒ جب اپنے مرض میں مبتلا ہوئے جس میں انھوں نے وفات پائی تو انھوں نے اپنا سر اُٹھایا اور تیز نظر سے دیکھا۔ لوگوں نے اُن سے کہا کہ "تم نظرِ شدید سے دیکھتے ہو۔" انھوں نے فرمایا کہ "میں کچھ لوگ دیکھتا ہُوں جو از قسم انس ہیں نہ جنّ۔" پھر وہ قبض کئے گئے۔

(ابن ابی الدنیا و ابُونعیم)

(۱۵) محاملی نے امالیہ میں لکھا ہے۔ کہ عبدالعزیز بن عبداللہ بن ابی سلمہؒ کہتے ہیں کہ

Marfat.com

مُلک شام میں ایک شخص اپنی کھلیان میں تھا اور اس کے ساتھ اُس کی بی بی بھی تھی۔ کچھ عرصہ پہلے بہ مشیّتِ الٰہی اس کا بیٹا شہید ہو چکا تھا۔ اُس شخص نے دیکھا کہ ایک سوار آرہا ہے۔ اُس نے اپنی بی بی سے کہا۔ "دیکھ یہ میرا اور تیرا بیٹا آرہا ہے۔" بی بی نے کہا۔ "تو شیطان کو اپنے پاس سے دُور کر۔ تیرا بیٹا تو مدّت ہوئی کہ شہید ہو چکا ہے۔ اور تُو اُس کے پیچھے دیوانہ ہو گیا ہے۔ تُو اپنے کام پر متوجہ ہو، اور اللہ سے استغفار کر۔" اُس نے پھر نظر کی تو سوار اور بھی قریب آتا ہُوا دکھائی دیا۔ اُس نے پھر اپنی بی بی سے کہا۔ "واللہ یہ تو وہی تیرا بیٹا ہے۔" بی بی نے بھی کہا "واللہ یہ تو وہی ہے۔" اتنے میں وہ ان دونوں کے پاس آ کھڑا ہُوا۔ باپ کہنے لگا "بیٹا کیا تو شہید نہیں ہُوا؟" اُس نے کہا۔ "ہاں میں شہید ہُوا لیکن عمر بن عبدالعزیز نے اس وقت وفات پائی تو شہدا نے اپنے رب سے انکے جنازہ پر حاضر ہونے کی اجازت مانگی۔ پس میں اُن میں سے ہُوں۔ اور میں نے تم پر سلام کرنے کی اس سے اجازت چاہی۔" پھر ماں باپ کے لئے دُعا کی اور چل دیا۔ تحقیقات کی گئی تو پتہ چلا کہ عمر بن عبدالعزیز کی وفات اُسی گھڑی ہُوئی تھی سیوطیؒ فرماتے ہیں۔ کہ ان آثار کو ائمہ حدیث نے اپنی کتاب میں مستند سمجھ کر نقل کیا ہے۔

(۱۶) ابن سعدؒ نے طبقات میں لکھا ہے کہ ابُو سعید خدریؓ فرماتے ہیں کہ میں منجملہ اُن لوگوں کے ہوں جنھوں نے سعد بن معاذ کے لئے قبر کھودی اور قبر ان کی بقیع میں تھی جب ہم نے ان کی قبر سے مٹی کھودی تو ہمیں مُشک کی خوشبو آنی شروع ہوئی۔ یہاں تک کہ ہم لحد تک پہنچے۔

(۱۷) ابن ابی الدنیا و ابن جریر نے یزید بن طریق البجلی سے روایت کیا ہے۔ کہ میرا بھائی مرگیا۔ پس جبکہ وہ دفن ہو چکا تو میں نے اپنا سر اُس کی قبر پر رکھا پس بیشک میرا بایاں کان قبر پر تھا۔ جبکہ میں نے اپنے بھائی کی آواز کو سُنا۔ میں اُس (آواز کو) پہچانتا ہُوں میں نے اُسے سُنا کہ وہ کہتا ہے۔ رب میرا اللہ

دوسرے نے کہا کیا ہے دین تیرا۔ اُس نے کہا اِسلام۔

(۱۸) ابُونعیم نے ربعی سے روایت کیا ہے۔ کہ ہم چار بھائی تھے۔ اور میرا بھائی ربیع ہم سے نماز روزہ میں بڑھا ہوا تھا۔ اس کا اِنتقال ہوگیا۔ اور ہم اس کے گرد تھے۔ اِتنے میں اُس نے اپنے مُنہ سے کپڑا کھولا اور کہا "السّلام علیکم"۔ ہم نے کہا "وعلیکم السّلام۔ کیا موت کے بعد حیات ہے؟" اس نے کہا "ہاں میں نے اپنے رَب سے مُلاقات کی تمہارے بعد سو مَیں مِلا رب غیر غضبان سے اور وہ پیش آیا مجھ سے ساتھ رُوح وریحان و استبرق کے۔ تمھیں معلوم ہونا چاہیئے کہ ابوالقاسم صلّے اللہ علیہ وآلہ وسلّم مجھ پر نماز پڑھنے کے لیۓ منتظر ہیں لہذا تم جلدی کرو اور دیر نہ لگاؤ" پھر ٹھنڈا ہوگیا۔ یہ قصّہ حضرت عائشہ تک پہنچا۔ انھوں نے فرمایا کہ "میں نے رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وآلہ وسلّم سے سُنا وہ فرماتے تھے کہ کلام کرے گا ایک شخص میری اُمّت سے بعد موت کے۔" ابُونعیم کہتے ہیں۔ کہ حدیث مشہور ہے بیہقی نے بھی دلائل میں اس کو روایت کیا ہے اور کہا ہے کہ یہ صحیح ہے۔ اس کی صحت میں شُبہ نہیں۔

(۱۹) حمیدؓ فرماتے ہیں۔ کہ میرا ایک بھانجا تھا جس کے اعمال اچھّے نہ تھے وہ بیمار ہُوا۔ اُس کی ماں نے میرے پاس آدمی بھیجا۔ میں اُس کے پاس گیا تو وہ اپنے بیٹے کے سَر کے نزدیک بیٹھی رو رہی ہے۔ اُس کے بیٹے نے مجھ سے پُوچھا کہ "ماموں یہ کیوں روتی ہیں؟" مَیں نے کہا کہ انھیں جو تیرا حال ہے وہ معلوم ہے۔ اس پر روتی ہیں۔" اُس نے کہا۔ "کیا یہ مجھ پر رحم نہیں کرتیں؟" مَیں نے کہا۔ "کیوں نہیں۔" اُس نے کہا۔ "تو پھر بے شک اللہ زیادہ رحیم ہے۔" جب وہ مرگیا تو مَیں نے ایک اور شخص کے ہمراہ اُس کو قبر میں اُتارا۔ پھر میں اُس کی اینٹوں کو برابر کرنے لگا میں نے لحد میں جھانکا تو وہ ناگاہ میری حدِ بصر تک فراخ تھی مَیں نے اپنے ہمراہی سے کہا۔ "تُونے بھی دیکھا۔" اُس نے کہا۔ ہاں تم کو یہ مُبارک ہو۔" حمیدؓ کہتے ہیں میں نے گمان کیا یہ بسبب اُس کلمہ کے تھا جو اُس نے کہا۔ (ابن ابی الدنیا و بیہقی)

(۲۰) تاریخ ابن النجار میں ابی محمدؐ بن نجار سے مروی ہے۔ کہ وہ ایک میّت کو نہلا رہے

تھے۔ کہ اُس میت نے اپنی دونوں آنکھیں کھولیں۔ پھر اُن کا ہاتھ پکڑا اور کہا "اے ابُو محمدؒ تم اچھی تیاری کرو واسطے اس بچھڑنے کے"

(۲۱) ابن عساکر نے یزید بن زیاد اور عمارہ بن عمیر سے روایت کیا ہے کہ ان دونوں کا بیان ہے۔ کہ جب عبید اللہ بن زیاد مارا گیا ہے۔ تو اس کا سر اس کے ساتھیوں کے ساتھ لایا گیا۔ اور میدان میں ڈالا گیا۔ ایک بڑا سانپ آیا جس کے خوف سے لوگ متفرق ہو گئے۔ وہ اُن سروں میں گھسا یہاں تک کہ عبید اللہ بن زیاد کے دونوں نتھنوں میں داخل ہُوا۔ پھر اس کے منہ سے نکلا۔ اُس نے کئی بار اس کے ساتھ یہی کیا۔ پھر چلا گیا۔ پھر لوٹ کر آیا اور کئی مرتبہ اسی طرح کیا۔ یہ نہ معلوم ہُوا کہ کہاں سے آیا اور کدھر کو گیا۔ (ترمذی)

(۲۲) حافظ ابو محمد الخلال کتاب "کرامات اولیاء" میں لکھتے ہیں کہ عبد اللہ بن ہشام کا بیان ہے کہ میں ایک میت کے پاس گیا تا کہ اُسے غسل دُوں۔ اس کے منہ سے کپڑا سرکایا تو ناگاہ اُس کے حلق میں ایک کالا سانپ تھا میں نے سانپ سے کہا۔ "تو مامور ہے اور ہمارا طریقہ یہ ہے۔ کہ ہم اپنے مُردوں کو غسل دیں۔ اگر تیری رائے ہو تو کسی کونہ میں چلا جا۔ یہاں تک کہ ہم اس کو غسل دے لیں پھر تو اپنی جگہ آجانا"۔ وہ اس کے حلق سے علیحدہ ہو کر گھر کے ایک کونہ میں چلا گیا جب ہم اس کے غسل سے فارغ ہُوئے۔ تو وہ اپنی جگہ آگیا۔ کہتے ہیں۔ کہ اُس کی میت پر زندیق ہونے کا اتہام تھا۔

(۲۳) طبرانی نے اوسط میں اور ابن ابی الدنیا نے کتاب القبور میں اور لال کائی نے سنت میں عبد اللہ بن عمرؓ سے روایت کیا ہے۔ کہ وہ فرماتے ہیں کہ میں ایک مرتبہ نواحِ بدر میں جا رہا تھا۔ کہ ایک شخص گڑھے سے نکلا۔ اُس کی گردن میں ایک زنجیر تھی۔ اُس نے مجھے پکارا "اے عبد اللہ تو مجھے پانی پلا"۔ مجھے نہ معلوم ہُوا۔ کہ اُس نے میرا نام پہچانا۔ یا عرب کے قاعدہ کے مُطابق پکارا۔ ایک دُوسرا شخص فوراً ہی اُس گڑھے سے نکلا۔ اُس کے ہاتھ میں ایک کوڑا تھا اس نے مجھے پکارا

Marfat.com

کہ " اے عبداللہ تو اس کو پانی نہ پلا ۔ یہ کافر ہے "۔ پھر اُس کو کوڑے سے مارا یہاں تک کہ وہ اپنے گڑھے کی طرف لَوٹ گیا ۔ پھر میں نبی صلے اللہ علیہ و آلہ وسلّم کے پاس حاضر ہُوا ۔ اور آپؐ کو اُس کی خبر دی ۔ آپؐ نے مجھ سے فرمایا " کیا تُو نے اس کو دیکھا ہے ؟ " مَیں نے عرض کیا " ہاں " فرمایا وہ اللہ کا دُشمن ابُو جہل ہے ، اور یہ اس کا عذاب ہے روزِ قیامت تک "۔

(۱۴) سعید بن مسیب فرماتے ہیں کہ ہم مقابرِ مدینہ میں داخل ہُوئے ہمراہ علی ابن ابی طالب کرم اللہ وجہہٗ کے ۔ اُنھوں نے ندا کی " یا اہل القبور السلامُ علیکم ورحمۃ اللہ تم ہم کو اپنے اخبار بتاتے ہو یا چاہتے ہو کہ ہم تم کو خبریں دیں "۔ سعید کہتے ہیں کہ ہم نے ایک آواز سُنی " وعلیکم السّلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ ۔ یا امیرالمومنین تم ہم کو خبر دو جو کچھ ہمارے بعد ہُوا "۔ حضرت امیرالمومنین نے فرمایا کہ " تمہاری بیبیوں کا تو نکاح ہو گیا ۔ اور تمہارے مال بَٹ گئے اور اولاد تمہاری زمرۂ یتمٰی میں داخل ہُوئی اور مکان جس کو تم نے مضبُوط بنایا تھا ۔ اُس میں تمہارے دُشمن بَس گئے یہ تو ہمارے ہاں کی خبریں ہیں ۔ اَب تم اپنے ہاں کی خبریں بیان کرو "۔ ایک میّت نے اُن کو جواب دیا کہ " کفن پارہ پارہ ہو گئے اور بال بکھر گئے ۔ چمڑے ریزہ ریزہ ہو گئے آنکھیں بہہ کر گالوں پر آ گئیں ۔ نتھنوں میں سے پیپ بہہ رہی ہے جو ہم نے آگے بھیجا اس کو پایا اور جو پیچھے چھوڑا اُس کا نقصان کیا اب صِرف ہمارے اعمال ہمارے ساتھ ہیں "۔ (حاکم ۔ بیہقی ۔ ابنِ عساکر)

(۱۵) صالح مُرّی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ مَیں ایک دن سخت گرمی میں قبرستان گیا میں نے قبروں کی طرف دیکھا ۔ تو وہ دَبی پڑی تھیں مَیں نے کہا " سُبحان اللہ کون جمع کریگا درمیان تمہارے ارواح و اجساد کے ۔ بعد اُن کے جُدا ہونے کے ۔ پھر تم کو زندہ کرے گا ۔ پھر طویل بوسیدگی کے بعد تم کو حشر نشر کرے گا "۔ صالح کہتے ہیں کہ اُن قبروں میں سے ایک ندا کرنے والے نے ندا کی کہ اے صالح :۔

وَمِنْ اٰيٰتِهٖٓ اَنْ تَقُوْمَ السَّمَآءُ	اور اُسی کے نشانات میں سے ہے

وَالْاَرْضُ بِاَمْرِهٖ ثُمَّ اِذَا دَعَاكُمْ دَعْوَةً مِّنَ الْاَرْضِ اِذَآ اَنْتُمْ تَخْرُجُوْنَ ○

(الروم ـ ع ۳)

کہ آسمان اور زمین اس کے حکم سے قائم ہیں۔ اور جب وہ تم کو زمین میں سے (نکلنے کے لیے) آواز دے گا تو تم یکبارگی نکل آؤ گے۔

صالحؒ فرماتے ہیں۔ کہ واللہ میں آواز سے ڈرتا ہُوا اپنے مُنہ کے بل گر پڑا۔

(ابن ابی الدنیا)

(۲۶) حافظ ابن [illegible] کتاب [illegible] میں لکھتے ہیں۔ کہ ابوعبداللہ محمدؒ بن سنان اسلامی تاجر نے جو اللہ کے نیک بندوں میں سے تھے۔ ہم سے بیان کیا کہ ایک شخص بغداد میں لوہاروں کے بازار میں آیا اور لوہے کی چھوٹی میخیں فروخت کیں جن کے دو سر تھے۔ ایک لوہار نے انھیں خرید لیا۔ جب انھیں گرم کیا گیا تو وہ نرم نہ پڑیں۔ یہاں تک کہ وہ اُن کے ٹھوکنے پیٹنے سے عاجز آ گیا تو اس نے بیچنے والے کو تلاش کیا اور اُس سے پُوچھا کہ "یہ میخیں تجھے کہاں سے ملیں؟" اُس نے پہلے تو نہ بتایا مگر زیادہ اصرار کے بعد کہا۔ کہ ایک کھُلی ہوئی قبر میں کسی مُردے کی ہڈیاں ان میخوں سے جڑی تھیں میں نے بہت کوشش کی کہ انھیں نکالوں مگر نہ نکال سکا۔ عاجز آ کر میں نے ایک پتھر لیا اور اس سے ہڈیوں کو توڑ توڑ کر ان میخوں کو نکالا۔

(۲۷) ابوعبداللہ [illegible] کہتے ہیں۔ کہ میرے باپ کا انتقال ہُوا۔ ہم نے اُن کو تختۂ غسل پر رکھا اور ان کا مُنہ کھولا تو دیکھا کہ وہ ہنس رہے تھے۔ لوگوں نے اُن کا یہ حال دیکھا تو کہا۔ کہ زندہ ہیں۔ طبیب بُلایا گیا اور اُن کا مُنہ ڈھانک کر اُس سے کہا گیا۔ کہ نبض دیکھے۔ طبیب نے نبض دیکھی تو کہا "یہ مُردہ ہیں۔ پھر اُن کا مُنہ کھولا گیا۔ تو ہنستے ہُوئے انھوں نے طبیب کو دیکھا۔ طبیب نے کہا واللہ میں نہیں جانتا۔ کہ یہ مُردہ ہیں یا زندہ"۔ پھر جو شخص انھیں غسل دینے آتا وہ ڈرتا اور اُنکے غسل پر قادر نہ ہوتا۔ فضل بن حسین جو اکابر عارفین میں سے تھے آئے انھوں نے اُن کو غسل دیا۔ ان پر نماز پڑھی اور انھیں دفن کیا۔ (ابن عساکر)

Marfat.com

(۲۸) محمد بن یوسف فریابی کہتے ہیں کہ میں نے ابوسنان سے سُنا جو ایک نیک شخص تھے کہ ایک شخص کا بھائی مر گیا۔ اُس کی تعزیت کی تو اُس کو رنجیدہ پایا۔ پوچھا تو اُس نے کہا میں اِس لئے رنجیدہ ہوں کہ میں نے دیکھا جب میرے بھائی کو دفن کر دیا گیا اور اُس پر مٹی ڈالی گئی۔ تو ناگاہ ایک آواز قبر سے آئی کہ "اوہ"۔ میں نے کہا کہ "اخی۔ واللہ" یعنی یہ تو میرے بھائی کی آواز ہے۔ میں نے مٹی ہٹائی۔ مجھ سے کہا گیا۔ ایسا نہ کر۔ میں نے مٹی برابر کر دی۔ جب کھڑا ہونے لگا۔ تو پھر قبر سے وہی آواز آئی۔ پھر میں نے مٹی ہٹائی۔ پھر مجھ سے کہا گیا ایسا نہ کر۔ پھر میں نے مٹی ویسی ہی کر دی۔ پھر کھڑا ہونے لگا تو پھر وہی آواز آئی۔ پھر میں مٹی ہٹانے لگا۔ مجھ سے کہا گیا "اے بندے اللہ کے اسے نہ کھود"۔ میں رُک گیا۔ جب میں اُٹھنے لگا۔ تو ناگاہ پھر وہی آواز آئی۔ میں نے کہا واللہ میں اس کے کھودنے سے ہرگز باز نہ رہوں گا۔" میں نے قبر کو اُکھیڑا تو دیکھا کہ آگ کا طوق اس پر پڑا ہے۔ اور آگ اُس پر چمک رہی ہے۔ میں نے چاہا کہ اُس طوق کو قطع کر ڈالوں۔ میں نے اپنا ہاتھ اُس پر مارا تو میری اُنگلیاں جاتی رہیں۔ ابوسنان کہتے ہیں کہ اُس نے اپنا ہاتھ نکال کر بتایا تو اُس کی اُنگلیاں واقعی جاتی رہی تھیں۔ پھر کہتے ہیں کہ میں اوزاعی کے پاس آیا۔ اور یہ سارا ماجرا انھیں سُنایا۔ اور اُن سے کہا کہ "اے ابُو عمرؓ یہود و نصاریٰ و کافر مرتے ہیں اور ہم ایسا نہیں دیکھتے" اُنھوں نے جواب دیا کہ "ہاں یہ بیشک آگ میں ہیں اور اللہ تم کو اہلِ توحید میں یہ دکھاتا ہے تاکہ تم عبرت پکڑو۔"

(ابن الجوزی فی عیون الحکایات)

(۲۹) ۲۷۶ھ یا ۲۷۷ھ میں بصرے میں ایک ٹیلا کھل گیا۔ اور سات قبریں ایک ہی جگہ پر مثل حوض کے نکل آئیں۔ اُن میں سات مدفون شخص تھے جن کے بدن صحیح و سالم تھے۔ اُن کے کفن مُشک کی خوشبو سے مہک رہے تھے اُن میں سے ایک جوان تھا۔ اُس کے سر پر بال تھے۔ ہونٹوں پر تری تھی۔ گویا پانی پیا ہے اور آنکھوں میں گویا سُرمہ لگا ہُوا تھا۔ اُس کی کوکھ میں ایک ضرب لگی ہُوئی تھی (جس

اُس کے شہید ہونے کا پتہ چلتا تھا) بعض حاضرین نے چاہا کہ اُس کے بالوں میں سے کچھ نکال لیں مگر اُنھیں ہاتھ لگایا تو وہ مثل زندے کے قوی تھے۔

(ابن الجوزی)

(۳۰) ابوعلی بن بنا سے روایت ہے کہ ملک شام کے باشندوں میں سے تین بھائی تھے۔ جو بڑے شہسوار اور بہادر تھے اور غزا کیا کرتے تھے۔ ایک مرتبہ بادشاہ روم نے (جو عیسائی تھا) اُن کو قید کرلیا۔ اور ان سے کہنے لگا کہ تم نصرانیت میں داخل ہو جاؤ تو میں اپنی بیٹیوں کا نکاح تمہارے ساتھ کر کے اپنا ملک تمہارے حوالہ کر دوں گا۔ مگر اُنھوں نے اسے قبول نہ کیا۔ بادشاہ نے حکم دیا کہ تین دیگوں میں تیل بھرا جائے اور تین دن تک اُنکے نیچے آگ جلائی جائے۔ ہر دن ان کو اُن دیگوں کے سامنے لایا جاتا اور نصرانیت کی طرف بلایا جاتا مگر وہ انکار کئے جاتے یہاں تک کہ پہلے بڑے بھائی کو دیگ میں ڈال دیا۔ پھر دوسرے کو ڈالا۔ جب چھوٹے بھائی کو دیگ کے قریب لائے تو ایک نصرانی نے بادشاہ سے کہا کہ اے بادشاہ! میں اس کو اس کے دین سے پھیروں گا۔ بادشاہ نے پوچھا کیونکر؟ اس نے کہا مجھے معلوم ہے کہ عرب بہت جلد عورتوں کی طرف مائل ہوتے ہیں میری بیٹی سے زیادہ روم میں کوئی حسین نہیں۔ میں اسے بیٹی کے پاس چھوڑ دوں گا وہ اسے اس کے دین سے پھیر دے گی۔ بادشاہ نے چالیس دن کی میعاد مقرر کر دی۔ اور اسے اُس نصرانی کے سپرد کر دیا۔ وہ نصرانی اُس کو اپنے گھر لایا اور سارا قصہ اُس نے اپنی بیٹی کو سنایا۔ بیٹی نے کہا "تو اسے میرے پاس چھوڑ دے میں پھسلا لونگی" نصرانی نے اُسے بیٹی کے حوالہ کیا۔ وہ شخص اس کے پاس اس طرح رہنے لگا کہ دن بھر روزہ رکھتا اور نماز میں کھڑا رہتا۔ یہاں تک کہ میعاد ختم ہونے پر آئی نصرانی نے اپنی بیٹی سے پوچھا کہ "تو نے کیا کیا؟" اُس نے کہا "میں نے کچھ نہیں کیا۔ اس شخص نے اس شہر میں اپنے دو بھائی گم کئے ہیں میں خیال کرتی ہوں کہ اُن بھائیوں کا غم اسے باز رکھتا ہے۔ تو بادشاہ سے توسیع میعاد کیلئے کہہ اور مجھے اور

اسے کسی اور شہر میں لے چل" اُس نصرانی نے ایسا ہی کیا۔ اور اُن دونوں کو کسی اور مقام پر لے گیا۔ وہ شخص پھر بھی قائم اللیل وصائم النہار رہا۔ جب یہ زمانہ بھی اختتام کے قریب پہنچا۔ تو ایک رات لڑکی نے اُس سے کہا کہ "اے شخص میں تجھے دیکھتی ہوں کہ تو ربِّ عظیم کی تقدیس کرتا ہے میں تیرے ساتھ تیرے دین میں داخل ہوئی اور اپنے آباء کا دین چھوڑا"۔ اُس نے کہا "پھر بھاگنے کا حیلہ کیونکر ہو" لڑکی نے کہا "میں تیرے لئے حیلہ کرتی ہوں"۔ اور اُس کے پاس کہیں سے سواریاں لے آئی۔ دونوں سوار ہوئے اور چل دیئے۔ رات کو چلتے اور دن کو چھپ رہتے۔ ایک رات دونوں جا رہے تھے۔ کہ گھوڑوں کی آواز سُنائی دی۔ وُہ سمجھے کہ بادشاہ نے سوار تعاقب کے لئے بھیجے ہیں کہ ناگاہ دونوں شہید شدہ بھائی آ موجود ہوئے۔ اُن کے ہمراہ اللہ کے بھیجے ہُوئے فرشتے بھی تھے۔ اُس نے اپنے بھائیوں کو سلام کیا اور ان کا حال دریافت کیا۔ انھوں نے کہا کہ نہیں تھا مگر وہی غوطہ جو تُو نے دیکھا یہاں تک کہ ہم فردوس میں جا نکلے۔ اور اللہ نے ہم کو تیری طرف بھیجا ہے۔ تاکہ اس عورت کے ساتھ ہم تیرے نکاح میں شامل ہوں۔ پھر اُنھوں نے اس کا نکاح اس عورت سے کر دیا اور واپس چلے گئے۔ یہ شام میں چلا گیا اور اُس عورت کے ساتھ رہنے لگا۔ ان دونوں کے متعلق یہ واقعات شام میں مشہور ہو گئے اور اُس زمانہ کے شعراء نے ان پر متعدد نظمیں لکھیں۔

(ابن الجوزی فی عیون الحکایات)

(۳۱) عبداللہ بن مُبارکؒ سے مروی ہے کہ ایک رات میں قبرستان میں تھا۔ کہ میں نے ایک غمگین آدمی کو سُنا۔ کہ وہ اپنے مولیٰ سے مُناجات کر رہا ہے کہ "میرے سیّد تیرا قصد ایک بندے نے کیا ہے۔ جس کی رُوح تیرے نزدیک ہے اور رسّی اُس کی تیرے ہاتھوں میں ہے اور اشتیاق اس کا تیری طرف ہے۔ اور اس کی حسرتیں تجھ پر ہیں۔ رات اس کی بیخوابی ہے۔ اور دن اس کا بیتابی ہے۔ آنتیں اس کی جلی ہوئی ہیں۔ اور آنسو اس کے سبقت کرتے ہیں تیرے دیدار کے شوق سے۔ نہیں ہے اسکو

Marfat.com

کوئی راحت سوا تیرے۔ اور نہیں ہے اس کو کوئی آرزو سوا تیرے"۔ پھر وہ رویا اور آسمان کی طرف اُس نے اپنا سر اُٹھایا اور ایک چیخ ماری میں نے اُس کو ہلایا تو مُردہ پایا۔ میں اُس کی دیکھ بھال کر رہا تھا۔ کہ لوگوں کی ایک جماعت کو میں نے آتے دیکھا۔ اُنھوں نے اُسے نہلایا خوشبو لگائی۔ کفنایا۔ اُس پر نماز پڑھی، اُسے دفن کیا۔ اور آسمان کی طرف چڑھ گئے۔ (ابن الجوزی فی عیون الحکایات)

(۳۲) حسن بصری رح فرماتے ہیں۔ کہ میں صحرا میں گیا۔ ناگاہ ایک جنگل تھا۔ اُس میں ایک جوان شخص کھڑا ہوا نماز پڑھتا تھا۔ اور ناگاہ ایک درندہ قریب بیٹھا ہُوا تھا۔ میں نے کہا۔ "اے جوان کیا تو اس درندے کو نہیں دیکھتا ہے؟" اُس نے کہا "اگر تو اُس سے ڈرتا جس نے درندے کو پیدا کیا ہے تو تیرے لئے بہتر ہوتا"۔ پھر وہ درندے کی طرف متوجہ ہو کر کہنے لگا۔ "تو ایک کُتا ہے اللہ کے کُتوں میں سے۔ تو اگر تجھے کسی چیز کا اذن دیا گیا ہے۔ تو مجھے قدرت نہیں کہ تجھے منع کروں۔ ورنہ تو چلا جا"۔ وہ درندہ پیٹھ پھیر کر بھاگ گیا۔ پھر اُس شخص نے ندا کی کہ "یا سیّدی میں تجھے تیرے عرش کی عزت کا واسطہ دیتا ہوں اور سوال کرتا ہوں کہ اگر تیرے پاس میرے لئے خیر ہو تو بُلا لے تو مجھ کو اپنی طرف"۔ وہ اس کلمہ کو پُورا نہ کرنے پایا تھا کہ دُنیا سے مُفارقت کر گیا۔ میں گیا اور اپنے زاہد و صالح احباب کو جمع کر کے لایا۔ کہ اسکی تجہیز و تکفین کی جائے۔ مگر ہم لوٹ کر آئے تو اُس جنگل میں کسی کو نہ پایا۔ ایک ہاتف نے پکارا جس کی آواز میں نے سُنی۔ مگر اُس کو نہ دیکھا کہ "اے ابوسعید۔ تو ان لوگوں کو پھیر لے جا کیونکہ وہ جوان تو اُٹھا لیا گیا"۔ (ابن الجوزی)

(۳۳) شاہ ولی اللہ محدث دہلوی نے انفاس العارفین میں یعنی مشاہدات و مکاشفات متعلق برزخ اپنے والد بزرگوار شاہ عبدالرحیم صاحب سے اُنہی کی زبانی نقل فرماتے ہیں۔ جن میں سے بعض ذیل میں درج کئے جاتے ہیں:۔

(۱) شاہ عبدالرحیم قدس سرّہ فرماتے ہیں کہ میں نے ایک مرتبہ شیخ نصیرالدین چراغ دہلوی کو خواب میں دیکھا کہ وضو کرتے ہیں اور نماز کی تیاری میں ہیں میں نے کہا

Marfat.com

یہ عالمِ تکلیف نہیں۔ وضو اور نماز کے کیا معنی"۔ فرمایا "چونکہ ہم دنیا میں ان کو بہت کیا کرتے تھے اور ان سے لذّت لیتے تھے۔ اس لئے ان کاموں کا کرنا بوجہ لذّت کے ہے نہ بطور تکلیف کے"۔ بعد فراغت نماز کے رُوحیں جمع ہوئیں اور مجلس ہوئی۔ مجھ سے فرمایا "تم بھی آؤ"۔ میں نے کہا "میں مجلس میں نہیں بیٹھتا" فرمایا "ہماری مجلس اور مجلسوں کی طرح نہیں"۔ میں اُس مجلس میں شریک ہوا۔ وہاں وجد بھی تھا۔

(۲) فرماتے تھے۔ کہ اکبر آباد میں مرزا محمّد زاہد کے درس سے واپس آرہا تھا کہ راہ میں ایک لمبی گلی آئی۔ میں اُس وقت شیخ سعدیؒ کے یہ ابیات پڑھتا تھا۔ اور لذّت لیتا تھا ؎

جُز یادِ دوست ہر چہ کنی عمر ضائع است
جُز سِرِّ عشق ہر چہ بخوانی بطالت است
سعدی بشوی لوحِ دل از نقش غیر حق

چوتھا مصرعہ میرے دل سے جاتا رہا جس کے باعث مجھ میں ایک اضطراب و قلق پیدا ہوا۔ ناگاہ ایک مرد سیاہ و سپید بالوں والا فقیر وضع، ملیح رو میری داہنی جانب سے نکلا اور کہنے لگا ع

علمے کہ رہ بحق ننماید جہالت است

میں نے کہا "جزاک اللہ خیر الجزا۔ تم نے کس قدر قلق و اضطراب کو میرے دل سے دُور کیا ہے"۔ میں نے پان کی ڈبیہ کھول کر اُنھیں پیش کی۔ اُنھوں نے تبسّم فرمایا۔ اور کہا "یہ یاد دلانے کی اُجرت ہے"۔ میں نے کہا "نہیں بلکہ شکریہ ہے"۔ فرمانے لگے "میں نہیں کھاتا"۔ میں نے کہا "آپ شرع کی جہت سے احتراز کرتے ہیں یا طریقت کی جہت سے۔ کچھ بھی ہو آپ بیان فرمائیں تاکہ میں بھی احتراز کروں"۔ فرمایا "ان باتوں میں سے کوئی بھی نہیں۔ مگر میں نہیں کھاتا"۔ پھر فرمایا کہ "مجھے جلدی جانا ہے"۔ میں نے کہا "میں بھی جلدی چلتا ہوں"۔ فرمایا "میں زیادہ جلدی چلنا چاہتا

Marfat.com

ہوں: پس انھوں نے قدم اُٹھایا اور کُوچہ کے آخر سرے پر رکھا میں سمجھ گیا کہ رُوح مجسّم ہے میں نے آواز دی کہ آپ مجھے اپنے نام سے تو مطلع فرمائیں۔ تاکہ فاتحہ پڑھتا رہوں فرمایا کہ "سعدی ہمیں فقیر است"

(۳) فرماتے تھے کہ ایک مرتبہ رات کے وقت سیر کرتا ہُوا میں ایک نہایت مُصفّا قبرستان میں پہنچا اور تھوڑے دیر وہاں توقف کیا۔ اُس وقت میرے دل میں خیال آیا کہ اس جگہ سوا میرے کوئی بھی خدا کا ذکر کرنے والا نہیں۔ اس خطرہ کے گذرتے ہی ایک مرد ادھیڑ کوزہ پُشت ظاہر ہُوا۔ اور پنجابی زبان میں گانے لگا جس کا ماحصل یہ تھا کہ دیدار یار کی آرزو مجھ پر غالب آئی۔ اُس کی آواز سے میں متاثر ہُوا۔ اور اُس کی طرف دوڑا۔ ہر چند کہ میں اس کی طرف بڑھتا تھا مگر وہ دُور ہی دُور ہوتا جاتا تھا میں سمجھ گیا کہ رُوح ہے۔ اس وقت اُس نے کہا" تمہارے دل میں یہ ہے کہ اس جگہ سوا تمہارے اور کوئی ذاکر نہیں" میں نے کہا" مراد میری حصر تھا بہ نسبت زندوں کے" اُس نے کہا" اس وقت تم نے مطلق تصوّر کیا تھا۔ اور اب تخصیص کرتے ہو" پھر وہ غائب ہوگیا۔

(۴) فرماتے تھے کہ میں خواجہ قطبُ الدین بختیار کاکیؒ کے مرقد منوّر کی زیارت کو گیا۔ اُن کے مزار کے نزدیک ایک چبوترہ ہے میں وہاں ٹھہر گیا میں نے اپنا قصور دیکھا اور اِس اَمر کا لحاظ کیا کہ اس وجود ملوث کو اُس پاک مقام میں لے جانا نہ چاہیئے۔ اُس جگہ ان کی رُوح ظاہر ہوئی فرمایا کہ آگے آ۔ میں دو تین قدم آگے بڑھا۔ اُس وقت میں نے دیکھا کہ چار فرشتے آسمان سے ایک تخت اُن کی قبر کے نزدیک اُتار لائے معلوم ہُوا کہ اُس تخت پر خواجہ نقشبندؒ تھے۔ دونوں بزرگوں میں آپس میں راز کی باتیں ہُوئیں جو مجھے سُنائی نہ دیں۔ اس کے بعد تخت کو فرشتے اُٹھا لے گئے حضرت خواجہ قطبُ الدّین قدس سرہٗ میری طرف متوجہ ہُوئے۔ اور فرمایا کہ" آگے آ" میں اور دو تین قدم آگے بڑھا۔ وہ اسی طرح فرماتے رہے۔ اور میں اسی طرح ذرا ذرا آگے بڑھتا گیا یہاں تک کہ نہایت قریب ہوگیا اُس وقت

فرمایا "شعر کے حق میں تم کیا کہتے ہو؟" میں نے کہا "کَلَامٌ حَسَنُہٗ حَسَنٌ وَقَبِیْحُہٗ قَبِیْحٌ۔" فرمایا "بارک اللہ۔ خوش آواز کے حق میں کیا کہتے ہو؟" میں نے کہا "ذَالِکَ فَضْلُ اللّٰہِ یُؤْتِیْہِ مَنْ یَّشَآءُ۔" فرمایا "بارک اللہ۔ جب دونوں جمع ہو جائیں تو اس کو کیا کہتے ہو؟" میں نے کہا "نُوْرٌ عَلٰی نُوْرٍ۔ یَہْدِی اللّٰہُ لِنُوْرِہٖ مَنْ یَّشَآءُ۔" فرمایا۔ بارک اللہ۔ جو کچھ ہم کرتے تھے۔ وہ اس سے زیادہ نہ تھا۔ تم بھی کبھی کبھی ایک دو بیت سنا کرو۔" میں نے عرض کیا۔ خواجہ نقشبندؒ کے حضور میں حضرت نے اُسے نہ فرمایا۔" تو فرمایا کہ "ادب نہ تھا۔" یا فرمایا کہ "مصلحت نہ تھی۔" یاد نہیں کہ ان دونوں میں سے کون سی بات فرمائی۔ اس واقعہ کو ایک مدت گذر چکی ہے تعیّن لفظ دل سے جاتا رہا۔

(۵) فرماتے تھے۔ کہ میرے والد علیہ الرحمۃ یعنی شاہ وجیہہ الدین شہید ہوئے۔ احیاناً میرے لیے متجسد ہو جاتے اور حال و استقبال کی خبریں دیتے۔ ایک لڑکی کریمہ دختر مخدومی اخوی قدس سرہٗ بیمار ہوگئی۔ اور اس کی بیماری بڑھ گئی۔ اُن دنوں دوپہر کے وقت میں حجرہ میں تنہا سوتا تھا۔ ناگاہ وہ متمثل ہوئے۔ اور فرمایا۔ "میں چاہتا ہوں کہ کریمہ کو دیکھوں لیکن اُس جگہ بیگانی عورتیں بیٹھی ہیں۔ وہاں جانا میرے دل پر گراں گذرتا ہے۔ اُن مستورات کو اُس جگہ سے اُٹھا دو۔" چونکہ ان کا اُٹھانا اُس وقت ممکن نہ تھا میں نے پردہ کھینچ دیا۔ پس کریمہ پر ظاہر ہوئے اس طرح کہ میں دیکھتا تھا اور کریمہ دیکھتی تھی۔ کسی اور کو نظر نہ آتے تھے۔ پس کریمہ متنبہ ہوگئی اور کہنے لگی۔ "اے تعجب۔ لوگ تو ان کو شہید کہتے ہیں۔ یہ تو زندہ ہیں۔" فرمایا اس کو چھوڑ (یعنی ان باتوں کو جانے دے) اے فرزند تو نے بیماری بہت اُٹھائی انشاءاللہ علی الصباح وقت اذان فجر کے شفائے کلی پالے گی۔" یہ کہا اور اُٹھ کھڑے ہوئے۔ اور دروازہ کی راہ لی۔ میں بھی اُنکے پیچھے چلا۔ فرمایا۔ "تم ٹھیرو۔" اور غائب ہو گئے۔ جب فجر کی اذان ہوئی تو کریمہ کا انتقال ہو گیا۔

Marfat.com

کلماتِ الوداعی

اِن صفحات کے مُطالعے سے تم پر واضح ہو گیا ہوگا کہ انسان کی زندگی میں موت ایک عظیم الشان معرکہ ہے جس سے زندگی کا خاتمہ نہیں ہوتا۔ بلکہ ایک پائیدار اور نہایت وقیع زندگی کا آغاز ہوتا ہے۔ اس پائیدار اور وقیع زندگی کے لئے جس نے پُوری پُوری تیاری کر لی وہ مُراد کو پہنچا۔ اور جس نے اس سے غفلت کی اور یہاں کی زندگی ناپائیدار ہی کے کھیل کُود اور دلچسپیوں میں لگا رہا۔ اُس نے نہایت خسارہ اُٹھایا۔ اللہ رب العزت کی بارگاہ سے تمھیں یہ بات بار بار جتلائی جا چکی ہے۔ تمہاری ہدایت کے لئے اُس نے اپنے رسُول تم پر بھیجے ہیں۔ اپنا کلام مقدس نازل فرمایا ہے، تمہاری فطرت میں میلانِ حق کا ایک طبعی ذوق پنہاں رکھا ہے جسے تم مجاہدہ اور کوشش سے متحرک کر کے عظیم الشان فوائد حاصل کر سکتے ہو۔ اسے متحرک کرنے کے راستے تمھیں بتا دیئے گئے ہیں۔ تدابیر سمجھا دی گئی ہیں۔ یہ سب سامان تمہارے لئے مہیا ہے۔ اس تمام سامان کے باوجود بھی تم بندۂ حرص و ہوا بن کر بچوں کے سے کھیل میں منہمک رہے اور لذاتِ فانی کے مقابلہ میں لذاتِ باقی کی تم نے قدر نہ کی تو اپنی ہلاکت و بربادی کے ذمّہ دار تم ہی ہو گے اپنی زندگی کے مقصد کو سمجھو اور خسارۂ عظیم سے بچو۔ تمہاری زندگی کا مقصد کسی عقل مند کے نزدیک یہ نہیں ہو سکتا کہ لذاتِ دُنیا میں اپنے کو فنا کر دو۔ بلکہ جس کا خیال یہ ہے وہ عقل مند نہیں۔ تم دو چیزوں سے مرکب ہو۔ رُوح سے اور جسم سے۔ رُوح باقی رہنے والی چیز ہے۔ جسم فنا

Marfat.com

ہو جانے والی۔ اِس لئے جسم کو رُوح کے لئے قربان کر دینا عقل مندی ہے اور رُوح کو جسم کے لئے ملیا میٹ کر دینا پرلے درجہ کی حماقت۔ رُوح کو اِس دُنیا میں مرکب جسم کے عطا ہونے میں کچھ مصلحت آلٰہی ہے جسے سمجھو اور اُس پر غور کرو۔ تمہاری رُوح کا مرکب تمہارا مرکب ہے جس طرح تمہارا گھوڑا اس لئے ہے کہ تم اُس پر سوار ہو کر مسافت طے کرو۔ اور فائدہ اُٹھاؤ۔ اسی طرح تمہارا مرکبِ جسم اِس لئے ہے۔ کہ تمہاری رُوح اُس سے فائدہ اُٹھائے نہ اِس لئے کہ تمہاری رُوح سے وہ فائدہ اُٹھا کر رُوح کو ہلاک کر دے۔ اگر تمہارا مقصد یہ ہو۔ کہ کسی خاص مقام کا سفر کرو۔ اور اُس مقصد کے لئے تمہیں ایک گھوڑا مرحمت کیا جائے کہ لو اس پر سفر کرو تو بلا شُبہ تمہارا فرض ہو گا۔ کہ گھوڑے کے دانے پانی کا خیال رکھو۔ اسے بیمار نہ پڑنے دو، اور بیمار پڑے تو فوراً علاج کرو۔ اور نگرانی رکھو، کہ وہ چوروں سے محفوظ رہے۔ کیونکہ ایسا نہ کرو گے تو سفر تمہارا رُک جائے گا اور مقصد تمہارا ہاتھ سے جاتا رہیگا لیکن اگر گھوڑے کے دانہ پانی اور اس کی رونق و زینت میں تم ایسے محو ہو گئے کہ سفر کے خیال کو تم نے دل سے بھلا دیا تو اپنے مقصد سے بہت دُور پڑو گے، اور ایک ادنیٰ سی عارضی لذتِ نمود اور حُبِّ اسپ کے پیچھے اپنے دِل کی اصلی مُراد سے ہاتھ دھو بیٹھو گے جس کے حصول کی خاطر تم نے گھوڑا حاصل کیا تھا۔ اس دُنیا میں سیاستِ مُلکی۔ طبابت۔ تجارت۔ زراعت۔ معماری۔ غرضکہ وہ تمام چیزیں جن میں کہ مغربی دُنیا کو کمال رکھنے کا دعویٰ ہے مرکبِ جسم ہی کی ضروریات و آسائشوں کے مُہیّا کرنے کی استطاعت رکھتی ہے۔ نہ اس سے زیادہ کی ان چیزوں میں قدرت ہے نہ ان کے ماہرین کی نگاہ اس سے آگے بڑھتی ہے۔ اُن کی وقعت بس اتنی ہی ہے۔ جتنی کہ گھوڑے کے ایک سائیس یا گھاس کٹ یا سلوتری کی ہوتی ہے۔ حالانکہ شرافت اور بزرگی اس میں نہیں۔ کہ انسان کسی گھوڑے کا اعلیٰ درجہ کا سائیس یا گھاس کٹ ہو جائے۔ بلکہ برتری اس میں ہے کہ اعلیٰ درجے کا شہسوار ہو۔ پھر فنِ شہسواری کا جان لینا ہی کافی نہیں ہے بلکہ منزلِ مقصود پر پُہنچنے کے لئے شہسوار کو چابک دستی سے کام میں لانے کی بھی ضرورت ہے۔ پھر راستے سے واقفیت کی ضرورت ہے۔ پھر اُس راستے میں اِستقلال کی ضرورت ہے۔ پھر تائیدِ الٰہی سے

Marfat.com

راستے کے حوادثات و عوائق سے نکل کر بچ جانے کی ضرورت ہے۔ اس کے بعد گوہرِ مراد حاصل ہوتا ہے۔ لوگوں کی یہ حالت ہے کہ پورے سائیس بھی نہیں بنے اور اکڑتے ہیں اور کہتے ہیں ع

ہمچوں من دیگرے نیست

اللہ پاک ہمیں اور تمھیں اپنی رحمتِ کاملہ سے صراطِ مستقیم پر چلنے کی توفیق عطا فرمائے اور قدم قدم پر ہمارا حافظ و نگہبان رہے۔

حَسْبِیَ اللّٰہُ وَنِعْمَ الْوَکِیْلُ
نِعْمَ الْمَوْلٰی وَنِعْمَ النَّصِیْرُ

وَاٰخِرُ دَعْوَانَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ وَالصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلٰی حَبِیْبِہٖ مُحَمَّدٍ وَّاٰلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ اَجْمَعِیْنَ بِرَحْمَتِکَ یَا اَرْحَمَ الرَّاحِمِیْنَ

تمت

یوم جمعہ ۱۳ جمادی الثانی

۳۳ ہجری ۱۴ سنہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

أَفَحَسِبْتُمْ أَنَّمَا خَلَقْنٰكُمْ عَبَثًا وَّأَنَّكُمْ إِلَيْنَا لَا تُرْجَعُوْنَ

کیا تم یہ سمجھتے ہو کہ ہم نے تم کو یونہی پیدا کیا اور کیا تم ہمارے پاس لوٹائے نہیں جاؤ گے

برزخ

مؤلفہ

شیخ المشائخ

حضرت سید محمد ذوقی شاہ رحمۃ اللہ علیہ

VERSAL BOOKS
Zulqarnain
Chand